میں تمثال ہوں
(ناول)
عارفہ شہزاد
عکس
AKSPUBLICATIONS

ڈاکٹر عارفہ شہزاد

ایم اے اردو، پنجاب یونیورسٹی 1998

گولڈ میڈلسٹ (صدارتی انعام یافتہ)

ایم۔فل اردو، اسلام آباد

موضوع: کلام فیض کے انگریزی تراجم

پی ایچ ڈی، پنجاب 2016

موضوع: انگریزی زبان میں اردو ادب کی تنقید

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو جامعہ پنجاب، لاہور

تصانیف:

لفظ جگمگائیں گے (تالیف بہ اشتراک) (1999)

جدید اردو شاعری میں کرداری نظمیں (تحقیق وتنقید) 2007

عورت ہوں نا! (نظمیں) 2016

انگریزی میں اردو ادب کی تنقید (تحقیق وتنقید) 2019

تین شاعر، تین مباحث (ترتیب وتنقید) 2019

زندہ جاوید (احمد جاوید، حیات وفن) 2019

خودکلامی کا روزنامچہ (اردو شعری مجموعہ) 2020

جدید اردو شاعری میں کرداری نظمیں (تحقیق وتنقید) طبع دوم 2020

چا لِکھی چِٹھیاں (پنجابی نظماں) 2020

آکھیا نئیں سی (پنجابی شعری مجموعہ) 2020

کتاب	میں تمثال ہوں
مصنفہ	عارفہ شہزاد
سن طباعت	2020ء
تعداد	500
قیمت	400

انتساب

کہانی کے نام

اظہارِ تشکر

سوالات کی تشکیل اور تمثال کے کردار کے نفسیاتی تجزیے کے لیے میں معروف
ادیب اور ماہرِ نفسیات ڈاکٹر خالد سہیل کی ممنون ہوں۔

ڈاکٹر احسن کی ای میل

محترمہ تمثال صاحبہ!

میں آپ سے کبھی نہیں ملا۔ دو ہفتے پہلے تک میں آپ کو بالکل نہیں جانتا تھا پھر آپ نے مجھے فیس بک فرینڈ بننے کی دعوت دی۔ میں نے آپ کا فیس بک پیج دیکھا تو پتا چلا کہ آپ ایک شاعرہ ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کی دعوت قبول کر لی،لیکن پھر آپ کو جب یہ پتا چلا کہ میں ایک ماہرِ نفسیات بھی ہوں تو آپ نے مجھے اپنا نفسیاتی مسئلہ بتایا اور مجھ سے مشورہ مانگا۔

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے اپنے دل کا حال سنایا۔ آپ نے مجھے بتایا کہ آج کل آپ بہت پریشان ہیں،دکھی ہیں کیونکہ آپ نے کسی کو ٹوٹ کر چاہا اور پھر اس شخص نے بے رخی اختیار کر لی اور اجنبی بن گیا۔ اب آپ بے حد پریشان رہتی ہیں۔ اس کی یاد میں بے اختیار آنسو بہاتی ہیں۔ اس کے میسیج کا،فون کا انتظار کرتی رہتی ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آپ اس کو الوداع نہیں کہنا چاہتیں۔ آپ اس درد، اس کرب، اس دکھ سے نکلنا چاہتی ہیں مگر یہ آپ کے اختیار میں نہیں رہا۔ آپ چاہتی ہیں آپ دوبارہ ایک نارمل زندگی گزار سکیں۔ جب آپ نے مجھ سے، میری رائے مانگی تو میں نے آپ کو دو مشورے دیے تا کہ آپ خیالوں اور خوابوں کی دنیا سے حقائق کی دنیا کی طرف لوٹ سکیں۔

پہلا مشورہ یہ دیا کہ آپ اپنے خیالات، جذبات اور احساسات اپنے محبوب کو بھیجنے کی بجائے اپنی ڈائری میں لکھیں۔ اس سے آپ کا کتھارسس ہوگا۔ دل ہلکا ہوگا۔ جب آپ اپنے محبوب کو پیغام بھیجتی ہیں اور وہ جواب نہیں دیتا تو آپ کا دکھ کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتا ہے۔ آپ کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے۔ جب آپ اسے مزید پیغام نہیں بھیجیں گی تو آپ کو قدرے

افاقہ ہوگا۔

میرا دوسرا مشورہ یہ تھا کہ آپ اپنے محبوب کو خدا حافظ کہیں اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسے آخری خط لکھیں۔ لیکن اسے بھیجیں نہیں۔ یہ آخری خط آپ کے لیے ہے، محبوب کے لیے نہیں۔ ہو سکتا ہے نفسیاتی طور پر اس کے طلسم سے نکلنے کے لیے آپ کو کئی آخری خط لکھنے پڑیں۔ آپ کا ہر آخری خط آپ کے کتھارسس، آپ کے زخموں کے اندمال میں آپ کی مدد کرے گا۔ ان مشوروں سے آہستہ آہستہ آپ اپنے محبوب کے سحر سے باہر نکل آئیں گی۔ آپ کی عزتِ نفس بحال ہوگی اور آپ ذہنی صحت کی طرف لوٹ آئیں گی۔

میری نگاہ میں محبت دو طرح کی ہوتی ہے۔ نوجوانوں کی یعنی ٹین ایجرز کی Im.mature محبت جس میں دکھ زیادہ اور سکھ کم ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات وہ یک طرفہ ہی ہوتی ہے۔ دوسری، جوان لوگوں کی، عاقل و بالغ لوگوں کی Mature Love جو دو طرفہ ہوتی ہے۔ اس میں فریقین ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں، احترام کرتے ہیں، ایک دوسرے کی خوشی کا خیال رکھتے ہیں۔ ایسی محبت میں سکھ زیادہ اور دکھ کم ہوتے ہیں۔

تمثال صاحبہ! ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر آپ اپنی ڈائری کے اوراق مجھے خطوط کی صورت میں بھیجیں اور میں ان کا جواب دوں تو عین ممکن ہے ایک دن ہم ان خطوط کو چھاپ دیں تا کہ اس سے بہت سے قارئین استفادہ کر سکیں مگر بوجوہ آپ یہ ڈائری اشاعتی صورت میں خود لکھنے پر آمادہ نہیں۔

آپ نے مجھے بتایا کہ عارفہ شہزاد آپ کی قریبی دوست ہیں۔ آپ کتاب کو چھپواتے ہوئے اپنی ڈائری کے اوراق ان سے دوبارہ تحریر کرا لیں گی۔ میں نے مشورہ دیا کہ آپ اپنا ایک فرضی نام چنیں۔ عارفہ شہزاد ہی نے آپ کا نام چنا۔۔۔تمثال۔۔۔اور اس کتاب کا نام۔۔۔۔میں تمثال ہوں!۔۔۔آپ نے بتایا کہ ناول کی صورت میں ڈھالتے ہوئے ای میل کی صورت اس تمام تر خط کتابت کی فارمیٹنگ بھی عارفہ شہزاد ہی کریں گی۔

میں نے آپ سے یہ بھی درخواست کی کہ آپ اپنے محبوبوں کو بھی فرضی نام دیں تا کہ ان خطوط سے کسی بھی شخص کی دل آزاری نہ ہو۔ ان خطوط کا مقصد کسی بھی شخص کو بدنام کرنا نہیں۔ ان کا

مقصد آپ کے زخموں کا اندمال اور آپ کے دکھوں کو سکھوں میں بدلنا ہے۔

میں نے آپ کو کتاب Creative Minority پڑھنے کا مشورہ اس لیے دیا تھا کہ آپ اپنی شخصیت، اس کی تخلیقی جہت اور غیر روایتی انداز کو بہتر جانیں۔ آپ اپنی شخصیت کو جتنا بہتر جانیں گی آپ اپنی زندگی کے اتنے ہی زیادہ دانشمندانہ فیصلے کر سکیں گی اور ایک پرسکون اور صحت مند زندگی گزار سکیں گی۔

مجھے خوشی ہے کہ اپنی تمام تر پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود اس سلسلے میں میں آپ کی کچھ مدد کر سکا ہوں اور آپ اپنی شخصیت کو سمجھنے میں کسی حد تک کامیاب ہوئی ہیں اور پہلے سے بہتر محسوس کر رہی ہیں۔

آپ کا خیر خواہ،

ڈاکٹر احسن، کینیڈا

۷ دسمبر ۲۰۱۹ء

پہلا باب

تمثال کی ڈائری
(ساتویں عشق سے پہلے)

پہلا ورق:

آپ کہتے ہیں میں اسے آخری خط لکھوں لیکن اسے مت بھیجوں۔ڈائری کی صورت میں آپ کو بھیج دوں۔عجیب ماہرِ نفسیات ہیں۔تخلیق کار ہوتے ہوئے بھی آپ کو یہ نہیں پتا کہ پہلا عشق ہی آخری نہیں ہوتا۔ساتواں عشق بھی پہلا ہو سکتا ہے اور پہلے عشق کو کوئی آخری خط لکھ سکتا ہے؟عشق اپنی بساط نہیں لپیٹ سکتا۔نہ پہلا، نہ دوسرا اور نہ آخری۔آپ کہیں گے یہ زندگی کے حقائق سے دور کی باتیں ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔مجھے نہیں پتا کہ کتاب Creative Minority میں کیا لکھا ہے مگر آپ تو جانتے ہیں میں بھی اسی اقلیت سے تعلق رکھتی ہوں۔شاعرہ ہوں، خواب کی دنیا کی باتیں تو کروں گی نا! کون عاشق کون معشوق؟ پتا نہیں۔کہتے ہیں عورت معشوق ہوتی ہے لیکن مجھے لگتا ہے میں تو ازلوں سے ہی عاشق ہوں۔کبھی سوچتی ہوں یہ اپنی صنف کی نفسیات سے بغاوت کی سزا ہے کہ مجھے بار بار ہجر بھوگنا پڑتا ہے کوئی محبت مجھے بھولی نہیں، ہاں احساسات بدل گئے ہیں۔

یہ ساتواں عشق تو میری جان کو آ گیا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ میری فراغت مجھے پاگل بناتی ہے۔سارا دن لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتی ہوں۔شدید اعصابی بیماری کی تو کب سے شکار ہوں۔اس ساتویں عشق نے مجھے مزید بیمار کر دیا ہے۔ایک ماہ سے یہ کیفیت ہے کہ لیٹی رہتی ہوں۔بس جی چاہتا ہے روتی رہوں۔روٹین کے کاموں سے الگ ہوتی ہوں تو نظموں پر نظمیں لکھتی جاتی ہوں مگر چین نہیں پڑتا! کیوں؟

اسے ان باکس کرتی جاتی ہوں جواب نہیں ملتا پھر بھی۔۔۔! پتا نہیں وہ میری جذباتیت سے ڈر گیا ہے، جیسا کہ اس نے کہا تھا یا میری بے وقوفیوں سے یا واقعی وہ فیملی کو ترجیح دینے لگا ہے۔اسے سب کچھ تو پتا تھا میرے متعلق پھر بھی اس نے عشق کے اتنے بڑے بڑے دعوے کیے تھے، عمر بھر رابطے میں رہنے کے، ایک دوسرے کا دکھ سکھ بانٹنے کے۔۔۔اچھا کرتے تو سبھی ایسے

ہی دعوے ہیں مگر اس بار مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ وہ چپ ہے تو یہ خاموشی عارضی ہے۔اس نے کہا تھا میں دوسروں کی طرح نہیں ہوں تو میں نے اس کا مذاق اڑایا تھا مگر دل ہی دل میں اس کی اس بات پر ایمان بھی لے آئی تھی۔

میں جانتی ہوں میں ٹین ایجر نہیں ہوں مگر پھر بھی۔۔۔اس کی آواز، اس کا رابطہ، اس سے باتیں مجھے دنیا کی اہم ترین ترجیح لگتی تھی، مگر اسے یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی! کبھی سوچتی ہوں وہ بھی شاعر ہے شاعر تو حساس ہوتے ہیں، وہ ایسا کیوں نہیں ہے؟ میرا چھٹا عشق کہتا ہے وہ تم سے بے پناہ پیار کرتا ہے اس لیے ایسا کرتا ہے۔ایک بار اس نے مجھے کہا بھی تھا کہ تم کسی کی بیوی ہو، ماں ہو، میں یوں تمھیں ملنے کے لیے بلا کر خراب نہیں کرنا چاہتا! مگر یہ سب تو اسے پہلے بھی پتا تھا کہ میری فیملی ہے، اس کی بھی فیملی ہے! ارے آپ بھی حیران ہوں گے یہ چھٹے عشق کا ذکر کہاں سے آ گیا؟

میری عجیب سی نفسیات ہے۔ میں نے اپنے کسی پرانے عشق سے قطع تعلق نہیں کیا۔ ہاں تعلق کی نوعیت کا بدلنا صاف واضح کر دیتی ہوں۔ میں نے اپنے چھٹے عشق سے صاف کہہ دیا تھا کہ تمھارے لیے میں ایک جسم ہوں، ایک پورا وجود نہیں۔ سو میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ مگر وہ جان گیا تھا کہ میں اب کسی اور سے پیار کرنے لگی ہوں۔ اس نے پوچھا تو میں نے بھی ساتویں عشق کا اعتراف کر لیا! اسے بتایا کہ میرا ساتواں عشق مجھے میرے پورے وجود کے ساتھ چاہتا ہے۔ وہ مجھے میرے جسم کی چاہ میں نہیں چاہتا۔ وہ اور میں ایک بار ہی تو ملے تھے۔ ہم اس میں زیادہ قریب نہیں آئے تھے، نہ وصل ہوا تھا۔ لیکن فون پر وہ جس طرح سے مجھ سے بات کرتا تھا مجھے لگتا تھا ایسا ہو رہا ہے گا۔ میں نے سات عشق کیے مگر ان میں سے محض دو سے جسمانی تعلق بنایا تھا، دوسرے اور چھٹے عشق سے! دونوں بار مجھے ایسا ہی لگا کہ یہ تعلق عشق نہیں بس جسم ہی جسم ہے۔ عشق تو ایک دوسرے کو پورے وجود کے ساتھ تسلیم کرنے کا نام ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ بانٹنے کا نام ہے۔ محض جسمانی تعلق بنانا۔۔۔ مجھے یہ سب بہت برا لگتا تھا۔ میں چاہتی تھی جسموں میں ایک حد تک فاصلہ رہے، آخری حد نہ توڑی جائے اور دوستی یا شیئرنگ زیادہ ہو مگر کیا کروں اپنی اس طبیعت کا کہ میں اپنے محبوب کی کوئی بات نہیں ٹال سکتی۔ میں نے جب بھی عشق کیا

ٹوٹ کر کیا اور اس وقت تک کیا اور نبھایا جب تک میرے محبوب نے مجھے ہر حوالے سے دوری کا احساس نہیں دلا دیا۔ جب مجھے لگتا کہ میرا محبوب مجھے اتنی شدت سے نہیں چاہتا جتنا میں یا یہ کہ اُس کا انداز Taken for granted کا سا ہے تو میں پیچھے ہٹ جاتی تھی۔

مجھے لگتا ہے شاید آپ میری ان باتوں سے کنفیوز ہو رہے ہیں لیکن آپ نے اور میں نے طے کیا تھا کہ ہم لوگوں کی شناخت ظاہر نہیں کریں گے اس لیے میں نے مناسب یہی سمجھا کہ ان سب اشخاص کو جو میری زندگی میں آئے کوئی فرضی نام دینے کی بجائے پہلا عشق، دوسرا عشق لکھوں اور اسی طرح اپنی ساری کتھا آپ کے گوش گزار کروں۔ ویسے بھی اتنے سارے فرضی ناموں میں، میں خود کو گڑبڑاتے ہوئے محسوس کر رہی ہوں آپ کو کہاں یاد رہے گا کہ میں پہلے عشق کی بات کر رہی ہوں یا ساتویں کی! کہانی ہے بھی اتنی گڑبڑ کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہاں سے شروع کروں؟

مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا ہوں؟۔ سنا ہے تخلیق کار مرد، لکھنے کے لیے معاشقے ضروری خیال کرتے ہیں اس لیے Love Hunting ان کا شغل ہوتا ہے۔ کیا ساری تخلیق کار عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں؟ یہ عشق، سرشت ہے، کھیل ہے، ٹیڑھا پن ہے یا تخلیق کاروں کے اندر کا خواب ہے، کیا ہے؟ میرے اندر بہت سے سوال اٹھتے ہیں۔ میں ایک نارمل زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ میرے اندر یہ سوال کلبلاتا رہتا ہے کہ کیا عشق کرنا نارمل نہیں ہے؟ وہ مرد جو عشق پر عشق کرتے چلے جاتے ہیں انھیں تو ہم Womenizer کہتے ہیں، ایسی عورتوں کو کیا کہتے ہیں؟ مگر میں تو ایک عشق پر رُکنا چاہتی تھی! کیا جتنے بھی لوگ میری زندگی میں آئے Womenizer تھے؟ اچھا چھوڑیں میں کیا فضول سوچیں لے کر بیٹھ گئی۔ یہ الجھنیں سوچتی ہوں تو بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔

دوسرا ورق:

میرا شعور جہاں تک میرا ساتھ دیتا ہے میں صرف سات سال کی تھی جب مجھے اپنا ایک ہم عمر لڑکا اچھا لگتا تھا۔ آج مجھے اس کے نقوش تک یاد نہیں مگر نام یاد ہے۔ نام جو بھی تھا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہتی تھی کہ مجھے وہ لڑکا پسند ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میرے ارد گرد کوئی اور لڑکا نہیں تھا۔ میں کو۔ ایجوکیشن میں پڑھتی تھی۔ اس وقت دوسری جماعت میں تھی۔ تین چار ہم جماعت لڑکوں کے نام بھی مجھے یاد ہیں مگر اسی کے متعلّق میرے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوتا تھا؟ جب کہ مجھے مخصوص معنوں میں محبت کی معنویت بھی پتا نہیں تھی۔ ذہن پر بہت زور دیتی ہوں تو اس کے سرخ سرخ لال گال یاد آتے ہیں اور ایک دھندلا سا چہرہ۔ رہائش گاہ کے ارد گرد اور بھی ہم جولی لڑکے لڑکیاں تھے۔ کسی اور لڑکے کے حوالے سے یہ خیال ذہن میں کبھی پیدا نہیں ہوا۔

گھر میں امی نے کام کاج کے لیے دس، بارہ سال کا لڑکا رکھا ہوا تھا۔ میلے کچیلے گہرے سانولے نین نقش۔ میں ڈائننگ روم یا کچن میں جب اکیلی ہوتی تو گول گول گول گھومنے لگتی۔ اپنی فراک کے پھولے گھیر کو دیکھتی جاتی اور اس کچن ہیلپر لڑکے کا نام دل ہی دل میں دہرا کر بار بار I love you کی گردان کرتی جاتی۔ ایک دن میں کچن میں گول گول گھومنے کی اس سرگرمی میں مشغول تھی کہ کچن کے دروازے کی طرف میری نظر پڑی۔ وہ لڑکا بڑی دلچسپی سے مسکرا کر مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں شرما کر اندر کے کمروں کی طرف بھاگ گئی۔

تیسری جماعت میں بھی میں کو۔ ایجوکیشن میں پڑھتی تھی مگر وہ ایک چھوٹے سے شہر کا سکول تھا۔ پینڈو سے لڑکے تھے، ان میں سے کوئی بھی مجھے یاد نہیں۔ سکول سے گھر آتے تو ارد گرد کے گھروں کے لڑکے لڑکیاں عصر کے وقت اکٹھے ہو جاتے اور شام گئے تک کھیلتے رہتے۔ ایک دن

میں نے عجیب کھیل دیکھا۔ ہم سب بچے اپنی ایک ہم جولی کے گھر سیڑھیوں سے اوپر کے کمرے میں کھیل رہے تھے۔ دو لڑکیوں نے بغیر بازو والی دو کرسیاں ملا کر بستر سا بنالیا۔ ایک لڑکی وہاں لیٹ گئی اور اسی کا ایک ہم عمر لڑکا اس کے اوپر لیٹ گیا، دونوں نے جانگیے گھٹنوں سے نیچے کیے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر باری باری سا کے جھولے کے انداز میں اوپر نیچے ہو رہے تھے۔ ارد گرد کھڑے سب ہم جولی انہماک سے دیکھ رہے تھے۔ میری ایک ہم جولی نے مجھے کہا اب تم نے باری لینی ہے؟ مجھے اس کھیل کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی ہاں جانگیے اترے دیکھ کر اتنا ضرور سمجھ آ رہا تھا کہ یہ کچھ گندا کام ہے۔ پھر ہم سب نیچے آ کر روٹین کے کھیل میں مگن ہو گئے۔ مگر جب کبھی میں سیکس اور عشق و محبت کے حوالے سے سوچتی ہوں تو مجھے اب بھی یہ باتیں ایسے ہی یاد ہیں جیسے یہ منظر آنکھوں کے سامنے ہو۔ مجھے اس منظر کے حوالے سے اپنے ناپسندیدگی کے محسوسات بھی یاد ہیں۔ بہت بڑی ہوئی تو تب کہیں جا کر سمجھ آیا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ ایک ہی کمرے میں ڈھیروں بچے اور ماں باپ ہوں تو کچے ذہنوں میں ایسے ہی کھیل جنم لیتے ہیں۔ جب میں چوتھی جماعت میں تھی تو میرے ابو کا تبادلہ ایک اور شہر میں ہو گیا۔

میں نے چوتھی اور پانچویں جماعت بھی کو۔ ایجوکیشن میں پڑھی۔ کلاس میں دو بھائی میرے ہم جماعت تھے۔ ان میں سے جو مجھے اچھا لگتا تھا آج نہ اس کا نام یاد ہے نہ نین نقش مگر اس کے بھائی کے تیل سے چپڑے ہوئے سر کی وجہ سے اس کا نام بھی یاد ہے اور شکل بھی! یہ کیسی عجیب بات ہے جو پسند تھا وہ بھول گیا! چھٹی سے دسویں جماعت تک میں نے لڑکیوں کے گورنمنٹ سکول میں پڑھا۔ اب ہماری مائیں ہمیں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے اور گھلنے ملنے سے روکنے لگی تھیں۔ سو ہم بھی الگ الگ رہتے تھے۔ سکول بس میں جو لڑکے ہمارے ساتھ جاتے تھے وہ ہم سے فرینک ہو کر باتیں کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر ہم ان کے نام کے ساتھ بھائی لگا کر ان کی بولتی بند کرا دیتے۔ بعض لڑکوں کی لڑکیوں سے خط بازی کے قصے بھی سنتے۔ مگر میں اور میری سہیلیاں اس علت سے پاک تھے۔ ہاں میں جب دیکھتی کہ راستے میں لڑکوں کا جتھا کھڑا ہے تو سیریس ہونے کی بجائے شوخ ہو جاتی جس کی وجہ سے مجھے سہیلیوں سے خوب ڈانٹ پڑتی۔

ہمارے گھر کا ماحول مڈل کلاس کے عام گھروں کی طرح تھا۔ نہ بہت قدامت پرست، نہ آزاد خیال۔ گھر میں قرآن کی بہت سی تفاسیر رکھی تھیں اور دینی کتب بھی۔ ان کے مطالعے نے پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ نفلی عبادات کا شوق بھی جگا دیا۔ سو میں چاشت، اشراق اور اوابین کی نمازوں کا خاص اہتمام کرنے لگی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں رمضان کے مہینے میں اعتکاف میں بھی بیٹھی تھی۔ اس دوران مجھے خواب میں حضرت داتا گنج بخش اور خواجہ فریدالدین گنج شکر کی زیارت ہوئی۔ پھر ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ جس کمرے میں میں اکثر نماز ادا کرتی تھی" وہاں کسی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ میں نے ایک مبارک ہستی کو اس کمرے کی طرف جاتے دیکھا جن کی پشت میری طرف تھی اور وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس تھے۔ میں ان کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھ پائی۔ وہ اس کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں نے فرطِ حیرت سے دریافت کیا، "یہ کون ہیں؟" اردگرد کھڑے لوگ بولے، ارے تم نہیں جانتی؟ یہ حضور پاک ﷺ ہیں۔ اللہ اللہ! کہاں میں اور کہاں یہ عنایت! میری آنکھ کھل گئی۔ بزرگوں سے سن رکھا تھا جو حضور پاک ﷺ کی عالمِ رویا میں زیارت کر لے، یہ گویا اس کی بخشش کا پروانہ ہے! کیا میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں؟ میں سوچتی رہ گئی۔ اتنا شعور کب تھا کہ ان معاملات پر غور کرتی۔ یہ وہ عمر تھی جو سنا، مان لیا۔۔۔ جو پڑھا اندر سرایت کر گیا۔

گھر میں ہر قسم کا ڈائجسٹ میگزین بھی آتے تھے۔ چھٹی، ساتویں جماعت سے ہی یہ سب زیرِ مطالعہ رہنے لگے۔ لڑکپن میں ڈائجسٹوں میں لکھی رومانوی کہانیاں اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ کچھ باتیں سمجھ آتی تھیں، کچھ نہیں! مگر عشق نام کی چڑیا اندر پر پھیلانے لگی تھی۔ اس وقت میں دسویں جماعت میں تھی جب مجھے پہلا عشق ہوا۔

تیسرا ورق:

دسویں جماعت تک پہنچتے پہنچتے کچے پکے ذہن کے ساتھ وی سی آر پر فلمیں خوب دیکھی جا چکی تھیں سو عشق کا تصور تو واضح ہو گیا تھا مگر جنس کے مطلب سے اتنی ہی آشنا تھی جتنا فلموں میں دیکھا۔ بوسہ لینا، گلے لگانا اور اس کے حوالے سے بھی یہ تصور تھا کہ یہ گندا کام صرف فلموں میں ہوتا ہے جو اسلام میں منع ہے۔ ہاں یہ سب دیکھ کر دل میں عجیب میٹھی میٹھی لہر ضرور اٹھتی تھی۔ بلوغت کا مفہوم کیا ہوتا ہے؟ بالکل معلوم نہیں تھا۔ نہ کبھی ماں نے بتایا، نہ سہیلیوں سے اس نوعیت کی کوئی بات سنی۔ ساتویں جماعت میں تھی جب حیض شروع ہوا۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ یہ کون سی نئی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ سکول سے آئی تو اپنی خون آلود شلوار، بغیر دیکھے، میلے کپڑوں میں ڈال دی۔ اگلے دن امی بڑی بہن کو ڈانٹ رہی تھیں کہ یہ کیا گندا کام کیا، حیض کے خون سے بھری شلوار، بغیر دھوئے دوسرے کپڑوں میں ڈال کر انھیں گندا اور پلید کر دیا۔ بہن نے منھ بنا کر بتایا کہ اس کے مینسز تو گزر چکے ہیں۔ امی نے مجھے آواز دی، "ادھر آؤ" میرے کپڑوں کو چیک کیا تو خوب ڈانٹ پڑی۔ "تمھیں سہیلیوں نے کچھ نہیں بتایا؟" انھوں نے مجھے گھر کا۔ میرا ہونق چہرہ اور اڑا ہوا رنگ دیکھ کر انھیں ترس آ گیا۔ مجھے حیض کے ایام کے حوالے سے بتایا اور انڈر وئیر میں کپڑا رکھنا سکھایا۔ یہ کیا بلا سر پر آن پڑی، میں سخت پریشان تھی۔ پتا چلا کہ میں اب جوان ہو گئی ہوں۔ دیگر بے وقوفیاں اسی طرح جاری تھیں۔ میں جوانی، محبت اور عشق، ان سب کے مفہوم سے کہانیوں اور فلموں کی حد تک آشنا تھی۔ نویں، دسویں جماعت تک میں کچی پکی نظمیں لکھنے لگی جن کا موضوع حب الوطنی یا بہت ہوا تو دوستی ہوتا تھا۔

میں بات کر رہی تھی اپنے پہلے عشق کے حوالے سے۔ مجھے اس کی پر شوق نگاہوں کا ادراک ہوتا تھا۔ آنکھیں بند کرتی تھی تو اس کی شکل سامنے آتی تھی۔ سفر میں ہوتی اور گاڑی میں گانے چل

رہے ہوتے تو وہی آنکھوں میں سمایا ہوتا۔ اب اس پہلے عشق کے حوالے سے میں محبت کی نظمیں لکھنے لگی تھی۔ یہ نظمیں اپنی سہیلیوں کو سنا کر داد وصول کرتی مگر کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ یہ خیالی نظمیں ہیں یا حقیقی۔ مجھے جنس کا تو ادراک تک نہیں تھا۔ ہاں اپنے جسم کی تبدیلیوں کی طرف نگاہ ضرور جاتی تھی۔ کزنیں ایک دوسرے کو سینے کے ابھار کے حوالے سے چھیڑتی تھیں۔

اسی طرح شباب کے ابتدائی دن آگے بڑھتے رہے اور میں کالج میں داخل ہو گئی۔ محلے میں جب بھی کسی شادی میں جانا ہوتا مجھے اپنے اردگرد اس لڑکے کی نگاہوں کا حصار محسوس ہوتا تھا لیکن کبھی نہ آنکھ اٹھا کر دیکھا نہ بات ہوئی۔ ایک بار وہ ایک شادی کی تقریب میں مجھے کولڈ ڈرنک پکڑانے آیا۔ انجانے میں میرا ہاتھ اس کے ہاتھ سے مَس ہوا اور میں نے گھر جا کر اس لمس پر پوری نظم لکھ ڈالی۔ مجھے آج تک وہ لمس یاد ہے۔ کئی اور بھی چھوٹی چھوٹی نظمیں ہیں جو میں نے اس پہلے عشق کے حوالے سے لکھیں۔ ایک دن سنا کہ اس کی شادی کی بات کہیں چل رہی ہے، مجھے پورا یقین تھا وہ انکار کر دے گا اور دو سال اسی گمان میں گزرے۔

بارھویں جماعت میں ہماری ہم جماعت کچھ لڑکیاں اولیول کر کے آئی تھیں جو ہماری سادگی پر ہمیں چھیڑا کرتی تھیں کہ تم لوگوں کو تو سائنس پڑھ کر بھی کچھ نہیں پتا اور واقعی ہمیں کیا پتا تھا؟ جنسی تعلّق کے حوالے سے معلومات تو صفر سے بھی کم تھیں۔ ان سہیلیوں نے ایک دن مجھے ایک انگریزی ناول Love, Hate and Desire دیا اور کہا اسے پڑھو، بڑی ہو جاؤ گی۔ گھر والوں سے چھپ چھپا کر ناول پڑھا۔ اس ناول میں بیڈروم سینز، پورن کی حد تک واضح تفصیلات سے درج تھے۔ اگلے دن جا کر انھیں غصہ دکھایا کہ یہ کیا دے دیا! وہ ہنس ہنس کر دہری ہو رہی تھیں!

وہ ناول جسے میں نے گندا کہہ کر غصّے میں انھیں واپس کیا تھا، میرے اعصاب پر سوار ہو گیا تھا۔ اس روز بچپن کے کھیل کا مفہوم واضح ہوا۔ اب میں اکیلے کمرے میں بیٹھی باتھ روم میں تکیہ لے جاتی اور اسے ٹانگوں میں دبا کر اس پر سواری کر کے آگے پیچھے ہوتی تو عجیب پر کیف لذت کا احساس ہوتا۔ کبھی کلیٹورس (Clitoris) کو مسلتی تو لذت سے منھ سے کلکاریاں برآمد ہونے لگتیں جنھیں میں سن لیے جانے کے خوف سے بڑی مشکل سے روکتی۔ کبھی آئینے میں اپنا ابھرا ہوا سینہ

دیکھتی اور اسے ہاتھوں سے مسلتی جاتی۔ اس سارے عمل سے مجھے اس وقت لذت ملتی جب میرے تصور میں میرے پہلے عشق کا چہرہ ہوتا اور میں دل ہی دل میں اس کا نام دہرا کر اترتی چڑھتی سانسوں سے آئی لو یو کہتی جاتی۔

میں روز عشق کا یہ تصوراتی کھیل کھیلتی مگر عملاً" میں نے کبھی اس سے بات تک نہ کی تھی۔ بہن کی شادی ہوئی تو اس رات مجھ سے عمر میں بڑی کزنیں، بہن کو گھیر کر اس کو بار بار کہے جا رہی تھیں آج پتا چلے گا نا! بارات چلی گئی تو اُن کزنوں میں سے ایک کزن میرے کمرے میں سوئی۔ ہم دونوں اس کمرے میں اکیلے تھے۔ میں نے اس سے ان باتوں کا مطلب پوچھا تو اس نے بتا دیا۔ ساتھ ہی کہا میں تمھیں سکھاؤں مزا کیسے آتا ہے؟ اس نے میری رانوں کے بیچ ہاتھ رکھا تو میں نے ڈر کر اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ پھر اس نے مجھے بہلا پھسلا کر میری قمیص اوپر کی اور میرے ابھرے ہوئے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ مجھے عجیب سرور محسوس ہو رہا تھا۔ اچانک اس نے اپنے ہونٹ آگے کیے اور میرے پستانوں کا سرا منہ میں دبا لیا۔ میں نے بھی اسے نہیں روکا۔ مجھے یوں لگا جیسے میرے پہلو میں میرا پہلا عشق ہو اور میں اس کے لمس کو کیسے ٹھکرا سکتی تھی!

چوتھا ورق:

عشق اور جنس کا تصور پہلے ہی عشق کے ساتھ مجھ پر واضح ہو گیا تھا۔ میں یہ بھی جان گئی کہ یہ سب شادی سے پہلے جائز نہیں! اس حوالے سے شرعی مسائل تب معلوم ہوئے جب گھر میں پڑی شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین کے ترجمے کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ جب سے انگریزی ناول پڑھا تھا اور کزنوں کی باتیں سنی تھیں، عشق اور جنس کا ربط واضح ہو گیا تھا۔ مگر تفاسیر قران اور دیگر دینی کتب کے مطالعے سے جائز اور ناجائز کا تصور بھی بخوبی جان گئی تھی۔ پہلے عشق کے ہیولے کا طلسم بھی جلد ہی ٹوٹ گیا جب پتا چلا کہ اس کی شادی طے ہو گئی ہے۔ یہ پتا چلنے پر میں پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی مگر بس ایک بار اور پھر اپنی تعلیم کی طرف دلجمعی سے متوجہ ہو گئی کہ اس پہلے تصوراتی اور خیالی عشق نے مجھ جیسی لائق طالبہ کو تعلیم کے میدان میں پیچھے دھکیل دیا تھا۔

ایف۔اے سے بی۔اے تک تعلیم پر بھرپور توجہ رہی۔ اس دوران شاعری کے اوزان کا بھی شعور ہو گیا۔ سو نسبتاً بہتر شاعری کرنے لگی۔ بی۔اے کا رزلٹ بہت اچھا آیا۔ یونیورسٹی میں اپنے من پسند مضمون میں داخلہ لیا۔ دو سال کو۔ایجوکیشن میں پڑھتے ہوئے لڑکوں سے بات ضرور ہوتی تھی مگر عشق کا بھوت سر پر سوار نہیں ہوا۔ ہاں ذہن میں یہ ضرور تھا کہ اس کم بخت پہلے عشق نے سہرا باندھ لیا ہے تو میری بھی جلد شادی ہوتا کہ اسے بھی شکست دوں۔ مگر کسی کو نہ مجھ سے محبت ہوتی تھی نہ کہیں رشتہ ٹھہرتا۔ اس زمانے میں بیس سے اوپر کی لڑکی کے لیے بڑی بوڑھیاں یہ فکر آمیز جملہ کہنا شروع ہو جاتی تھیں۔۔۔ہائے ہائے ابھی تک شادی نہیں ہوئی! ایم۔اے میں کلاس کا ایک لڑکا اتفاقاً، اکثر مجھ سے میچنگ کپڑے پہن آتا۔ اس پر میری قریبی سہیلیاں میرا بہت مذاق اڑاتی تھیں۔ میں اوپر اوپر سے غصہ دکھاتی تھی لیکن میرے من میں لڈو پھوٹ رہے ہوتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد پتا چلا کہ وہ کلاس کی کسی اور لڑکی کے ساتھ سیٹ ہو گیا ہے۔ خس کم جہاں

پاک۔ میں نے دل ہی دل میں لعنت بھیجی۔۔۔میرے قابل تھا کہاں!

میں ایم۔اے کے دوران نہایت لائق طالبہ تھی۔لڑکوں سے بات تو کرتی تھی مگر مجھ سے سب ڈرتے تھے کہ فالتو بات کی تو منہ توڑ دے گی۔میری شاعری بھی نکھرنے لگی تھی۔اساتذہ حوصلہ افزائی کرتے تھے کہ اچھی شاعری ہے۔عشق کا بھوت سر سے کاملاً اتر چکا تھا۔پھر مذاق ہی مذاق میں بات بڑھتے بڑھتے مجھے ایک یونیورسٹی فیلو سے عشق ہوگیا۔اس نے بھی تو ٹیڑھی طرف سے کان پکڑا تھا خود بات کرنے کی بجائے اپنے بڑے بہن بھائیوں کو میرے پاس ملنے بھیج دیا کہ وہ مجھے چاہتا ہے اور رشتہ بھیجنا چاہتا ہے۔سو ایسے نجیب الطرفین لڑکے پر دل کیسے نہ آتا۔تو یہ تھا میرے دوسرے عشق کا آغاز۔

یہ دوسرا عشق ایسا تھا جس نے زندگی بھر کے لیے میرے عشق کے حوالے سے سب تصورات کو تلپٹ کر کے رکھ دیا۔میں پہلے عشق کے بعد بھی واضح تھی کہ تصور اور بات مگر عملی طور پر عشق میں چھونا ،شادی کے بعد ہی جائز ہے۔میں اپنے دوسرے عشق سے تو کبھی بھی یہ توقع نہیں کر سکتی تھی۔میں سوچتی تھی جو لڑکا اتنا اچھا ہو کہ خود کوئی پیش قدمی کرنے کی بجائے براہ راست گھر والوں کو بھیجے اس سے اچھا کیا کوئی ہوسکتا ہے! میں نے اس سے فون پر باتیں کرنا شروع کر دیں۔

دوسرے عشق کی پیش قدمی کا اچھا انداز دیکھ کر میں نے اس کے بونگے پن اور مضحکہ خیز لہجے کو بھی نظرانداز کر دیا تھا۔کالج میں اس کی پرسنیلٹی کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔وہ آغاز ہی سے کھلم کھلا لڑکوں کے سامنے کہتا پھرتا تھا، آنکھیں ہوں تو تمثال جیسی حسین۔تب کلاس کے لڑکے،لڑکیوں کی زبانی جب مجھ تک یہ تعریف پہنچتی تو غصہ آتا کیونکہ وہ اپنے چول انداز اور شوخے پن کی وجہ سے کالج بھر میں سب کے مذاق کا نشانہ جو تھا مگر اسے اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا۔اپنے دوستوں کے گروپ کے ساتھ وہ پھنے خان بنا پھرتا تھا۔تب میں نے اس کے متعلّق سوچا تک نہیں تھا۔یہ تو بعد میں جب عشق ہوا تو وہ مجھے سب اچھا لگنے لگا۔میں اس کی سادگی اور دیہاتی انداز سے عشق کرنے لگی۔

پانچواں ورق:

یونیورسٹی میں سب لڑکے لڑکیاں اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرتے نظر آتے تھے، سو میں نے بھی اپنے دوسرے عشق سے کہا جب شادی کرنا ہی ہے تو چھپ کر فون پر کیوں باتیں کرنا۔ یونیورسٹی میں سب کے سامنے بیٹھ سکتے ہیں، باتیں کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک ہی جواب ہوتا تھا، میں اپنے دوست احباب کو سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔ سو میں بھی اس بات پر چپ ہو رہتی۔

ایک دن اس نے مجھے پارک میں ملنے بلایا۔ میں بھی عجیب نڈر اور بے وقوف تھی، چلی گئی۔ دوسری بار پھر بلایا، میں پھر چلی گئی۔ ایک طرف سے اس کا کلاس فیلو آتا نظر آیا جو اس کا بہت قریبی دوست تھا۔ میں اسے آتا دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ اچانک آ گیا ہو۔ یہ تو مجھے بعد میں پتا چلا کہ میرے دوسرے عشق نے اپنے دوست کو یہ دکھانے کے لیے بلایا تھا کہ تمثال مجھ سے ملتی ہے! اس وقت میں بالکل بے وقوف تھی مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی۔

چوتھی یا پانچویں بار جب ہم ملے، اس نے مجھے رکشے میں بٹھایا اور ایک چھوٹے سے گھٹیا درجے کے ہوٹل میں لے گیا۔ میں نے پوچھا یہاں کیوں؟ تو کہنے لگا جمعہ ہے پارک بند ہیں تھوڑی دیر بیٹھتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔ میں سوچے سمجھے بغیر اس کے ساتھ کمرے میں آ گئی۔ ہم ایک آدھ گھنٹہ وہاں بیٹھے رہے۔ اس نے مجھے چھوا بھی نہیں اور واپس چھوڑ آیا۔ یوں مجھے اس پر اس حوالے سے بھی اعتماد ہو گیا۔ دو ایک بار پھر اس نے یونہی کیا۔ تیسری بار اس نے مجھے چھونے پر مائل کر لیا اور آہستہ آہستہ میری سب جھجک جاتی رہی لیکن ہم ایک حد تک ہی رہتے تھے۔ بہر حال اس سے یوں ملنے پر میرا ضمیر مطمئن نہیں تھا۔ میں اس سے الگ ہو کر وہیں رو رو کر نماز پڑھنے لگتی تھی۔ وہ مجھ سے معافی مانگنے لگتا اور اگلی بار پھر وہی ہوتا۔

وہ اکثر مجھ سے یہ کہتا تھا کہ میں آخری حد اس لیے نہیں توڑتا کہ تمھاری کہیں اور شادی ہو تو

تمھاری زندگی تو خراب نہ ہو۔ بات تو اس کی اپنی جگہ ٹھیک تھی، میں بھی آخری حد توڑنا نہیں چاہتی تھی۔ مجھے تو ان حدوں کے پھلانگنے پر بھی شرمندگی تھی جہاں تک وہ مجھے لے آیا تھا۔ اس کے چھوڑ دینے کے خوف سے میں کٹھ پتلی کی طرح اس کی ہر بات مانتی تھی۔ میں سوچتی تھی، اسی نے چھوا ہے تو اسی کا ہونا ہے، کسی اور شخص کو دھوکہ نہیں دینا! لیکن اس کی بات سن کر میں عجیب سی ہو جاتی۔ گویا اسے مجھ سے اپنی شادی نہ ہونے کا یقین ہے! اس کا بار بار یہ بات دہرانا اس کی نیت کا عکاس تھا۔ لگتا تھا وہ صرف کھیل کھیل رہا ہے مگر کیا اس کی بڑی بہن اور بھائی اس کے کھیل میں شریک تھے؟ میرا دل نہیں مانتا تھا! ایم۔اے مکمل ہو گیا مگر وہ شادی کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ پتا چلا وہ دو بہنوں اور سات بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس سے بڑوں کی شادی ہو گی تو اس کی باری آئے گی۔ بس ایک بڑی بہن اور دو بڑے بھائی بیاہے ہوئے تھے۔ وہ جاگیردار کا بیٹا ہونے کے باوجود ہوٹل میں رہنے کے پیسے بہانے بہانے سے مجھ سے ہی وصول کرتا تھا۔ اس چکر میں، میں نے گھر سے کئی بار پیسے بھی چرائے تھے۔ ادھر میرے لیے کوئی موزوں رشتہ نہیں مل رہا تھا، اس لیے تعلیم مکمل ہونے کے بعد بھی میرا اس سے ملنا جاری رہا۔ اسے میرے لمبے بال بہت پسند تھے۔ جب فیشن کے شوق میں، میں نے بال کٹوا لیے تو اس نے کہا مجھے تم جیسی بھی ہو جاؤ اچھی لگتی ہو لیکن میرے ساتویں عشق نے تو مجھے اس لیے چھوڑ دیا کہ میں Im-mature ہوں۔ عقل مند نہیں ہوں۔ کیا محبوب آپ کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو چھوڑ دینا چاہیے؟ دوسرے عشق کو میں نے بھی تو چھوڑ دیا تھا مگر چار سال بعد۔۔۔ساتویں عشق کی طرح تین ماہ بعد نہیں! ویسے بھی شادی سے پہلے عشق کا مقصد اکثر لڑکیوں کے لیے شادی ہی ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھتی ہیں کہ اس حوالے سے لڑکا مخلص نہیں تو پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔

میری شرائط کے مطابق ایک رشتہ ملا تو میں نے بھی دوسرے عشق کو ترک کر دیا۔ اس نے بھی چوں چراں نہیں کی۔ بس یہ فرمایا کہ ساری عمر شادی نہیں کرے گا۔ یہ اور بات کہ دس سال بعد بہنوں بھائیوں کے بعد جب اس کی باری آئی تو اس نے شادی کر بھی لی۔ ہم پارکوں میں ملتے تو جھاڑیوں کی اوٹ میں بوس و کنار میں الجھے ہوتے۔ صرف لاہور ہی میں نہیں، وہ شہر، جہاں میں

رہتی تھی، وہاں بھی وہ مجھ سے ملنے آ پہنچتا تھا۔

لاہور میں تعلیم کے دوران میں ہاسٹل میں مقیم تھی اس لیے وارڈن کو چکمہ دے کر راتیں باہر گزارنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ میں نے کئی راتیں اس کے ساتھ اس گھٹیا ہوٹل میں گزاریں جہاں وہ مجھے لے جاتا تھا۔ ایک دن میرے ہوٹل پہنچتے ہی اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا واپس ہاسٹل جاؤ، یہاں پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے۔ میں نے کہا اس وقت؟ اکیلے جاؤں؟ اتنی شام ہو رہی ہے۔ وہ مجھے رکشے میں خود ہاسٹل تک بہ حفاظت پہنچا کر آیا۔ اس کی یہ ادا مجھے اچھی لگی۔ اس سے اپنائیت کا احساس ہوا۔ مجھے لگا کہ وہ مجھے اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

ملنے ملانے میں دیدہ دلیری حد سے بڑھی تو ایک روز جب میرے گھر والے گھر پر نہیں تھے، میں نے دوسرے شہر سے اسے اپنے گھر بلا بھیجا۔ وہ بھاگا چلا آیا، حالانکہ اس کا شہر بہت دور تھا۔ وہ رات اپنے گھر پر میں نے اس کے ساتھ اکیلے گزاری۔ اس کی فرمائش پر بھابھی کی نائیٹی پہن کر اس کے سامنے آئی اور اس نے میرے اس روپ کو بے تحاشہ سراہا۔ میں اسے جب بھی، جہاں کہیں بھی، جتنی دور سے بھی بلاتی وہ بھاگا چلا آتا۔ اس نے آنے میں کبھی کوئی بہانہ نہیں بنایا۔ اس کے یوں دوڑے چلے آنے پر میں اس پر تن من نچھاور کر دیتی۔ اس کے عشق میں شدید سردیوں میں بھی میں ہاسٹل میں نصب فون بوتھ تک علی الصبح یا رات کے دو بجے جا کر اسے فون کرتی۔ ادھر اس کا بھی یہی حال تھا۔ جب ہاسٹل کا ٹیلی فون اٹینڈ ینٹ زور سے آواز لگاتا۔۔۔ روم نمبر 75 تمثال بی بی۔۔۔ تو میں گویا ہوا کے رتھ پر سوار تیسری منزل سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس کا فون سننے دوڑی جاتی۔ بار بار ایک ہی شخص کا فون آنے پر اور لڑکی کے تاثرات سے ہی ہاسٹل کے فون اٹینڈ ینٹ بھانپ لیتے کہ یہ کس نوعیت کا فون ہے! فون کے دوران وہ استہزائیہ اور ناگوار نظروں سے دیکھتے رہتے مگر مجھے پرواہی کب تھی!

ایک بار اس کے بلانے پر میں اس کے بھائی کے فلیٹ پر جا پہنچی۔ اس کا بھائی اپنے آبائی شہر گیا ہوا تھا۔ میں نے وہ ساری رات وہاں اس کے ساتھ سوتے جاگتے گزاری۔ اسی طرح میں اکثر اس کے دوسرے بڑے بھائی کی غیر موجودگی میں اس سے ملنے اس کے فلیٹ جا پہنچتی۔ میں

اس کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز تھی کہ کوئی شخص اندر آیا اور اوہ! کہ کر واپس پلٹ گیا۔ میرا چہرہ میرے دراز گھنے بالوں کی اوٹ میں تھا، اس لیے وہ شخص مجھے دیکھ نہیں پایا۔ جس طرح وہ شخص واپس پلٹا تھا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ میرے دوسرے عشق کا ہمراز ہے۔ مگر میں نے کسی منفی بات کی طرف دھیان ہی نہیں دیا! میں ہاسٹل سے گھر بھی آتی تو چھپ چھپ کر اسے فون کرتی حالانکہ وہ پی ٹی سی ایل فون کا دور تھا اور اسے فون ملانے کے لیے مجھے آپریٹر کو کہنا پڑتا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ سب باتیں آپریٹر بھی سن رہا ہوگا۔ راز کھل بھی سکتا ہے۔۔۔ گھر والوں کے سامنے رسوائی بھی ہو سکتی ہے مگر یہ سب باتیں سوچنے کی فرصت ہی کسے تھی۔

اور تو اور ایک بار میں اس کے لیے سوٹ کا تحفہ لینے اکیلی تانگے پر سوار ہو کر مارکیٹ جا پہنچی۔ ہمارا شہر ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں یہ نہایت اچنبھے کی بات تھی کہ کوئی بائیس تیئس برس کی لڑکی خواہ چادر اوڑھ کر ہی سہی، اکیلی خریداری کرتی پھرے۔ مجھے ہوش ہی کب تھا! عشق کی منہ زور لہریں بہائے لیے جا رہی تھیں۔ ایک پل کو بھی یہ خیال دل سے نہیں گزرتا تھا کہ میرا دوسرا عشق کبھی مجھ سے جدا بھی ہوگا۔ مجھے اسی کا ہونا ہے، یہ میرا یقین تھا! مگر اس کی متزلزل باتیں سن کر لگتا تھا، اسے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ وہ کھیل رہا تھا اور میں اس کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھی!

مجھے جنس کے کئی پہلوؤں سے اسی نے آشنا کرایا مگر جسے عزت محفوظ رہنا گردانا جاتا ہے، سو وہ ابھی محفوظ تھی۔ مجھے لگتا ہے یہ چار سال میں نے رذالت کے پاتال میں گزارے ہوں۔ میں خدا سے رو رو کر اپنی اس اخلاقی پستی کی معافی مانگتی تھی۔ جب میری منگنی ہوئی تو میرے دل سے میرا دوسرا عشق مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری کی زندگی گزاروں گی اور کبھی اس سے بے وفائی نہیں کروں گی۔ یہی اصلی عشق ہوتا ہے!

اپنے شوہر سے عشق۔ باقی سب بکواس اور جھوٹ!

چھٹا ورق:

سو میرا ہونے والا شوہر، میرا تیسرا عشق تھا۔ عام لڑکیوں کی طرح میرا خیال تھا کہ منگنی ہوتے ہی وہ مجھے فون کرے گا مگر دو ماہ تک ایسا نہیں ہوا۔ میں حیرت سے سوچتی عجیب لڑکا ہے، آج کل کے زمانے میں بھی اتنی قدامت۔ پھر یہ خدشہ ستاتا کہیں اور انوالو نہ ہو۔ کبھی خود کو تسلی دیتی، اچھا بہت مذہبی گھرانہ ہوگا!۔۔۔ پھر میرے منگیتر یعنی ہونے والے شوہر کی جانے کیا کایا پلٹی، صبح پانچ بجے سے آفس کے اختتام تک دن بھر اس کے کتنے ہی فون آجاتے۔ میں بھی اس رومینٹک انداز پر مرمٹی اور اکثر یہ گانا سنتی۔۔۔ اس پیار کو میں کیا نام دوں۔۔۔۔!

منگنی کے تین ماہ بعد شادی ہو گئی۔ پھر پے در پے جوائنٹ فیملی کی وجہ سے اتنے مسائل پیدا ہوتے رہے کہ رومان تو ایک طرف اپنے شوہر پر سے یقین بھی اٹھ گیا۔ شادی کے تیسرے چوتھے ماہ ہی وہ ایک روایتی شوہر سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوا، جس کی ماں گھر بھر کی حکمران تھی اور جس کے سامنے میرا سسر بھی سانس تک نہیں لے سکتا تھا۔ یہ تھا میرا اصلی اور سچا شرعی رومان!

اس سارے عرصے میں مجھے کیا کیا مسائل پیش آئے اسے سن کر لوگوں کو شاید یہ لگے کہ ایسا کون سا ظلم ہو گیا تھا! مگر میرے اندر ایک باغی روح تھی اور میں اپنی عزتِ نفس کا بار بار مجروح ہونا برداشت نہیں کر پا رہی تھی! میرا اپنے شوہر پر سے اعتبار اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ روز گھر میں ایک نیا جھگڑا ہوتا، عدالت لگتی، جس میں، میں ملزم بلکہ مجرم ہوتی اور میرا پورا سسرال بشمول میرے شوہر کے جرح کر رہا ہوتا! میری کوئی وضاحت اور صفائی تسلیم نہ کی جاتی۔ اس جھگڑے کا اختتام بالعموم اس بات پر ہوتا کہ ''جاؤ، تم اپنے گھر جاؤ!'' سو میں اپنا ساز و سامان سمیٹے میکے چلی جاتی اور میرے باپ کی استدعا پر ایک مصالحتی کونسل بٹھائی جاتی اور میں سسرال واپس آجاتی۔ یہ کھیل ایک معمول کی سرگرمی تھی۔ مگر اس کے نتیجے میں میرا دل اپنے شوہر سے ہٹتا چلا جا رہا تھا۔ یوں میرا تیسرا عشق گھٹ گھٹ کر چل

رہا تھا تاہم مجھے کسی چوتھے عشق کی تلاش نہیں تھی۔

میں یہی سمجھتی تھی کہ یہ میری کرنی اور ان گناہوں کا خمیازہ ہے جو میں نے شادی سے پہلے کئے تھے۔ شادی سے پہلے جب میں اپنے دوسرے عشق کے حوالے سے اپنا محاسبہ کرتی اور ضمیر بولتا تو میں اسے یہ کہہ کر سلادیتی تھی کہ میرے ابو نے میری اب تک شادی کیوں نہیں کی؟ اس لیے میرا گناہ کی طرف مائل ہونا تو یقینی تھا۔ میں خود کو تسلی دیتی کہ میرے ان اعمال کا گناہ انہی کو ہوگا مجھے نہیں۔ انسان بھی کتنا عجیب ہے، کیسی کیسی تاویلیں تراش لیتا ہے! شادی کے بعد میں دس سال کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔

ساتواں ورق:

میں چوتھا عشق نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں ایک ایسے ماحول میں پلی بڑھی تھی جہاں شادی کے بعد عشق کا تصور ناممکن تھا۔ یہ کوئی ٹھونسا ہوا تصور نہیں تھا، میرا ذہن بھی اس بات کا قائل تھا۔ شادی سے پہلے تو چلو شادی کرنا مقصد ہوتا ہے اور اس میں بھی میں افلاطونی عشق کی قائل تھی۔ لیکن ضروری نہیں ہم جس شے کے قائل ہوں اس پر قائم بھی رہ سکیں۔ انسان حالات اور جبلت کا اسیر ہے۔ شادی کے دس سال بعد مجھے اپنی زندگی کا چوتھا عشق ہو گیا۔ شروع میں وہ ایک ادبی دوست تھا۔ میں نے فیس بک پر اس کی شاعری پڑھی تو حیران رہ گئی اتنے عمدہ شاعر سے میں واقف ہی نہیں تھی۔ دراصل میں بہت عرصہ لکھنے لکھانے اور ادبی رسائل سے دور بھی تو رہی تھی۔ میں بچوں کی سی حیرت اور مسرت کے ساتھ اس کا کلام پڑھتی اور اس پر کمنٹ کرتی۔ اس کی شاعری پر طول طویل تنقیدی آرا دیتی۔ وہ میری تنقیدی رائے کو خوب سراہتا اور مجھے خاص طور پر میسج کر کے میری تنقیدی بصیرت پر داد دیتا۔ اس کا کہنا تھا کہ میرا فیلڈ شاعری نہیں تنقید ہے۔ ان باکس میں اس سے ڈھیروں باتیں ہوتیں جن کا موضوع ادب ہوتا، ہمارے درمیان خوب ہنسی مذاق چلتا۔ اکثر وہ میری پر مزاح باتیں سن کر کہتا تم نے مجھ میں مثبت اندازِ نظر جگا دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اسے اپنی شاعری دکھانا چاہتی ہوں تا کہ وہ اس کی اصلاح کر دے۔ اس لیے اس کے آفس آ جاتی ہوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ مجھے بعد میں پتا چلا کہ میرے اس کے آفس آنے کے حوالے سے اس کا قیاس بلکہ غلط فہمی یہ تھی کہ میں اس سے ملنے کے لیے یہ بہانہ گھڑ کر آئی تھی حالانکہ میرے دل میں دور دور تک یہ بات نہیں تھی۔ اس پہلی ملاقات میں، میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ، وہ نہیں ہے جو نظر آنے کی کوشش کر رہا ہے! اس کے رویے سے یوں لگ رہا تھا کہ وہ مجھ پر اچھا تاثر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جس میں شعوری انداز کارفرما تھا۔

جب میں اس سے مل کر واپس آئی تو اس نے میسج کیا کہ مجھ پر اس کی شخصیت کا کیا تاثر پڑا ہے؟ میں ٹھہری ازلی صاف گو، جھٹ سے کہہ دیا، آپ وہ نہیں ہیں جو دکھائی دے رہے ہیں، کچھ اور بات ہے آپ کی شخصیت کے پیچھے......کوئی اور چہرہ! سو اگلی بار جب میں ملنے گئی تو وہ خاصا محتاط سا تھا تا کہ میں اس کا اچھا تاثر لے کر جاؤں اور اس سے بات کرتے ہوئے Uncomfortable محسوس نہ کروں۔ چنانچہ دوبارہ جب میں اُس سے ملنے گئی تو اُس کی شخصیت نے مجھ پر واقعی مثبت تاثر چھوڑا۔ ہماری تواتر سے بات ہونے لگی کبھی فون کال پر اور کبھی میسجنگ ہوتی۔ ایک بار میرے کہنے پر اس نے میرے ایک اردو مضمون کا انگریزی ترجمہ کر کے دیا۔ میں نے سادگی سے یہ بات اپنی ایک دوست کو بتائی۔ اس نے کہا بچ کر رہنا یہ شاعر واعر رنگین مزاج ہوتے ہیں۔ مجھ میں رتی برابر عقل کا بھی فقدان تھا اور ہے۔ سو یہ بات پریشان ہو کر میں نے اسے ہی یعنی اپنے چوتھے عشق کو کہہ سنائی۔ یہ سب میں نے اس طرح اس کے سامنے بیان کیا جیسے کامل توقع ہو کہ وہ فوری اس کی تردید کرے گا۔ جواب میں اس کا کہنا تھا، اوہو! اچھا خاصا تعلّق جا رہا تھا ہمارا......تمھاری دوست نے عجیب ہی بات کہہ دی! یہ کیا ردِ عمل ہوا؟ میں اندر ہی اندر سوچتی رہ گئی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ میں اپنی دوست کی یہ بات سن کر اسے اطلاع دے رہی ہوں کہ مجھے اپنی دوست کی بات پر یقین آ گیا ہے۔ جلد ہی اسے میری گفتگو سے اندازہ ہو گیا کہ میں تو سراپا یقین بن کر، دراصل اس سے اپنی دوست کی شکایت کر رہی ہوں! سو اُس کے لہجے میں اطمینان در آیا۔

جب میری اس سے فون پر گفتگو ہوتی، اکثر وہ عجیب سے انداز میں سرشاری سے کہتا، ہاں! بات ہوتی رہنی چاہیے، اس طرح دھیرے دھیرے تعلّق میں مضبوطی آتی ہے۔ انداز ایسے ہوتا جیسے کوئی حسابی فارمولہ ہو جو اسے رٹا ہو اور ایک ماہر اتالیق کی طرح، نامحسوس انداز میں وہ مجھے بھی یہ فارمولہ سکھا دینا چاہتا ہو۔ مجھے یہ سب عجیب سا محسوس ہوتا......میں اسے ٹھٹک کر دیکھتی! پھر اپنی سوچوں کو جھٹک دیتی۔ میں نے اسے اپنے دوسرے عشق کا قصہ سنا رکھا تھا۔ جب اس نے میری ڈائری میں درج شاعری پڑھی تو ڈائری واپس کرتے ہوئے مجھ پر خوشگواری سے جملہ کسا......بڑا معرکے کا عشق کیا تھا! میں یہ سن کر میں جھینپ سی گئی۔ روز و شب بیتتے چلے گئے، ہم ہر روز رابطے

میں رہتے تھے۔ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ عشق ہے؟ دوستی ہے؟ Infatuation ہے؟ کیا ہے یہ سب؟

میں سمجھی وہ میرے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے۔ عشق سے منہ کیوں موڑوں! اتنا اچھا شخص۔۔۔ اتنی عمدہ باتیں۔۔۔اتنا خوبصورت دل! میں پگھل گئی، رو دی اور بولی۔۔۔ہاں یہ عشق ہے! اور اس کے لہجے کی خوشی دیدنی تھی جیسے معرکہ سر کر لیا ہو۔اس کا کہنا تھا تم آندھی اور طوفان کی طرح میری زندگی میں آئی ہو! ہم رات گئے دو دو بجے تک ان باکس میں باتیں کرتے رہتے بلکہ سارا دن بھی۔

میں کم و بیش ہر تیسرے چوتھے روز اس کے لیے نظم لکھتی اور وہ حیرت سے کہتا تم میرے لیے ایسا محسوس کرتی ہو؟ میرا بہت جی چاہتا تھا کہ وہ شاعر ہے تو میرے لیے بھی کوئی نظم لکھے مگر اس کا کہنا تھا کہ شاید ہی ایسا ہو! وہ کبھی کبھار لکھتا ہے اور بہت عرصے بعد کوئی نظم ہوتی ہے۔ میں روز شام سات بجے گھر کی چھت پر چلی جاتی اوا ایک گھنٹا فون پر اس سے بات ہوتی۔اس کا لب و لہجہ بہت دلکش تھا۔ میں اس کے سحر میں کھو جاتی۔

عجیب کیفیت تھی۔ارد گرد کے شور سے قطع نظر مجھے صرف پرندوں کی آوازیں بہت واضح سنائی دیتی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ساری کائنات ایک نقطے پر آکر تھم گئی ہو، مجھے اُس کے سوا کچھ سُجھائی ہی نہیں دیتا تھا۔سوچتی تھی، پتا نہیں وہ مجھ سے واقعی محبت کرتا ہے یا نہیں اس سے پوچھتی تھی تو اس کا جواب گول مول سا ہوتا۔ پھر میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہو یا نہ ہو، مجھے توجہ تو دیتا ہے، وقت تو دیتا ہے، مجھ سے بات تو کرتا ہے۔میرا دکھ سکھ تو سنتا ہے! شاید ہر عشق میں یہی میرا ازلی اور دائمی مسئلہ تھا۔

میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ مجھے تم سے عشق تو ہے مگر تم مجھے چھوؤ گے نہیں۔اس نے ہنس کر کہا یہ تم اسلامی اور مشرقی عورتوں کا بہت مسئلہ ہے، عشق بھی کرنا ہے اور چھونا بھی نہیں۔ فکر نہ کرو میں اس معاملے میں بہت سیر طبیعت ہوں، مجھے کوئی طلب نہیں۔ پر تم کیا سمجھتی ہو یہ ہجر یہ وصل کیا ہوتا ہے صرف دیکھنے اور بات کرنے کی خواہش! یہ یہی طلب ہوتی ہے۔۔۔ جبلت، چھونے کی!

خیر چھوڑو تمھیں کبھی مجھ سے یہ شکایت نہیں ہوگی۔

بات بڑھتی گئی تو میرا جی چاہنے لگا میں آمنے سامنے اسے دیکھوں، اس سے بات کروں۔ایک دن میں نے اصرار کر کے اسے اپنے آفس بلا ہی لیا حالانکہ وہ اپنی اور میری بدنامی کے خوف سے آنا نہیں چاہتا تھا۔جب وہ آیا تو میں بے تحاشہ خوش تھی۔وہ ایک دو بار اور آیا لیکن اس نے مجھے منع کیا کہ اس طرح اس کے یہاں آنے سے ہم دونوں کی بدنامی ہوگی۔ مجھے اس کی بات سمجھ آ گئی مگر میں نے اس سے ملنے کی ضد جاری رکھی۔میری بچگانہ ضد پر وہ مجھے ڈانٹتا بھی تھا پھر جب وہ مجھے اپنے آفس آنے کی اجازت دیتا اور ملنے کے لیے بلاتا تو میں اڑ کر پہنچتی تھی۔وہ پل مجھے زندگی کے خوبصورت ترین پل لگتے تھے۔

ایک روز میری سالگرہ تھی جو ہم نے ایک کیفے میں منائی۔واپسی پر جب ہم سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے تو اس نے الوداعی مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔میں نے قدرے جھجک کر کہا، یہ کیا؟ اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔یہ کوئی چھونے کی دعوت نہیں تھی، عام سا گرم جوش دوستانہ مصافحہ تھا جو مجھے اچھا لگا۔اس نے کہا، اتنی تو اجازت ہونی چاہیے؟۔میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہر روز شام کو آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک ہماری تواتر سے ان باکس بات ہوتی جس میں صرف شاعری اور ادب پر گفتگو ہوتی، عشقیہ ڈائیلاگ بالکل نہیں۔لیکن جوں جوں اس سے رابطے کا عرصہ بڑھ رہا تھا میں نکھرتی چلی جا رہی تھی۔ ہر وقت مسکراہٹ میرے چہرے پر رقصاں رہتی۔ایک دن میں اس سے ملنے گئی تو اس نے مجھ سے کہا، خوبصورت لگ رہی ہو۔جب میں جانے لگی تو اس نے اپنے بازوؤں میں لپیٹ کر مجھے ساتھ لگا لیا۔میں ذرا نہیں جھجکی، نہ دور ہوئی۔شام کو اس نے مجھے ان باکس میں کہا بھی کہ مجھے حیرت ہوئی تم بے جھجک میرے بازوؤں میں آ گئی۔میں اسے اپنے دوسرے عشق کا قصہ بتا چکی تھی۔میں نے کہا کہ میرے لیے دوسرے عشق کے بعد مرد کا قریب آنا عجیب بات نہیں تھی اور تم تو مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔

فیس بک پر اس کی شاعری پر رائے دینے کا سلسلہ بھی زور و شور سے جاری تھا۔میں اور وہ

لوگوں کی نظروں میں آ چکے تھے۔ یہ سب منظر نامہ اس سے بہت پہلے کا تھا جب مجھے اس سے عشق ہوا۔ کبھی کبھی مجھے یوں لگتا تھا جیسے اس نے مجھے اپنی طرف متوجہ ہی اسی لیے کیا تھا کہ میں اس کی شاعری کو فیس بک پر سراہتی رہوں اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے رہیں۔ حالانکہ وہ ایک مستند شاعر تھا اسے اس کی ضرورت ہی کیا تھی! لیکن بعض لوگوں کے اندر نمایاں ہونے کی ایسی ہڑک ہوتی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ بس ہمہ وقت ان کی ہی تعریف کی جائے اور وہ لوگوں کی نظروں میں آنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے۔ وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک تھا۔

دن گزرتے گئے۔ مجھے یوں لگنے لگا کہ وہ صرف میری محبت کو دیکھ کر میرا دل رکھتا ہے۔ اسے مجھ سے اس شدت سے محبت نہیں ہے جیسی مجھے اس سے ہے۔ میرا جی چاہتا تھا وہ بھی مجھے اتنی ہی شدت سے چاہے۔ میں نے اس سے یہ بات کہہ بھی دی تھی۔ بعض اوقات میں اس بات پر اتنا پریشان ہوتی تھی کہ اسے فون کر کے یہ بات کہتی اور رو دیتی۔ وہ جواباً کہتا...... دیکھو یہ ٹھیک ہے میں تم سے اتنی محبت نہیں کرتا، جتنی محبت تم مجھ سے کرتی ہو مگر ہم Soul Mate ہیں، ہم میں Strong Bonding ہے، کیا یہ بات کافی نہیں؟ ایک روز وہ اپنی سالگرہ پر میرے آفس آیا تو اس نے جاتے ہوئے میرے لبوں اور گالوں کو چوما مگر اس کے ہونٹ جس طرح بھنچے ہوئے تھے، یہ بھی ایک دل رکھنے والا انداز لگ رہا تھا۔ اس میں بے ساختگی یا شدت نہیں تھی۔ عورت لمس سے محبت کی شدت پہچان لیتی ہے! مگر جلد ہی میں اس تشکیک سے نکل گئی۔ ایک روز فون پر اس نے اپنی پرانی Involvements کے حوالے سے مجھے بتایا تو میں خاموش آنسوؤں سے رونے لگی۔ اسے اس بات کا احساس ہو گیا۔ کہنے لگا یار! ایسے تو مشکل ہو جائے گا، میں اپنی زندگی کے حوالے سے سب کچھ تمھیں بتانا چاہتا ہوں۔ بہر حال میں نے ضبط کر کے اس کی پوری بات سنی۔ یوں وقتاً فوقتاً وہ مجھے اپنی تمام پرانی Involvements کے متعلّق بتاتا رہتا۔ میرے دل میں گلہ پلنے لگا کہ اس نے یہ سب مجھ سے محبت کا اقرار کرانے سے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کبھی کہتا زندگی میں، میں نے اتنی محبتیں کی ہیں کہ مجھے یاد بھی نہیں ان کی تعداد کیا ہے۔ اب میں اس کی محبتوں کے قصوں سے مانوس ہو چکی تھی۔ میں نے انھیں اس کی شخصیت کا ایک حصّہ سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔ بلکہ اس کی محبُوباؤں سے

رقابت کی بجائے مجھے عجیب سی انسیت محسوس ہوتی تھی۔ میں نے فیس بک پر اس کے بچوں کو فرینڈ ریکویسٹ بھیجی تو اسے میری اس بلاتوجیہ اور اضافی حرکت پر خاصا غصہ آیا اور اس نے مجھ سے اس کا اظہار بھی کیا۔ اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا شکی انداز سے میرے حوالے سے اس سے پوچھ رہا تھا کہ یہ کون دوست ہے آپ کی؟ اور اس نے مجھے کیوں فرینڈ ریکویسٹ بھیجی۔

میں اس حد تک اس محبت میں مبتلا ہوگئی کہ میں چاہتی تھا اس کا ایک ایک لمحہ میرا ہو۔ وہ میری اس شدت سے چڑنے لگا۔ مجھے اس بات کا احساس بھی ہو رہا تھا مگر میں بے بس تھی۔ یہ سب بے اختیاری میں ہو رہا تھا۔ میرے ملکیت جتانے کے انداز سے چڑ کر وہ پیچھے ہٹنے لگا تھا۔ ایک روز دو تین ادبی دوستوں کے ساتھ نشست ہوئی تو میں اس کے نقطۂ نظر کے خلاف بولی جس پر بعد از اں اس نے مجھے فون پر ڈانٹا کہ سب کے سامنے تمھیں مجھے اور طرح ٹریٹ کرنا ہوگا، ایک ادبی سینئیر کی طرح۔ مگر تم یوں برابری کی سطح پر آ کر بات کر رہی تھی جیسے ہم میں کوئی تعلّق ہو۔ اس کے اس انداز پر میں بہت روئی اور اس کے ایک دوست کو فون کر کے اس سے رو رو کر یہ بات شئیر کی۔ اس دوست نے کہا میں یہ بات سمجھ رہا ہوں مگر اسے کوئی یہ بات نہیں سمجھا سکتا۔

وہ اس بات پر اور بھی ناراض ہو گیا کہ میں نے اس کے دوست سے یہ بات کیوں شئیر کی۔ اب وہ مجھے یہ بھی کہنے لگا تھا کہ میں نے اس کی شاعری پر کمنٹ کر کر کے اسے تمام شہر میں بدنام کر دیا تھا۔ اب جب میں سب کی نظروں میں آ چکی تھی اور سب مجھ پر تہمتِ عشق دھرنے لگے تھے تو اس نے یوں پوز کرنا شروع کر دیا جیسے میں ہی اس کے پیچھے مرتی پھر رہی تھی اور وہ مجھ سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ بڑھتے بڑھتے اس کی بے رخی بڑھتی گئی۔ میں اس بے رخی سے شدید دکھ کی کیفیت میں تھی اور اسی وجہ سے پہلی بار ان دنوں مجھ پر اعصابی بیماری کا اٹیک ہوا۔ میں اس کی چپ کی وجہ سے اتنی ٹینشن میں تھی کہ اور کچھ نہیں کر پاتی تھی۔ کوئی دل کا بوجھ بانٹنے والا نہیں تھا۔ پھر اس کا ایک دوست اس منظر نامے میں داخل ہوا جو میرا پانچواں عشق بن گیا!

آٹھواں ورق:

میرا پانچواں عشق میرے چوتھے عشق کا گہرا دوست تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ میں اس کے دوست کے عشق میں مبتلا ہوں۔ وہ مجھے پسند کرنے لگا تھا۔ اس نے وارفتگی میں میرے لیے ایک نظم لکھی جو اس کے شدید اور خالص جذبات کی آئینہ دار تھی۔ میں اس کے جذبات کی گہرائی پر لرز گئی۔ میں تو سمجھتی تھی وہ اپنے دوست کے ساتھ میرے عشق سے واقف ہے۔ میں نے اپنے چوتھے عشق کو بتایا کہ اس کے دوست نے میرے لیے محبت سے لبریز ایک نظم لکھی ہے اور میں اس کے لیے دکھی ہوں کہ وہ کیوں مجھ سے عشق کرنے لگا ہے۔ میں نے اس سے کہا، آپ نے اپنے دوست کو ہمارے متعلق کچھ نہیں بتایا؟۔

میرا چوتھا عشق سمجھا کہ میں اس پر جتا رہی ہوں کہ دیکھو اتنے لوگ مجھ پر مرتے ہیں اور تم بے پروائی کرتے ہو! جب میرے چوتھے عشق نے میری بات پر توجہ نہیں دی تو لامحالہ میں نے اپنے پانچویں عشق کو جو ابھی میرا عشق نہیں بنا تھا۔۔۔ یہ بتا دیا کہ میں تمھارے دوست کے عشق میں گرفتار ہوں۔ یہ جان کر وہ بہت دکھی ہوا کہ میں نے یا اس کے دوست نے اسے اس بات کا کوئی اشارہ تک کیوں نہیں دیا! وہ اس لیے بھی دکھی تھا کہ میں اس کی زندگی میں آنے والی پہلی عورت تھی جو اسے اچھی لگی تھی۔ بہر حال اس نے حقیقت کو تسلیم کر لیا۔

میری جب بھی اُس سے بات ہوتی میں ہر وقت اس کے سامنے اپنے چوتھے عشق کی بے پروائی کا رونا روتی رہتی۔ یہاں تک کہ ایک روز اس نے چڑ کر کہا کہ وہ تمھارے ہر وقت میسج کرنے سے تنگ پڑ چکا ہے اور تم ہو کہ اسی کے پیچھے ہو۔ تم اس سے عشق میں ذرا سا فاصلہ رکھتیں تو وہ تمھارا ہی تھا۔ عورتیں عاشق کی طرح ٹریٹ کریں تو مرد ہمیشہ پیچھے ہی ہٹ جایا کرتے ہیں۔ اس کے دل میں تمھارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس دن اس سے، اس حوالے سے طویل بات ہوئی۔

مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرا چوتھا عشق مجھ سے بیزار تھا۔ پانچویں عشق کے دوست نے بھی اس بات کی گواہی دی۔ اس نے کہا کہ اس نے بھی میرے چوتھے عشق کے منہ سے میرے متعلق بے زاری اور جھنجلاہٹ کا اظہار خود سنا ہے۔ مجھے اس بات پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ میرے چوتھے عشق کے میرے متعلق یہ خیالات ہیں اور وہ مجھ سے چڑ چکا ہے۔ میں اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ میں اپنے چوتھے عشق سے ملنے جا پہنچی۔ اس کی گفتگو کے انداز سے بے رخی عیاں تھی۔ وہ اس بات سے بھی نالاں تھا کہ پہلے میں نے اس کے ایک دوست کو اپنے معاملات میں گھسیٹا اور اب اس دوسرے دوست کو معاملات میں گھسیٹ لائی ہوں۔ میں نے اسے صفائی دینے کی کوشش کی کہ میں تو اس کے دوست کو پیچھے ہٹانا چاہتی تھی اس لیے اسے میں نے صاف صاف اس کے اور اپنے عشق کا بتایا تھا۔ میرے چوتھے عشق کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی یا وہ یہ بات سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے تو جیسے قطع تعلق کا بہانہ ہاتھ آ گیا تھا۔

جب میں اس سے ملنے کے بعد واپس آئی تو گھر تک آتے ہوئے سارے راستے روتی آئی۔ دل کا بوجھ بہت بڑھا تو میں نے اپنی رازداں دوست کو فون کر کے ساری صورت حال کہ سنائی۔ میں اپنا دل ہلکا کرنا چاہتی تھی اور بری طرح رو رہی تھی۔ میری دوست نے مجھے کہا، دیکھو کسی کو زبردستی اپنا نہیں بنایا جا سکتا۔ تم بھی پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس کے سمجھانے بجھانے پر مجھے کسی حد تک یہ بات سمجھ آ گئی۔ سو میں نے بھی اپنے چوتھے عشق سے رابطہ منقطع کر لیا اور اس نے بھی تین ماہ رابطہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ پتا نہیں وہ کیا سوچتا تھا مگر میرے دل میں یہ بات دن بدن پختہ ہو رہی تھی کہ اس کے نزدیک میری کوئی حیثیت نہیں۔ میں اس کے اس رویے پر بہت دل برداشتہ تھی۔

روٹین کے کام انجام دینا میرے لیے دشوار ہو گیا تھا۔ ایسے میں میرے پانچویں عشق نے مجھے سنبھالا مگر اس کا انداز دوست کا تھا، عاشق کا سا نہیں تھا۔ اپنے دوست سے میرے عشق کے پس منظر کو جانتے ہوئے وہ مجھ سے فاصلہ رکھتا تھا۔ اس کی سادگی، معصومیت اور پرخلوص انداز میرے دل میں گھر کرتا جا رہا تھا۔ اتفاق سے ایک روز، اس سے، اس کے ایک اور دوست کی موجودگی میں ملنا ہوا تو وہ خاموش بیٹھا مجھے پرشوق نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ میں اور اس کا دوست ہی باتیں کرتے

رہے۔ ویسے بھی وہ بہت کم گو تھا۔ میں نے اس کے اور اس کے دوست کے اپنے آفس میں آنے
کھانے پینے کی اشیا کا خاص اہتمام کیا ہوا تھا جس سے واضح تھا کہ اس کا آنا میرے لیے اہم
بلکہ بے حد اہم۔ رات کو اس نے مجھے میسج کر کے پوچھا کہ میں نے اتنا اہتمام کیوں کیا تو میں نے
شرارتاً کہا آپ کے دوست کے لیے۔ کل میں پھر آپ کے دوست سے ملنے آؤں گی۔

اگلے دن میں اس کے دوست کے گھر پھر اس سے ملنے گئی جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کا
دوست اٹھ کر چلا گیا تو میں پھر اس کے سامنے چوتھے عشق کا رونا لے کر بیٹھ گئی۔ لیکن میرا لہجہ بالکل
نارمل تھا۔ میں رو نہیں رہی تھی۔ میرے پانچویں عشق نے کہا ارے! آپ تو اچھی خاصی نارمل ہیں
جس طرح بات کر رہی ہیں ورنہ آپ کے میسجز سے تو میں سمجھا کوئی فاتر العقل خاتون ہے جو آتے
ہی دھاڑیں مار مار کر روئے گی! دوسری طرف میں سوچ رہی تھی لائن مار رہا ہے۔ میں بھی اس پر
واضح کردوں گی کہ وہ اپنی راہ لگے۔ مگر وقت تھا کہ پر لگا کر اڑتا جا رہا تھا۔ نہ اس کا اٹھنے کو جی چاہ رہا
تھا نہ میرا۔ میں صبح گیارہ بجے وہاں گئی تھی اور تین بجے سہ پہر گھر جانے کو اٹھی۔

پھر ایک دن میں اس کے گھر جا پہنچی۔ اس دوران ہماری فون پر بات ہوتی رہتی تھی۔ مجھ پر
ایک فیز ایسا آیا کہ وہ مجھ سے اجتناب کر رہا تھا اور میں اس پر نظموں پہ نظمیں لکھتی جا رہی تھی۔ میری
کسی نظم پر اس نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ ایک آدھ بار ڈھکے چھپے لفظوں میں یہ ضرور کہا کہ کچھ
باتیں بھول جانے کے لیے اور کچھ اوراق پھاڑ دینے کے لیے ہوتے ہیں! مگر میں اپنے چوتھے عشق
سے قلبی طور پر بالکل دور ہو چکی تھی اور پانچویں عشق کی اسیر۔ آخر میری ایک نظم پر اس نے مجھے میسج
کیا تم کیا سمجھتی ہو مجھے تمھاری باتیں سمجھ نہیں آ رہیں مگر مجھ میں اتنی کمینگی نہیں کہ میں تمھارے یہ
جذبات قبول کرلوں اور عمر بھر کی دوستی کے نام پر دھبا لگاؤں۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ میری ایک نظم
کے بعد اس نے ہتھیار ڈال دیے اور میرے جذبات کو قبول کرلیا۔ اب میں اور وہ، میرے چوتھے
عشق کو بالکل بھول کر ایک دوسرے میں مگن تھے۔ وہ مجھ پر نظمیں لکھتا اور میں اس پر۔ مگر ہم ایک
دوسرے سے ملتے نہیں تھے۔

کوئی ایک سال بعد، میں اس کے گھر گئی تو اس نے پہلے سے میرے لیے ایک ہینڈ بیگ اور

کنگن کا تحفہ لے رکھا تھا۔ اس نے کنگن کا ڈبہ کھولا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کنگن پہنایا۔ پھر میرا ہاتھ چوما اور میرے سامنے بیٹھ گیا۔ ''میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا؟'' اس نے پوچھا۔ میں جواباً خاموش رہی۔ واپسی پر اس نے میرے ہاتھ گرم جوشی سے اپنے ہاتھوں میں لیے اور کہا، ''پھر ملو گی نا؟'' میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دن میں نے گھر جا کر پھر ایک نظم لکھی اور اسے بھیجی۔ اس نے میسج کیا یہ اسی وقت کہہ دیتی۔۔۔ میں نے شرارت سے کہا اتنا فری نہیں کرنا۔

اگلے ہفتے اس کے گھر میں کوئی نہیں تھا میں اس کے لیے ٹیوب روز اور ایک پرفیوم لے کر گئی۔ اس نے پرفیوم اپنے اوپر چھڑکا اور کہنے لگا خوشبو تو اچھی ہے! وہ میرے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہم باتیں کرنے لگے تو باتوں ہی باتوں میں اس کے دوست یعنی اپنے چوتھے عشق کو یاد کر کے میں رو دی۔ اس نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا، میرا ماتھا چوما اور کہا بس اب مت رونا نہیں تو میں بہت برا روتا ہوں بھیں بھیں کر کے۔ اس کی بات پر مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی اور اس کی گود میں اپنا سر رکھ دیا۔ اس نے میری گردن پر بوسہ دیا پھر میرا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر بے تحاشہ چومنے لگا۔ اس کے پیار کی شدت اس کے لمس سے عیاں تھی۔ میں صبح گیارہ بجے سے شام سات بجے تک اس کے گھر رہی۔ جاتے ہوئے میں نے گہری لپ اسٹک لگائی اس کی شرٹ کے بٹن کھولے اور سینے پر بوسہ دے کر کہا Stamped اور پھر اس کی شرٹ کے بٹن بند کر دیے۔ ہم دونوں ہنس دیے۔

اس کے بعد عرصہ گزرا ہم مل نہیں پائے۔ ایک دن اس نے ہوٹل میں کمرہ بک کرایا اور مجھے ملنے کے لیے بلایا۔ میں اس کے لیے چائنیز کھانا اور کشمیری چائے بنا کر لے گئی۔ کمرے کا دروازہ کھلتے ہی اس نے بازو وا کیے اور میں اس کی بانہوں میں سما گئی۔ کتنی ہی دیر میں اس کی بانہوں میں رہی۔ الگ ہونے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ عجیب بے خودی کا عالم تھا۔ میں ہی پہلے ہوش و حواس کی دنیا میں واپس لوٹی۔ ''کھانا لائی ہوں تمھارے لیے، اب بیٹھنے بھی دو، کب تک سزا دو گے کہ کھڑی رہوں'' وہ ہنس دیا، ''بیٹھو جناب'' پھر ہم دونوں مل کر چائے پینے لگے۔ وہ کہنے لگا، ''بس چائے ہی پلاؤ گی۔'' میں اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔ جھجکتے ہوئے اٹھی اور بیڈ پر اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے مجھے بانہوں

میں بھرلیا۔ اس کی بانہوں میں آنے پر میری رگ و پے میں عجیب سرشاری بھری سنسنی بھرگئی۔ ایسی سنسنی میں نے دوبارہ تب محسوس کی جب پہلی ملاقات پر میرے ساتویں عشق نے میری دستک پر کمرے کا دروازہ کھولا اور مجھے دیکھتے ہی بانہوں میں بھرلیا تھا۔ میں بات کر رہی تھی اپنے پانچویں عشق سے ملاقات کی۔ اس کے بعد دیر تک وہ میرے ہونٹ چومتا رہا میں اسے خود سے چھڑاتی تھی وہ مجھے پھر بانہوں میں جکڑ لیتا تھا۔ پھر کتنی ہی دیر بیٹھے ہم سارے جہان کی باتیں کرتے رہے۔ تین بجے سہ پہر میں گھر چلی گئی۔

دو دن بعد اس نے پھر مجھے وہیں بلایا۔ میں نے جاتے ہی لائٹس آف کر دیں۔ بہار کا موسم تھا۔ میں نے رنگ برنگی کڑھائی والا سفید سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بولا، ''بہار اوڑھ کر آئی ہو، موٹو!'' میں ہنس دی اس کے قریب ہوگئی میں نے اس کی جرسی اتار دی۔ وہ بولا ''ٹھنڈ ہے نا، مت کرو۔'' میں نے اسے کمبل اوڑھا کر بستر پر دھکا دیا اور اس کے ساتھ لیٹ گئی۔ اس سے لپٹ کر بولی، ''اب سردی ہے؟'' وہ سرشاری سے بولا، ''نہیں''۔ میں نے اس کی شرٹ کے بٹن کھولے اور کتنی ہی دیر اس کے سینے کو چومتی رہی۔ وہ اس سے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ ہاتھ بڑھاتا میں دھکیل دیتی۔ میں نے اس سے اتنی بار یہ شرارت کی کہ وہ تنگ آ کے بستر سے اٹھ گیا اور بولا میں زبردستی کا قائل نہیں۔ میں نے کمبل کے اندر سے قمیص اتار کر باہر پھینک دی اور اسے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے بے اختیار مجھ سے لپٹ کر مجھے چوما پھر پیچھے ہٹ گیا اور بولا قمیص پہن لو۔ مجھے عجیب لگا۔ میں نے شرٹ پہن لی۔ میری نسائی انا کو ٹھیس پہنچی کہ اس نے مجھے ٹھکرا دیا ہے۔ جب کہ وہ سمجھ رہا تھا کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا اس لیے اسے زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بولا، '' دیکھو میں ان آنسوؤں کا مطلب سمجھ رہا ہوں'' مگر وہ سمجھ ہی تو نہیں پایا تھا! وہ میرے پاس آ گیا اس نے مجھے بانہوں میں بھرا اور بے تحاشہ میرے ہونٹ چومنے لگا مگر میری آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے اس نے میرے آنسو صاف کیے اور بولا ''Be relax، چلو باہر کہیں چلتے ہیں۔''

ہم ایک پارک میں چلے گئے اور دو بجے تک واک کرتے ہوئے باتیں کرتے رہے۔ گھر جا کر میں

نے ایک نظم لکھی جس میں لمس کا تذکرہ عجیب سے انداز میں تھا۔ اس نظم کا مطلب اس نے یہ سمجھا کہ اس کے چھونے سے مجھ پر اُس کا تاثر خراب ہو گیا ہے۔ جب کہ میں تو کچھ اور کہنا چاہ رہی تھی۔ پھر مجھے اپنے احساسات کھل کر بتانے پڑے تو اسے سمجھ آیا۔ ہنس کر کہنے لگا، ''اس وقت بتانا تھا نا!'' اس سے پہلے تین سال، ہم نے کبھی اس نوعیت کی باتیں نہیں کی تھیں۔ اس نے کہا، ''دیکھو لمس تو محبت کا اثبات ہوتا ہے!'' میں نے شرارت سے کہا، ''میں تو اسی دن اثبات کو تیار تھی تم ہی نے ڈانٹا تھا۔'' وہ ہنس پڑا اور بولا، ''اچھا موٹو! اگلی بار دیکھتا ہوں تمھیں، چھوڑوں گا نہیں! میں جلد آؤں گا۔۔۔ آنا تو ایک ماہ بعد تھا مجھے مگر اب تو جلد آنا پڑے گا، ایک چڑیل کی خاطر!'' اگلے پندرہ سولہ دن ہم آئندہ ملاقات کے حوالے سے باتیں کرتے رہے۔ ہم دونوں عجیب سرشاری کی کیفیت میں تھے جو ناقابلِ بیان ہے۔ پھر ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ وہ اگلے ہفتے مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ تین روز بعد خبر ملی کہ وہ نہیں رہا!

نواں ورق:

میرا پانچواں عشق مر چکا ہے مگر وہ میرے اندر اب بھی زندہ ہے، تمام تر تاب و توانائی کے ساتھ! وہ مجھے کہتا تھا، ''اگر تمھارا جی مجھ سے بھر گیا تو۔۔۔'' میں کہتی، ''ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور ہو گا ہی کیوں؟'' تو وہ کہتا تھا، ''موٹی! تم حیاتی کے بھید نہیں جانتیں، لوگ بدل جاتے ہیں، احساسات بدل جاتے ہیں!'' اور میں اپنے پہلے چار عشق یاد کر کے سوچتی واقعی ایسا ہے۔ اب اپنا چھٹا اور ساتواں عشق دیکھتی ہوں تو بھی اس کی بات کی سچّائی کی قائل ہو جاتی ہوں۔ اسے مجھ میں معصومیت کی انتہا نظر آتی تھی۔ وہ کہتا تھا اتنے دھوکے کھا کر تو تمھیں ایک خرانٹ بڑھیا بن جانا چاہیے تھا مگر تم اسی طرح ہو سولہ سالہ لڑکی کی طرح بے وقوفی کی حد تک معصوم بلکہ چول۔ میں اس بات پر اُسے گھورتی تو وہ مجھے بہت سی باتیں یاد دلاتا کہ فلاں موقعے پر تم نے یہ بے وقوفی دکھائی، فلاں موقعے پر وہ۔۔۔ وہ ایک طویل فہرست سناتا جاتا اور میں منھ بنا بنا کر سنتی رہتی۔ وہ کہتا، مجال ہے تم نے سبق سیکھا ہو، اچھا ہے تبھی تو تمھاری جلد ملائم ہے ورنہ کھردری ہو چکی ہوتی، چنٹوں والی۔ اس کی اس بات پر مجھے ہنسی آ جاتی۔

خود بھی تو وہ ایسا ہی تھا بے شکن روح والا، معصوم۔ مگر میرے چوتھے عشق کا اس کے حوالے سے کہنا تھا کہ تم عورت ہو اس لیے تمھارا اس کے حوالے سے تجربہ اور ہو گا ورنہ وہ اور طرح کا تھا۔ لیکن بہر حال وہ جیسا بھی تھا میں نے اسے کبھی اپنے چھٹے یا ساتویں عشق میں نہیں ڈھونڈا۔ میں جانتی ہوں ہر شخصیت بالکل مختلف ہوتی ہے۔ مگر میرے چھٹے عشق کا کہنا تھا کہ میں اس کی شخصیت میں اپنے پانچویں عشق کا عکس تلاش کرتی ہوں حالانکہ ایسا بالکل نہیں تھا۔ میں اپنے پانچویں عشق کے بعد بہت دکھی تھی۔ بے تحاشہ روتی تھی۔ میرے لیے یہ بات بے حد تکلیف دہ تھی کہ نہ میں اس کے جنازے میں جا سکتی تھی نہ اس کی قبر پر جا سکتی تھی۔ جس دن وہ فوت ہوا میں نے اس کی بہو سے

رابطہ کیا جو ہمارے عشق کے حوالے سے سب کچھ جانتی تھی۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ اس کے فون میں میری کوئی گفتگو محفوظ نہ ہو اور وہ اس کے رشتے داروں کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ اس نے اپنے شوہر یعنی میرے پانچویں عشق کے بیٹے کو فون کیا اور ساری کتھا کہہ سنائی تا کہ وہ فون اپنی تحویل میں لے لے۔ رات کے گیارہ بجے میرے فون پر میسنجر کی بیپ بجی۔ یہ اس کے بیٹے کا میسج تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کی بیوی نے اسے میرے اور اس کے باپ کے حوالے سے آج ہی بتایا ہے۔ اس نے یہ بھی تسلی دی کہ اس کے ابو کا فون وغیرہ اب اس کے پاس ہیں، اس لیے مجھے فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

صبح اس کے باپ کا جنازہ تھا اور وہ بہت دل گرفتگی کے عالم میں، اس کے کمرے میں بیٹھا، ایک ایک چیز میں ان کا لمس اور یادیں تلاش کر رہا تھا۔۔ وہ ساری رات مجھ سے اپنے باپ کے حوالے سے یادیں شیئر کرتا رہا اور روتا رہا۔ اس نے مجھ سے کہا، میں اس کے باپ کے لیے کوئی نظم لکھوں کیونکہ یہ نظم وہ ان کے کتبے پر لکھوانا چاہتا ہے۔ وہ بہت جذباتی ہو رہا تھا اور کہنے لگا کہ اس کے باپ کی روح اس نظم سے آسودگی محسوس کرے گی۔ یہ میرے لیے عجیب سی فرمائش تھی، میں ایسی نظم لکھ ہی نہیں پائی۔ ایک نظم لکھ کر ہی میں نے انکار کیا۔ وہ اس نظم ہی کو کتبے پر لکھوانا چاہتا تھا۔ میں نے یہ بات اپنے چوتھے عشق سے شیئر کر لی۔ اس نے جھٹ سے میرے پانچویں عشق کے بیٹے کو منع کیا کہ ایسا ہرگز نہ کرے! اس سے، اس کے باپ کی بدنامی ہوگی۔ میرے چوتھے عشق کو شاید اس وقت وہ بدنامی یاد نہیں رہی جو اس کے اپنے حوالے سے میں نے سہی تھی یا ابھی تک سہہ رہی تھی! میرے پانچویں عشق کے بیٹے نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں نے یہ بات کسی سے شیئر کی؟ میں صاف مکر گئی۔ مجھے توقع ہی نہیں تھی کہ میرا چوتھا عشق یہ بات اسے بتا سکتا ہے! لیکن بہت بعد میں مجھے پتا چلا کہ کیا ہوا تھا۔ بہر حال میں نے اپنے پانچویں عشق کے بیٹے سے کہا کہ مجھے اپنے باپ کی میت، جنازے اور قبر کی تصویر بھیجے۔ میرے بہت اصرار پر اس نے وہ تصویریں مجھے بھجوا دیں۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کا باپ، میری یادوں میں اسی طرح ہنستا مسکراتا، زندہ رہے۔ مگر میری ضد پر اس نے مجھے یہ تصویریں بھجوا دیں۔ دو ماہ، وہ کم و بیش سارا دن وہ مجھ سے رابطے میں رہا اور اس کا اصرار ہوتا تھا کہ میں اس کے باپ کی زندگی کے اس پہلو یعنی رومان کے حوالے سے اسے بتاؤں۔

اس کے لیے یہ بات حیرت انگیز تھی کہ اس کا باپ بھی کسی سے محبت کر سکتا ہے! میں اس سے، اس حوالے سے چھوٹی چھوٹی باتیں شیئر کرتی تو وہ بچوں جیسی حیرت آمیز مسرت سے سنتا اور کہتا کاش مجھے اس حوالے سے ان کی زندگی میں پتا ہوتا تو میں آپ دونوں کی شادی کرا کے دم لیتا۔ کبھی وہ کہتا ''قیامت کے دن گواہ رہیے گا کہ میں نے آپ کو اپنے ابو کی وفات کے صدمے سے نکالنے کی پوری کوشش کی''، اور واقعی اس میں کوئی شک نہیں تھا۔

میں اپنے پانچویں عشق کے حوالے سے یہ محسوس کرنے لگی تھی اور کرتی ہوں کہ وہ اب بھی یہیں کہیں ہے، میرے آس پاس۔ اس کا بیٹا کہتا تھا کسی جانے والے کو دیکھنا ہو تو اس کی اولاد میں دیکھیں! واقعی اس کے بیٹے کی ایسی ہی باتیں اس دکھ میں میرا سہارا بن گئیں۔ اسی لیے تو میں کہتی ہوں میرا پانچواں عشق آج بھی زندہ ہے!

میرے پاس اپنے پانچویں عشق کی کچھ تصاویر بھی محفوظ ہیں۔ مگر ایک وہ تصویر جس میں، میں نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور میں نے صرف ہاتھوں کی تصویر لی تھی مجھے اس پر، اس کی ہنسی اور تبصرہ نہیں بھولتا کہ میرے ساتھ تمھارے ہاتھ بھی بالکل مردانہ ہاتھ لگ رہے ہیں۔ کیا کروں مجھے کبھی عادت ہی نہیں مینی کیور اور پیڈی کیور کی! مگر میرے ساتویں عشق کو خوبصورت ہاتھ پاؤں بہت اچھے لگتے تھے، تو میں باقاعدگی سے مینی کیور اور پیڈی کیور کروانے لگی۔ کیا چیز ہوتی ہیں ہم عورتیں! میں اپنے پانچویں عشق کے چلے جانے کے بعد بہت اداس اور غم زدہ تھی۔ ایک سال میں نے ایسے ہی اس کی یاد میں بے کل ہو کر گزارا۔ میں روز قرآن پڑھ کر اسے بخشتی اور دعا کرتی کہ اگر میں جنت میں جاؤں تو وہ بھی میرے ساتھ ہی ہو اور اب مجھے کسی سے عشق نہ ہو۔ میں خدا کی طرف متوجہ رہوں۔ میری شخصیت میں عجیب ثنویت ہے۔ نماز روزہ اور خدا پر اعتقاد بھی بلا کا اور مجازی عشق ہو تو وہ بھی آخری حدوں تک گہرا۔

میں اپنے چوتھے عشق سے کہتی تھی کہ جب تم ستر سال کے ہو جاؤ گے تو تم سے کچھ مانگوں گی۔ وہ ہنس کر کہتا تھا ڈن! مگر اس نے آج تک نہیں پوچھا اور میں نے بھی نہیں بتایا کہ میں کیا مانگوں گی۔ وہ آج بھی میرا اچھا دوست ہے۔ اس کے سان گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ میں ستر سال کی عمر میں اس کے ساتھ کا مطالبہ کرنا چاہتی ہوں۔ مگر ہمارے درمیان تو ایسی کوئی بات طے ہی نہیں تھی کہ

ہم اپنی فیملی کو چھوڑیں گے اور اس عمر میں چھوڑتے کیا اچھے لگیں گے؟ ہمارے ہاں پوسٹ میریٹل ریلیشنز کی پہلی شرط ہی یہی ہوتی ہے کہ ہم اپنی اپنی فیملیز کو بھی سیٹ رکھیں گے اور آپس میں بھی سیٹ رہیں گے اور اسی کوشش میں ہم اپنی جڑوں سے اکھڑ جاتے ہیں!

میری ایک عجیب بات ہے، میں عشق ترک کرنے کے بعد بھی اپنے دوسرے، چوتھے اور چھٹے عشق سے رابطے میں ہوں۔ ایسے جیسے اچھے دوست ہوتے ہیں مگر ان سب کو اور مجھے بھی پتا ہے کہ یہ عشق نہیں ہے۔ ایک دوستانہ سا رابطہ ہے۔ چوتھے عشق کو تو ساتویں عشق کے حال احوال کا بھی پتا ہے۔ چھٹے عشق کو بتانا چاہتی ہوں تو اسے چڑ ہوتی ہے۔ اس نے کئی دن، اپنے میسنجر کا ان باکس بھی اس لیے بند کر دیا کہ مجھے تمھارے لوافیئر ز سے کوئی دل چسپی نہیں۔ ساتویں عشق کے حوالے سے مجھے میرے چوتھے عشق نے شدید ڈپریشن کی کیفیت میں سنبھالا دیا۔ مگر چوتھے عشق اور چھٹے عشق کے حوالے سے مجھ میں رمق برابر بھی پہلے جیسے جذبات نہیں ابھرتے!

دسواں ورق:

میری شخصیت کے اندر اتنے گھن چکر ہیں کہ کبھی کبھی تو میں خود بھی حیران ہو جاتی ہوں۔وہ کیا تھا؟ یہ کیا ہے؟اور اگلے لمحے کیا ہوگا؟ مجھے لگتا ہے میں وہ بھی کر سکتی ہوں جس کی مجھے خود سے بھی توقع نہ ہو۔چوراہے میں ناچ سکتی ہوں۔ہجوم میں حلق پھاڑ پھاڑ کر رو سکتی ہوں لیکن میں بھول نہیں سکتی۔نہ اچھی باتیں نہ بری باتیں۔حالانکہ اب میں Short Term Memory Loss کا شکار ہو چلی ہوں۔کچھ دیر قبل کی بات بھول جاتی ہوں۔میرا ذہن سلیٹ کی طرح صاف ہو جاتا ہے۔شاید یہ درد کی دواؤں کا ری ایکشن ہے یا نیند کی۔میں نے پہلی بار نیند کی دوا کا ذائقہ تیئس سال کی عمر میں چکھا تھا۔تب میں اپنے دوسرے عشق کو چھوڑنے کے مرحلے میں تھی۔میں سوتے سوتے اٹھ جاتی تھی۔نیند کے عالم میں بھی میرے دماغ میں فون کی بیل گونجتی تھی اور میں چونک کر بیدار ہو جاتی تھی۔کبھی اس کی آواز کبھی اس کا کوئی خواب،کبھی کوئی پرانی بات۔یہ کیفیت بہت ڈسٹربنگ تھی حالانکہ چھوڑ دینے کا فیصلہ میرا ہی تھا۔میں نے خود اسے چھوڑا تھا اور وہ تو پہلے ہی جیسے اس کے لیے تیار بیٹھا تھا۔اس کا یہ ردِّعمل مجھے بہت محسوس ہوا تھا۔مجھے اپنے دوسرے عشق سے یہی پرخاش تھی۔

شدید غم وغصہ جو آج تک میرے اندر سے گیا نہیں،مگر جس طرح سے میں نے اس سے بدلہ لیا وہ ایک عجیب انداز ہے۔اس نے میری شادی کے بعد مجھے بالکل تنگ نہیں کیا۔اس بات پر مجھے وہ ایک مثبت شخصیت لگتا تھا۔خاندانی۔۔۔مگر اس نے میری زندگی کے چار سال نگلے تھے مجھے بے وقوف بنایا تھا شادی کے نام پر۔مجھے ورغلایا تھا۔۔۔مگر میں پہلے دن ہی اس کے منہ پر تھپڑ بھی تو مار سکتی تھی!میں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ میں کردار کی کمزور تھی؟لیکن کتنے ہی لوگوں کو تو میں پاس تک نہیں پھٹکنے دیتی تھی۔لوگ مجھ سے بات کرتے ڈرتے تھے اور ڈرتے ہیں۔میں

ناقابلِ حصول لگتی تھی اور لگتی ہوں۔ شہر بھر میں ایک اکلوتی باکردار شاعرہ!

اس کا رویہ، مجھ سے جسمانی تعلّق کے حوالے سے ہمیشہ سے یہ تھا کہ مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے! شادی کے بعد، پہلے پہل جب میں نے موبائل فون لیا تو اس نے نہ جانے کہاں سے میرا نمبر لے کر مجھے فون کر دیا۔ میں نے رو رو کر اسے فون کرنے سے منع کیا اور ایسے ظاہر کیا جیسے میں اب بھی اس کی شکر گزار ہوں، اس کے مجھے تنگ نہ کرنے پر! اس نے آئندہ فون نہ کرنے کا وعدہ کیا۔

پھر ایک عجیب بات ہوئی۔ ایک دن فیس بک پر میں نے ایک شاعر کی وال پر آرٹسٹک نیوڈ پکچرز دیکھیں۔ مجھے آرٹ کسی بھی شکل میں لبھاتا ہے۔ اس شاعر کے متعلّق میں نے اپنے چوتھے عشق کے منہ سے بہت تعریفیں سن رکھی تھیں، سو میں نے اس سے ان باکس گفتگو شروع کر دی۔ میرے چوتھے عشق کا کہنا تھا کہ وہ شاعر ماورائے دنیا ہے۔ شاعری میں سرتاپا ڈوبا ہوا۔ عشق و عاشقی سے اُس کا دور کا تعلّق نہیں۔ تاہم میں نے اس شاعر کے جنس زدہ ہونے کے قصے سن رکھے تھے۔ پتا نہیں میرا دماغ کیا گھوما، میں نے ان باکس میں اس سے آرٹسٹک نیوڈ تصویروں کا تبادلہ شروع کر دیا۔ ظاہر ہے اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا، اس نے مجھ سے جنسی گفتگو شروع کر دی لیکن بہت مہذب اور آرٹسٹک انداز میں۔ یوں کہ میں پورن فلمیں دیکھنے کی طرف مائل ہو گئی۔ ان سے میرے اندر جنسیت کی خواہش جاگ گئی۔ انھی دنوں میں پانچویں عشق میں مبتلا تھی مگر جنسیت کے حوالے سے میری توجہ اس طرف نہیں ہوئی۔ میں نے اپنے دوسرے عشق کو بلا بھیجا۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں اسے بلا رہی ہوں اور وہ بھی سیکس کے لیے! وہ میری فرمائش پر میرے لیے بیش قیمت تحفے لے کر آیا۔

اس نے ایک مہنگے ہوٹل میں کمرہ بک کرایا۔ میں وہاں اُس سے ملنے گئی اور اس ملاقات میں تمام اخلاقی حدود پار کر گئی مگر مجھے خود سے گھن آ رہی تھی۔ ایسا میں نے تین یا چار بار کیا کہ اسے اپنے شہر بلوایا، اس سے بیش قیمت تحفے وصول کیے اور ان تحفوں کو اپنی نوکرانیوں اور سہیلیوں میں بانٹ دیا۔ میں نے کراہت کے احساس کے ساتھ اس سے جنسی عمل کیا اور پھر ستی ساوتری ہونے کا جھانسا دے کر اس سے دور ہو گئی۔

اب بھی وہ رابطہ کرتا ہے تو میں اسے اسی طرح اذیت سے دوچار کرتی ہوں۔ کبھی کبھی اس پر

ترس بھی آتا ہے مگر یہ طے ہے کہ مجھے اس سے محبت نہیں رہی۔ وہ کہتا ہے تم بہت اچھی ہو میں نے اپنی بیوی کو بھی تمھارے اور اپنے عشق کے متعلق بتا رکھا ہے۔ اس کی اس بات پر میں جل کر سوچتی ہوں یہاں بھی پھنسے خانیوں کا موقع اس نے ہاتھ سے جانے نہیں دیا! بڑا آیا شہزادہ ہُنہہ! وہ مانتا ہی نہیں کہ میں شادی کے بعد کسی سے عشق بھی کرسکتی ہوں۔ اس کا کہنا ہے کہ میں بہت معصوم تھی اور ہوں اور اس سے مذاق کر رہی ہوں۔ اب وہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہنا چاہتا ہے تو میں کیا کرسکتی ہوں! ہاں! اس کی جان جلانے کے لیے، میں اسے متضاد بیان دے کر ہوا میں معلق رکھتی ہوں۔ اسے بلاتی ہوں اور عین آخری روز انکار کر کے اس کی بے بسی سے لطف اندوز ہوتی ہوں۔ میں اس کے دگنے، تگنے بلکہ چار گنا زیادہ پیسے ضائع کرا چکی ہوں جتنے میں نے اس کے لیے چرائے تھے مگر مجھے اس کے لیے کوئی افسوس نہیں۔ اب تو عرصہ ہوا میں نے اس کے ہر نمبر کو بلاک کر رکھا ہے۔ کبھی لگتا ہے اس سے یہ رابطہ انتقام کے جذبے سے زیادہ جنسیت زدگی کا نتیجہ تھا جوان یا کس جنسی گفتگو کا منطقی نتیجہ تھی!

گیارھواں ورق:

دوسرے عشق کے سوا مجھے کسی سے انتقام لینے کا خیال آیا نہ کوئی عشق مجھے برا لگا۔ خواہ اس کے متعلق میرے جذبات میں تبدیلی آ چکی ہو۔ میں بہت جلد اندر اور باہر کی تبدیلیوں سے مانوس ہو جاتی ہوں۔ کوئی تاویل تراش لیتی ہوں۔ میرے پاس خود کو تسلی دینے کے سو سامان ہوتے ہیں۔ میں نے عشق اور حسن کی افزائش کے پہلو پر پہلی بار اس دن غور کیا جب میرے چوتھے عشق نے مجھے کہا کہ خوبصورت ہو گئی ہو! اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے محبت کے بعد خوبصورت ہو گئی ہو۔ ہاں ایسا ہی ہے اور ایسا ہی تھا۔ جب مجھے پہلا تصوراتی عشق لاحق ہوا تو میں دمک اٹھی تھی۔ اپنی طرف اٹھتی لوگوں کی تحسین آمیز نگاہیں محسوس کرتی تھی۔

سب مجھے کہنے لگے ارے! یہ تو دن بدن خوبصورت ہوتی جا رہی ہے۔ خوبصورتی کے اس احساس سے میں سرشار ہو جاتی تھی۔ دراصل میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے چہرے ان کے اندر کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ وہ اندر کا احساس چھپا نہیں پاتے۔ میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ دوسرے عشق کے بعد بھی میرا رنگ اتنا کھل گیا کہ میری سہیلیاں مجھے روز کہتی تھیں بس کرو اب اور کتنی گوری ہو گی! دس سال بعد جب مجھے چوتھا عشق ہوا تو میں پھر دمک اٹھی۔ پانچویں عشق نے تو مجھے گلال بنا دیا تھا۔ میری آنکھیں چراغ کی سی لو دیتی تھیں۔ میرے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہوتی تھی۔ چوتھے عشق میں بھی میری مسکراہٹوں کا کھلنا سب محسوس کرتے تھے۔ سب مجھے یہ کہنا شروع ہو گئے کہ کیا ہنستا مسکراتا چہرہ ہے۔ چوتھے عشق کے فوری بعد مجھے پانچویں عشق نے سنبھال لیا تھا اس لیے مسکراہٹ کے تواتر میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

مگر جب پانچواں عشق ابدزار کو روانہ ہوا تو میری آنکھوں میں اداسی ٹھہر گئی۔ میرے چھٹے عشق نے مجھ سے کہا۔۔۔ آپ کی آنکھوں میں اداسی کیوں ہے؟ تو اس سے عام سا ربط ہوتے ہوتے عشق

کے دائرے میں داخل ہو گیا۔ میں نے اسے اپنے پانچویں عشق کی کہانی سنائی اور یوں پانچویں عشق کے ایک سال بعد میں چھٹے عشق میں بندھ چکی تھی۔ میرا چھٹا عشق رات بھر فون میسج کے ذریعے مجھ سے باتیں کرتا، دن بھر بھی ہم رابطے میں رہتے۔ میں اسے کافی پہلے سے جانتی تھی اور اس کی تصویر دیکھ کر مجھ پر اس کا پہلا تاثر یہ تھا کہ یہ ایک چھچھورا شخص ہے۔ مگر جب سے میں نے اپنے پانچویں عشق کا دکھ اس سے بانٹا تھا ہم قریب آتے چلے گئے۔ اتنا قریب، جس کا لازمی نتیجہ جنسی تعلق تھا۔

بارھواں ورق:

دوسرے عشق سے جنسی تعلّق کے بعد چھٹے عشق کے ساتھ جنسی تعلّق میرے لیے کوئی نئی شے نہیں تھی۔ دو تین ماہ کے اندر چھٹے عشق سے وصال کی طرف فوری مائل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پانچویں عشق نے جنسی وصال کی خواہش کی تھی اور میں نے ٹھکرا دی تھی اور جب میں نے آمادگی کا اظہار کیا تو وہ نہ رہا! میرے اندر ایک درد، ایک کسک ٹھہر گئی۔ ایک ہفتے بعد مجھے اس سے ملنے جانا تھا اور اس کے مر جانے کی خبر آئی۔ میرے اندر یہ بات گڑ گئی کہ زندگی بہت مختصر ہے۔ میرا چھٹا عشق مجھے اس حوالے سے پانچویں عشق کی خواہش کا تسلسل لگا اور میں نے اس کی خواہش کا ساتھ دینے میں ذرہ برابر دیر نہ کی۔

وہ بھی اس بات کو جانتا تھا کہ میں کیوں اتنی جلد اس کے نزدیک آئی ہوں۔ میرا چھٹا عشق سفاک حد تک حقیقت پرست تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے اسے پانچویں عشق کے متبادل کے طور پر اپنایا ہے۔ میں نے اسے بارہا یہ سمجھایا کہ وہ اور میرا پانچواں عشق بالکل متضاد ہیں، الگ الگ شخصیات۔ اگر میں واقعی اسے نہ چاہتی ہوتی تو اس پر نظمیں نہ لکھ پاتی۔ وہ اپنے آپ پر لکھی گئیں میری نظموں پر بہت خوش ہوتا تھا۔ اس کے لیے یہ عجیب تھا کہ کوئی اسے اس قدر اہمیّت دے رہا ہے۔

وہ اچھا خاصا خوبصورت تھا مگر اس کا کہنا تھا کہ زندگی میں کسی نے اسے کبھی اس طرح اہمیّت نہیں دی جیسے میں دے رہی تھی۔ جب میں نے اس کی سالگرہ پر اسے ٹیوب روز کے پھول دیے تو بھی اس کا یہی کہنا تھا کہ زندگی میں پہلی بار اسے کسی عورت نے پھولوں کا تحفہ دیا ہے۔ یہ مانا کہ پانچویں عشق کا دکھ شیئر کرنے سے میں اس کے قریب آئی تھی مگر اس دوران مجھے پورے ایک سال یہ فکر لاحق رہی کہ اگر مجھے کسی سے عشق نہ ہوا تو گھر کی اس گھٹی ہوئی فضا میں، میں پہلے کی طرح مرجھا جاؤں گی۔

ادھر اس چھٹے عشق سے پہلے میں دعا مانگا کرتی تھی کہ مجھے اب کسی سے عشق نہ ہو کہ ہجر کا دکھ

جو پانچویں عشق کے اچانک مر جانے پر میرے نصیب میں آیا تھا، بہت تکلیف دہ تھا۔ایک دور رہنے والا شخص آپ کی رگ جاں کے قریب ہو اور جب مر جائے تو آپ اسے دیکھنے بھی نہیں جا سکتے! روٹھ جائے تو جا کر منا نہیں سکتے! دور سے ٹیکسٹ میسج اور کالیں منقطع کی جا سکتی ہیں بڑے آرام سے جیسے میں نے دوسرے عشق کے ساتھ کیا یا ساتویں عشق نے میرے ساتھ کیا۔اصل میں ہمیں پتا ہی نہیں چلتا کہ ہم کیا ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور دوسروں کے ساتھ کیا کرنے جا رہے ہیں۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے یہ فون کے ذریعے ٹیکسٹ میسج دوری اور غلط فہمیوں کی اصل جڑ ہیں جو تاثر کو پہنچا نہیں پاتے۔ایموجی، سٹیکر مارکیٹ اور پھر Giffi آمنے سامنے بیٹھ کر محسوس کیے جانے والے جذبات کا متبادل کیسے ہو سکتے ہیں؟

مجھے چھٹا عشق ہوا تو اچانک تھا مگر پانچویں عشق کے بعد میری بہت قریبی دوست نے مجھے تسلی دیتے ہوئے، ہنسانے کی خاطر کہا تھا، ''چل زندگی بہت بڑی ہے کوئی اور مل جائے گا۔'' تب دور دور تک میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ مجھے پھر عشق ہو گا۔میری اس دوست کو عشق اور جنس کا فلسفہ سمجھ نہیں آتا تھا۔وہ جنسی تعلّق کو جنسی تعلّق ہی سمجھتی تھی۔عشق کیسے ہوتا ہے اور وہ بھی اتنی بار! وہ سن کر حیرت سے ہنستی۔چالیس سال کی عورت ایک ادھیڑ عمر عورت ہوتی ہے مگر ایک تو وراثتی طور پر میں کچھ عمر چور تھی اور دوسرے میں نے دیکھا اور مانا کہ دوسرے، چوتھے اور پانچویں عشق نے میرے حسن کو دمکا دیا تھا۔سو عشق تو ایک طرف، میں اب دمکتی رہنا چاہتی تھی! لیکن میرے چھٹے عشق کی سفاک حقیقت پسندی مجھے کھلنے نہیں دیتی تھی۔میرے دل میں عجیب مرجھاہٹ جا گزیں ہوتی جا رہی تھی۔میں اس سے پوچھتی تھی تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ اس کا جواب یا تو چپ ہوتا تھا یا جھنجلاہٹ۔''مجھے سوال پسند نہیں۔'' وہ کہتا تھا۔لیکن ہر وصال کے بعد جب ہم دونوں ایک دوسرے کے بازوؤں میں لیٹے ہوتے تو وہ مجھے اپنے ماضی کے متعلّق ضرور بتاتا۔

جب میں اس سے خواب نما باتوں اور شیئرنگ یا محبت کا پوچھتی تو وہ کہتا، ''سیکس ہی تو مرد اور عورت کا اصل تعلق ہے۔سب مرد شادیوں کے بعد دوسری عورتوں سے جنسی تعلقات رکھتے ہیں۔کچھ چھپ کر کچھ کھلم کھلا۔عورتیں جذباتی ہوتی ہیں اور جذباتی تعلق چاہتی ہیں جب کہ سب مرد ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے میں!''

لیکن میرے دماغ میں اس کا فلسفہ سما تا نہیں تھا کیونکہ اس سے پہلے میں پانچ عشق دیکھ چکی تھی۔ سرد وگرم زمانہ سے واقف تھی۔ تصویروں اور چہروں کو دیکھتے ہی ان کے اندر کا اندازہ لگا لینے والی بلکہ قیافہ شناس بھی۔ عمل سے پہلے نتیجہ بھانپ لینے والی مگر ہر بار دام میں آ جانے والی! میں ایسی کیوں تھی؟ جانتے بوجھتے نادانی کیوں کرتی تھی؟ کیا میں ایک Thriller تھی؟ اگر تھی تو دکھی کیوں رہتی تھی۔ عشق میرے لیے محض ایک Thrill کیوں نہیں تھا؟

تیرھواں ورق:

میں اپنے چھٹے عشق سے پہلی بار ایک ریستوران میں ملی تھی۔ میں فرسٹ فلور پر اس کی منتظر تھی۔ جب وہ ریسیپشن پر کھڑا ریسپشنٹ سے بات کر رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر یہ سوچا یہ تو اچھا خاصا ڈیسنٹ ہے! میں خوامخواہ ہی اسے تصویروں میں دیکھ کر ناپسند کرنے لگی تھی۔ ہم دونوں آمنے سامنے بیٹھے اپنے اپنے گھر کی باتیں کرتے رہے۔ مجھے اس سے بہت اپنائیت محسوس ہوئی۔ مجھے لگا یہ مجھے کبھی چھونے کی خواہش کا اظہار نہیں کرے گا۔ اس سے عشق ٹھیک ہے۔ دوسری طرف میرے اندر پانچویں عشق کی خواہش پوری نہ کر سکنے کا ملال ٹھہرا ہوا تھا جو حاوی ہو گیا۔

میرا چھٹا عشق برملا کہتا تھا مجھے تو انگلش فلموں جیسی محبت پسند ہے۔ میں اس کے رنگ میں ڈھل گئی۔۔ سو اس نے کہا ہم کہاں ملیں؟ میں نے کہا میرے آفس آ جاؤ۔ اس ملاقات میں وہ بیٹھا مجھ سے متواتر باتیں کر رہا تھا۔ میں اس کی طرف سے پیش رفت کی منتظر تھی مگر بعد میں اس نے بتایا کہ اسے آفس میں کسی کے آ جانے کا ڈر تھا اس لیے وہ نہیں اٹھا۔ میں نے ڈور لاک کیا اور اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے بازوؤں میں تھے۔ اس نے میرے ہونٹوں پر طویل بوسہ لیا، سانس جکڑ لینے والا اور اس دوران وہ میرے سینے پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ اس کی گرفت میں اتنی قوت تھی میں اسے ہٹا نہیں پا رہی تھی۔ پھر وہ خود ہی ہٹ گیا اور بولا بس اس سے آگے میں رہ نہیں سکوں گا۔

اس کے بعد ہم جب بھی ملے کسی ہوٹل کے کمرے میں یا پھر اس کے گھر پر جب اس کی بیوی میکے گئی ہوتی تھی۔ ہوٹل اور کھانے کے پیسے میں ہی دیتی تھی کیونکہ وہ اپنی مالی مشکلات کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔ میں نے اسے تحفے میں تیس ہزار کا ایک فون اور ٹی شرٹ بھی دی تھی۔ جب اس سے تعلق توڑا تو نہایت کمینگی سے فون واپس مانگ لیا۔ بعد ازاں مجھے اپنی کمینگی پر افسوس ہوا تو اسے میسج کیا

کہ فون مت بھیجو مگر وہ فون ڈسپیچ کر چکا تھا۔ کچھ روز تو سوچا جا کر واپس دے آؤں مگر انا آڑے آئی
ہوئی تھی۔ میں نے مارکیٹ جا کر سولہ ہزار میں وہ فون بیچ دیا۔ اسے آج بھی یہ بات بری لگتی ہوگی مگر
میں اسے یوں میسج کرتی ہوں جیسے میں نے یہ کمینگی دکھائی ہی نہیں اور یہ کہ ہم اب بھی اچھے دوست
ہیں وغیرہ۔ کتنی ہی بار وہ مجھ سے چڑ کر مجھے بلاک کر چکا ہے، میں پھر ایڈ ریکوئسٹ بھیج دیتی ہوں۔
جھگڑے میں یہ بلاک ایڈ کا کھیل میں چوتھے عشق سے بھی کھیلتی رہی ہوں۔ ساتویں عشق
میں تو حد ہی ہوگئی۔ اس نے دونوں اکاؤنٹس کے میسنجر اور واٹس ایپ فون وغیرہ بلاک کر دیے تو میں
نے تیسرا اکاؤنٹ کھول لیا کہ یہ صرف تمھاری وجہ سے بنایا ہے، ایڈ کرو۔ ڈیجیٹل ایج کی ڈیجیٹل
لڑائیاں! مگر کیا ہے کہ کاش جذبات بھی ڈیجیٹل ہوتے، ایک کلک سے آن ایک سے
آف! میرے ساتویں عشق کو میرے چھٹے عشق کی طرح جذبات پر مکمل کنٹرول ہے۔
وہ دونوں اپنی عمر کے مطابق میچور ہیں۔ میری عمر بھی لگ بھگ انھی کے جتنی ہے مگر مجھ میں
ڈیجیٹل سسٹم نہیں ہے۔ میں اپنے ہر عشق سے کڑی در کڑی جڑی ہوں اور ساتویں عشق تک آتے
آتے میں Judgemental ہوگئی ہوں۔ ایسا تو میں اپنے چوتھے عشق کے ساتھ بھی کرتی تھی مگر
میں اب Per-asume کرنے کی بیماری یا خوف میں مبتلا ہو چکی ہوں۔ مجھے چھے عشقوں کے
بعد زندگی کرنا سیکھ لینا چاہیے تھا۔ مگر میں صرف خوفزدہ ہوں اور اسی خوف نے وہ سب کچھ سچ کر دیا
ہے جو میرا خوف تھا! میں نے اپنے چھٹے عشق سے کہا تھا میرا ساتواں عشق منفرد ہے سب سے۔ وہ
استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ اچھا اللہ کرے! تمھارے خواب پورے ہوں!
مجھے پتا ہے میری شخصیت بہت کمپلیکیٹڈ ہے۔ اتنی کہ میں خود بھی سمجھ نہیں پاتی۔ میرے
ساتویں عشق کے قطع تعلّق کرتے ہوئے آخری الفاظ یہی تھے۔۔۔ You are not wise مگر
کیا عشق کا Wisdom سے ربط ہونا ضروری ہوتا ہے؟ غیر جذباتی رہا جا سکتا ہے؟ اس بات پر میں
ہنس تو سکتی نہیں تھی سو رو دی!

مجھے میرے چوتھے عشق نے بتایا کہ مردوں کو رونا اور ... باتیت پسند نہیں ہوتا اور عورتیں یہ
سمجھتی ہیں کہ وہ اپنا خلوص اور سچائی رو کر ثابت کر سکتی ہیں! موم کی بے شکل ڈھیریاں جو عشق کی آنچ

پر پتا نہیں کب کس شکل میں ڈھل جائیں، انھیں خود بھی پتا نہیں ہوتا۔ ان کی پگھلتی موم کا ڈھیر جمع ہو کر خود ان کے عشق کی لو بجھا دیتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہتا!

میں اپنے پچھلے عشق کی غیر جذباتیت اور اس کے اپنے اندر مگن رہنے کی وجہ سے اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی مصروفیت بھی یہ جتاتی تھی کہ اسے میرے جسم کے سوا کسی شے سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ جب آتا تھا تو ایک ایسا وصل ہوتا تھا جیسے جلدی میں کھانا ختم کیا جاتا ہے۔ پھر وہ اپنی راہ اور میں اپنی راہ۔ میں اس سے اس بات کی شکایت کرتی تھی مگر وہ کہتا تھا کہ آفس سے جو اٹھ کر آتا ہوں۔۔۔ ایک آدھ بار ویک اینڈ پر بھی میں اس کے گھر گئی تو اس کا یہی انداز تھا۔ وہ پوری روشنی میں سیکس کرتا تھا اور مجھے اس دوران عجیب سا احساس ہوتا تھا جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس طرح بے لباس دیکھا جانا مجھے اچھا نہیں لگتا تھا میں اندھیرے کے طلسم میں جسموں کے اثبات کی قائل تھی۔۔ میں روشنی سے نظریں چراتی رہتی تھی مگر اسے میرے محسوسات کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یہ خالصتاً ایک مکینیکل جنسی عمل لگتا تھا جس میں روح کا ادراک نہیں ہوتا تھا۔ جب میں نے اسے بتایا کہ میں اس سے قطع تعلق کر رہی ہوں تو اس نے سمجھا میں مذاق کر رہی ہوں۔ پھر جب اسے یقین آیا تو اس نے عجیب جملہ کہا "Lets make love last time before separation" مجھے ایسے لگا عشق اور جنس کے اس کھیل میں، میں اس کی رکھیل رہی ہوں محبوبہ نہیں!

دوسرا باب

تمثال کی ڈائری

(ساتویں عشق کے سات ورق)

پہلا ورق:

جب اس نے پہلی بار ان باکس میں بڑی شائستگی سے میسج کیا تھا تو میں اس کے کرش (Crush) کو فوراً بھانپ گئی تھی۔ اس نے لکھا تھا کہ میں اسے معاصر شاعرات میں سب سے اچھی لگتی ہوں اور احساسات کے بیان میں خود سے مماثل۔ مجھے اس تعریف میں ڈورے ڈالنے کی بو آ رہی تھی۔ میں نے بھی شائستگی سے بات گھما دی۔ شکریہ ادا کر کے تمت بالخیر کر دیا۔

اس وقت میں پانچویں عشق میں مبتلا تھی۔ میں نے اپنے پانچویں عشق سے اس بات کا تذکرہ مسالے لگا کر کیا کہ لو یہ حضرت لکن میٹی کھیڈ نے آئے تھے! میں اور میرا پانچواں عشق ہنس دیے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ میں بھول بھال گئی۔ پھر ایک روز میں نے اسے ایک ادبی تقریب میں دیکھا تو اچھا خاصا بھلا مانس لگا۔ اس نے نگاہ تک اٹھا کر نہیں دیکھا۔ شاید وہ بھی اپنی بات بھول بھال گیا تھا۔ بعد میں جب وہ میری زندگی میں میرا عشق بن کر شامل ہوا تو اس نے میری مذکورہ دونوں باتوں کی تصدیق کی۔

میں لوگوں کی تصویروں سے چھلکتے تاثرات کو بڑے غور سے دیکھتی ہوں۔ وہ اپنے پروفائل پر لگی ایک تصویر میں مجھے ایک چالاک بازی گر لگا۔ نظموں کی تلاش میں محبت کے تجربے کرنے والا شاعر، لیکن ایک اور تصویر جو بعد میں اس نے پروفائل پر لگائی، اس میں اس کا تاثر اس کے بالکل برعکس تھا۔ دراصل ہر انسان کے اندر اتنے انسان چھپے ہوتے ہیں کہ کب کون سا باہر آ جائے، کہنا مشکل ہے۔ میں نے اس کی تصویر ایک ادبی دوست کے ساتھ دیکھی تو میرا جی چاہا کہ اسے کہوں مجھ سے ملنے بھی آئے، میں اس سے ادب پر گفتگو پسند کروں گی۔ مگر پھر سوچا ایک مرد سے خود رابطہ۔۔۔ رابطے کے لیے یہ کیا لاجک ہوئی! نسوانی انا آڑے آ گئی۔

پھر کہیں سے اس کے دو شعری مجموعے ہاتھ لگے تو اس کی شاعری نے متاثر کیا حالانکہ میرے

پانچویں عشق کی۔ اس کی شاعری کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں تھی۔ وہ اسے لفظوں کا مداری قرار دیتا تھا۔ بہر کیف یونہی اتفاقاً شعر و شاعری پر ان باکس مکالمہ شروع ہوا اور کب ادبی باتیں کرتے کرتے ہم ایک دوسرے کے دوست بلکہ ٹین ایجرز جیسے عاشق بن گئے، پتا ہی نہیں چلا۔

اپنے ہر عشق میں عاشق کا رول میں نے پلے کیا تھا۔ یہاں وہ عاشق بن کر منظر نامے میں داخل ہوا۔ اس لیے میرا حیرتی بن جانا بنتا تھا۔ ہم بہت جلد آپ سے تم پر آ گئے۔ شروع میں وہ مجھ پر نظمیں لکھتا تھا اور پھر وہ فیز آیا کہ وہ خود میری ہر نظم کا موضوع بن گیا۔ وہ میری پہلی نظم پڑھ کر بہت خوش ہوا تھا جو میں نے اس پر لکھی تھی۔ میں اتنے عشق کر چکی تھی کہ اب مجھے کسی عشق پر اعتبار نہیں رہا تھا۔ شروع میں، میں نے سوچا کہ اچھا شخص ہے اور میں اسے اپنے کسی عشق کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی ورنہ یہ پیچھے ہٹ جائے گا۔

اس کی سنجیدگی محسوس کر کے مجھے ملال ہونے لگا کہ میں ایک اچھے شخص کو دھوکے میں مبتلا کیوں رکھنا چاہتی ہوں؟ وہ کہتا تھا اسے شہر بھر میں دو ہی خواتین شائستہ مزاج شاعرات لگتی ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں۔ میں نے اُسے یہ صاف بتا دیا، میں وہ نہیں جو وہ سمجھ رہا ہے، ستی ساوتری! اور اسے اپنے ماضی کے حوالے سے ایک ایک بات بتا دی۔ میرا خیال تھا یہ سب سن کر وہ فوراً کنارا کر لے گا مگر اس کے برعکس وہ ہنس دیا اور بولا تم نے یہ سب مجھے بھگانے کے لیے بتایا ہے نا؟ مجھے ایسی ہی عورت کی آرزو تھی، جیسی تم ہو، صاف دل۔ میری باتیں سن کر وہ حیرت کا اظہار بھی کرتا جاتا تھا کہ مجھ پر اتنا اعتماد؟ مگر میں ایسی ہی تھی۔ میں نے چوتھے عشق کو دوسرے عشق کے متعلق بتا رکھا تھا۔ پانچواں عشق دوسرے اور چوتھے عشق کے متعلق سب جانتا تھا۔ چھٹا عشق ، دوسرے، چوتھے اور پانچویں عشق سے آگاہ تھا اور چوتھے اور چھٹے عشق کو ساتویں عشق کا پتا تھا۔ میں نے کسی سے جھوٹ نہیں بولا سوائے اپنے گھٹتے ہوئے تیسرے عشق یعنی اپنے شوہر سے۔ اس صورت میں میری فیملی متاثر ہوتی۔ تمام تر گنجلک نفسیات اور بے وقوفیوں کے باوجود مجھ میں اتنی عقل ضرور تھی کہ مجھے اپنے گھر کو بچانا ہے۔

میرا بنیادی مسئلہ شروع سے اب تک شیئرنگ اور انڈرسٹینڈنگ تھا جو نہ تو مجھے کسی عشق میں ملا

نہ گھر میں۔ میں ہر عشق کو ایک دوسرے سے اس لیے آگاہ کر دیتی تھی کہ جیسی ہوں، جہاں ہوں کی بنیاد پر مجھے چاہ سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اپنی راہ لو۔ میرے چوتھے عشق کا کہنا ہے میں نہیں بدل سکتی! ہم میں سے کون ہے جو بدل سکے؟ خاص کر چالیس کی عمر کے بعد۔

پانچویں عشق کے ساتھ میرا تعلق اسی لیے بہت گہرا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو فوراً بھلا دیتے تھے۔ مگر ایسا طرفین کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ میرا چوتھا عشق مجھ سے کہتا ہے، ''جس عشق کے خواب کو تم ڈھونڈتی ہو وہ گھر کی چار دیواری میں نہیں مل سکتا۔'' اور کبھی چوتھے عشق کا یہ کہنا ہوتا تھا: ''نہ گھر کے اندر کچھ ہے نہ گھر کے باہر!'' پانچواں عشق اس حوالے سے کہا کرتا تھا، ''عشق ڈھونڈتی ہو۔۔۔ اچھا کرتی ہو کم از کم زندہ رہنے کا ایک امکان تو تلاش کرتی ہو۔''

ساتویں عشق میں مجھے جتنے بھی لفظ سننے کو ملے، میں یقین کر لینے کے باوجود طوطے کی طرح یہی دہراتی تھی بہت سنا ہے یہ سب! اور ساتویں عشق کا کہنا ہوتا تھا ''یار! میں دوسروں کی طرح نہیں، میں عمر بھر کے رشتے پر یقین رکھتا ہوں۔'' اچھا یہ بات تو میں بھی اپنے چھٹے عشق سے کہتی تھی اور جب میں اس سے کنارا کش ہوئی تو اس نے یہی گلہ کیا کہ تم تو کہتی تھیں یہ عمر بھر کا تعلق ہے! اب میں ساتویں عشق سے دل ہی دل میں یہ سوال کرتی ہوں، ''تم تو کہتے تھے یہ عمر بھر کا تعلق ہے۔ تم تو کہتے تھے۔۔۔ تم تو کہتے تھے۔۔۔ تم تو کہتے تھے۔۔۔'' ہاں وہ بھی بہت کچھ کہتا تھا مگر اس کی آنکھیں کچھ اور کہتی تھیں!

دوسرا ورق:

اس کی آنکھیں سپاٹ ہوتی تھیں یا میری آنکھوں میں جھانک کر کچھ تلاش کرتی ہوئی۔ ہم ویڈیو کال پر خاموش ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے رہتے تھے۔ مگر مجھے ان آنکھوں میں محبت سے زیادہ سوچ کا تاثر نظر آتا تھا۔ جیسے وہ اپنے ہم زاد کو مجھ میں تلاش کر رہا ہو۔ وہ مجھے کہتا بھی اپنا ہم زاد اور بہترین دوست تھا۔ دو ماہ، ہر صبح کا آغاز اس طرح ہوتا کہ تقریباً نو بجے اس کا میسج آتا، وہ بہت اپنایت سے کہتا، ''جی! کیا ہو رہا ہے؟'' اور باتوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا۔ درمیان میں وہ آفس کے کام بھی نپٹاتا رہتا، جب فرصت ملتی دوبارہ اس کا فون آ جاتا۔ مجھے اس کے لہجے سے بہت اپنائیت محسوس ہوتی تھی۔ تین چار ماہ کے تعلّق میں، میں نے اسے اپنے متعلّق کم و بیش سب کچھ بتایا ہوگا اور اس نے اپنے بھائی بہنوں، ماں اور اپنے گاؤں کے علاوہ عائلی زندگی کے حوالے سے بھی مجھے بتایا۔ یہ کہ اس کی بیوی اور اس کی عمر اور سوچ میں بہت تفاوت ہے اور اس کی بیوی اس سے بہت جھگڑا کرتی ہے۔ ہر مرد کی یہی کہانی ہوتی ہے جب وہ غیر عورت سے محبت کرتا ہے۔ اس میں نیا کیا تھا؟ کبھی میں سوچتی۔ مگر پھر ان سوچوں کو جھٹک دیتی۔

جب اس کی بیوی میکے گئی ہوتی تھی تو وہ رات کے دو دو بجے تک مجھ سے ویڈیو کال پر باتیں کرتا تھا۔ فون کے دوران اس کا انداز ویڈیو کال پر مجنونانہ سا ہوتا تھا۔ سر ادھر ادھر مارتا تھا کہ تم نے مجھے کیا کر دیا ہے۔ میں اس کی کیفیات دیکھ دیکھ کر پگھلتی جاتی تھی اور نظموں پر نظمیں لکھتی چلی جاتی تھی۔ کبھی کبھی اس کا یہ انداز مجھے عجیب سا دکھاوا لگتا! مگر میں اپنے دل میں اٹھنے والی اس کھٹک کو نظر انداز کر دیتی۔ میں سوچتی، ہر شخص کے اظہار کا اپنا انداز ہوتا ہے۔ اس کہ یہ مطلب تو نہیں کہ وہ ماہر شکاری ہے۔ اس کا یہ انداز مجھے جکڑ لیتا مگر کبھی یہ سوچ بھی اُبھرتی کہ جس طرح وہ بات کرتا ہے، وہ

مجھے عالمِ جذب کی بجائے دکھاوے کی جذباتیت ہی نہ ہو!۔ میں نے اسے یہ بات کبھی کہی نہیں۔اب وہی شخص مجھے جذباتی کہتا ہے تو حیرت بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی ہنسی بھی آتی ہے۔ جی چاہتا ہے میرے پاس وہ سب ریکارڈ ہوتا تو اسے بھیجتی اور پوچھتی ، یہ جذباتیت ہے یا وہ جس کا اب تمھیں مجھ سے گلہ ہے۔ پھر سوچتی ہوں ، ہوسکتا ہے واقعی اس کا وہ انداز دکھاوا ہو، اسی لیے تو اسے مجھ سے بیکار کی جذباتیت کا گلہ ہے! یا پھر اس کا یہ گلہ مجھ سے کنارا کش ہونے کا ایک بہانہ ہو۔ بعض لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں، جب ایک قلعہ فتح کرلیں تو دوسری زمینوں کی طرف کوچ کر جاتے ہیں کہ کوئی نئی مہم سر کرسکیں! مفتوحہ علاقہ ان کے لیے باعثِ کشش نہیں رہتا!

کبھی کبھی میں اس سے فون پر چوری چوری بات کرنے کے لیے چھت پر چلی جایا کرتی تھی اور وہ مجھے ڈانٹتا تھا۔احتیاط کا کہتا تھا۔مگر ایک روز خود رات کے گیارہ بجے اس کا فون آیا اور اس نے کہا، ''میں تمھاری بات اپنے بہت قریبی دوست سے کرانا چاہتا ہوں۔'' مجھے بہت عجیب لگا۔میں نے اُسے ڈانٹ دیا۔ وہ غمزدہ ہوگیا۔ایسے لگا جیسے وہ رو رہا ہو اور کہنے لگا، ''تم نے مجھے سمجھا ہی نہیں۔۔۔تم مجھے سمجھ ہی نہیں پائیں۔'' بار بار وہ مجھے فون کیے جا رہا تھا۔ مجھے اس کا فون سننے کے لیے بار بار بچوں سے بہانہ بنا کر چھت پر جانا پڑ رہا تھا۔میں نے اسے اس بات پر ڈانٹا۔مگر وہ عجیب سے موڈ میں تھا۔ مجھے لگا جیسے اس نے پی رکھی ہو۔صبح وہ نارمل تھا۔اس کی ایک بات عجیب فارمولہ نما تھی، جیسے حساب کا کوئی کلیہ۔وہ کہتا تھا، ''ہم تین ماہ بعد ملیں گے!'' اس قسم کے کلیے مجھے شک میں ڈالتے رہے ہیں ہمیشہ۔۔۔ہر عشق میں! لیکن بعد میں اس نے بتایا کہ وہ ایسا اس لیے کہتا تھا کہ ملنے سے پہلے ہم ایک دوسرے کو جان لیں تاکہ جب ملیں تو ایک دوسرے سے اجنبیت کا احساس نہ ہو۔مگر ہوا یہ کہ ایک ماہ بعد ہی میری خواہش پر وہ مجھ سے ملنے آگیا۔تب میری سالگرہ تھی۔

تیسرا ورق:

وہ میری سالگرہ سے ایک دن پہلے میرے شہر آیا۔ میں تین بجے اس سے ملنے گئی۔ جس ہوٹل میں وہ ٹھہرا تھا۔ وہ ایک مہنگا ہوٹل تھا۔ میں اس کے لیے سرخ گلاب لے کر گئی تھی۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھولا اور بازو وا کر دیے۔ میں پہلی بار اسے سامنے دیکھ رہی تھی۔ بے اختیار اس کے بازوؤں میں سما گئی۔ میری کیفیت سحر زدہ تھی۔ مجھے اس کے سوا کچھ یاد نہیں تھا۔ اس نے میرا ماتھا چوما اور ہم ایک ساتھ صوفے پر بیٹھ گئے۔ کمرے میں ہلکا ہلکا میوزک چل رہا تھا۔ میں نے اس کے کاندھے پر سر رکھا ہوا تھا اور بہت سرشاری محسوس کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کیا باتیں کیں مجھے کچھ یاد نہیں۔ صرف یہ یاد تھا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔

انٹر کام بجا اور ہوٹل والوں نے کہا آپ سنگل ٹھہرے ہوئے ہیں، اس لیے کوئی خاتون آپ کے کمرے میں نہیں بیٹھ سکتی۔ اس کا موڈ آف ہو گیا۔ میں نے اسے کہا کہیں باہر چلتے ہیں یا اس ہوٹل میں جہاں میں اور میرا پانچواں عشق ایک دو بار گئے تھے۔ ہم نے وہاں جا کر خود کو مسٹر اینڈ مسز ظاہر کیا اور اس قدر پختہ عمر اور ڈیسنٹ حلیے کے لوگوں پر ہوٹل والے شک بھی کیسے کر سکتے تھے! میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، میں ریلیکس تھی۔ معصومیت سے ایک طرف کھڑی تھی۔ ویسے بھی اب میری سوچ گناہ اور ثواب کے چکر سے نکل چکی تھی۔ میرے مطابق جسم اور روح کا اتصال ہی محبت تھا۔

اس ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے مجھے بانہوں میں بھر لیا، میرے ہونٹ چومے۔ میں اس سے آمنے سامنے ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہ رہی تھی۔ میں نے اسے گود میں سر رکھ کر لیٹنے کو کہا۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اس سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن میری اس وقت ہنسی چھوٹ گئی جب میں نے دیکھا کہ اسے میری گود میں سر رکھ کے بستر پر لیٹنا

نہیں آ رہا تھا۔ میں نے اسے کہا یہاں کیمرہ ہوسکتا ہے لائٹس آف کر دو۔ وہ اندھیرے میں میرے ساتھ آ کر لپٹ گیا۔ میں نے اس کی شرٹ کے بٹن کھولے اور اس کے سینے کو چومنے لگی۔ اس نے میرے سینے پر ہاتھ لگا کر چومنے کی اجازت مانگی تو میں نے شرارت سے کہا، ''میں نے اجازت لی تھی؟'' اسے ہکس کھولنے بھی نہیں آ رہے تھے، میں نے ہکس کھولنے میں اس کی مدد کی۔ اس نے نرمی سے میرے سینے کو ہاتھ لگایا اور چوما۔ میں الگ ہوگئی اور کہا پلیز لائٹس جلا دو۔

اس نے لائٹس جلا دیں، اس سے پہلے میں اپنا لباس درست کر چکی تھی۔ میں باتھ روم چلی گئی آ کر پانی پیا۔ میرا حلق سوکھ رہا تھا پھر آ کر میں اس کے ساتھ بستر پر بیٹھ گئی اور شرارت میں اس کے ساتھ سیلفیاں بنانے لگی۔ وہ سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی ایک دو تصویریں اکیلے کھینچیں۔ اس کی ایک تصویر بہت عمدہ آئی تھی جو بعد میں اس نے فیس بک پر اپنے پروفائل پر لگا لی۔ میں نے بھی اس کے ساتھ کھینچی ہوئی ایک تصویر کو اپنی پروفائل پک بنالیا مگر اسے Crop کر کے صرف اپنی تصویر لگائی۔ اس تصویر میں میں نے اس کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا۔ میں آج بھی اس تصویر میں اپنی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک دیکھتی ہوں تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگتی ہوں جس پر اب ذرہ برابر چمک نہیں رہی۔ بے روپ جلد، ویران چپ آنکھیں۔ جب اس سے رابطے میں تھی تو اردگرد کے لوگ کہتے تھے دیے جل رہے ہیں تمھاری آنکھوں میں۔ میں ہنس کر اس سے یہ بات شیئر کرتی تھی تو وہ پیار سے کہتا تھا، ''دیکھو میری بیبو! تم دمکنے کے لیے بنی ہو!''

اگلے دن طے پایا کہ میں صبح نو دس بجے اسے لینے آؤں گی اور وہ اور میں، مل کر میری سالگرہ منائیں گے۔ میں صبح اس کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکلی تو آدھے راستے میں، میں نے فون پر اس کا میسج دیکھا کہ وہ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے واپس جا رہا ہے۔ میں اس کے چلے جانے کے خیال سے جیسے سناٹے میں آ گئی۔ اسے روکنے کی بہت کوشش کی۔ وہ چلا گیا اور میں عجیب سے ملال میں گھری بارہ بجے تک بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتی رہی۔ ساڑھے بارہ میں گھر واپس چلی گئی۔ لیکن میں اس کی مجبوری بھی سمجھ سکتی تھی۔

بعد میں بھی معمول کے مطابق فون پر ہماری باتیں جاری رہیں۔ آفس میں اسے جب بھی

وقت ملتا وہ مجھ سے بات کرتا۔ شام یا رات میں اسے جب بھی موقع ملتا خاموش ویڈیو کال کرتا جس میں ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے یا ٹین ایجرز کی طرح الٹے پلٹے منہ بناتے، ایک دوسرے کو بچوں کی طرح چڑاتے رہتے۔

میں اس سے کہتی تھی، "اب کب آؤ گے۔" تو وہ کہتا تھا، "اب آؤں گا تو چھوڑوں گا نہیں۔" میں ٹھینگا دکھاتی تھی تو وہ فوراً "دفع!" کہتا۔ اس کا یہ پیار بھرے انداز میں "دفع" کہنا مجھے اتنا اچھا لگتا تھا کہ بات بات میں میری زبان پر بھی یہ لفظ چڑھ گیا تھا۔ ڈیڑھ ماہ گزر گیا۔ اسے پھر آنا تھا مجھ سے ملنے۔ میں اسے منع کر رہی تھی کہ ویک اینڈ پر میں گھر سے باہر نہیں نکل سکتی، مت بلانا۔ لیکن اسے میری بات سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔ پھر وہ، ویک اینڈ ہی پر آیا۔

وقت ملتا وہ مجھ سے بات کرتا۔ شام یا رات میں اسے جب بھی موقع ملتا خاموش ویڈیو کال کرتا جس میں ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے یا ٹین ایجرز کی طرح الٹے پلٹے منہ بناتے، ایک دوسرے کو بچوں کی طرح چڑاتے رہتے۔

میں اس سے کہتی تھی، ''اب کب آؤ گے۔'' تو وہ کہتا تھا، ''اب آؤں گا تو چھوڑوں گا نہیں۔'' میں ٹھینگا دکھاتی تھی تو وہ فوراً ''دفع!'' کہتا۔ اس کا یہ پیار بھرے انداز میں ''دفع'' کہنا مجھے اتنا اچھا لگتا تھا کہ بات بات میں میری زبان پر بھی یہ لفظ چڑھ گیا تھا۔ ڈیڑھ ماہ گزر گیا۔ اسے پھر آنا تھا مجھ سے ملنے۔ میں اسے منع کر رہی تھی کہ ویک اینڈ پر میں گھر سے باہر نہیں نکل سکتی، مت بلانا۔ لیکن اسے میری بات سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔ پھر وہ، ویک اینڈ ہی پر آیا۔

چوتھا ورق:

وہ جب ویک اینڈ پر ہوٹل میں آیا، اس نے مجھ سے کہا کہ کسی طرح بھی میرے پاس آؤ۔ میں عجیب مخمصے میں تھی۔ اس سے ملنے کو بھی جی چاہ رہا تھا مگر گھر میں کیا بہانہ کرتی؟ آخر مجھے ایک بہانہ سوجھ ہی گیا! میں نے اسے بتایا میں صبح ملنے کے لیے آ رہی ہوں۔ صبح میرے ساتویں عشق نے مجھے خود منع کر دیا اور کہنے لگا، "میرا دل نہیں مان رہا کہ میں تمھیں یہاں بلاؤں۔ تم کسی کی بیوی ہو، بچوں کی ماں ہو، یہ ٹھیک نہیں ہے۔" مگر میں اسے روبرو دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔ میرے ذہن میں سیکس کی خواہش تک نہیں تھی میں اسے بار بار فون کر رہی تھی اور اس کی ایک ہی رٹ تھی۔ میں سخت جذباتی ہو رہی تھی، جب کہ وہ نارمل تھا۔ شاید وہ وہاں اپنے کچھ دوستوں سے بھی ملنے آیا تھا۔ محض مجھ سے ملنے نہیں۔ میں نے اس کے دوستوں کے ساتھ فیس بک پر اس کی تصویریں بھی دیکھیں۔ بہرحال شام کو وہ گھر واپس چلا گیا۔

اگلے دن اس نے مجھ سے فون کر کے کہا، "تم اتنی جذباتی ہو تو We should quit!" یہ بات مجھے بہت عجیب لگی۔ عشق کس طرح بغیر جذباتیت کے ہو سکتا ہے؟ کیا یہ کوئی پری پلینڈ پراسس ہے؟ کیا عشق میں ملنے کو بے تاب ہونا کسی خاص عمر کے ساتھ منسلک ہے؟ کیا اسے پہلے نہیں پتا تھا کہ میں شادی شدہ اور بال بچوں والی ہوں۔ کیا یہ ساری پریکٹس محض اس کی شرائط اور پسند پر ہے؟ میں جو محسوس کرتی ہوں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے؟ بہت سے سوال میرے اندر سر اٹھا رہے تھے۔ اس کے کچھ عرصے بعد اس نے کہنا شروع کر دیا کہ دفتر میں کچھ مسائل ہیں جن کی وجہ سے وہ مجھے اتنا وقت نہیں دے پائے گا۔

میں نے سادہ لوحی سے یقین کر لیا۔ مگر میں اس سے گلہ ضرور کرتی تھی۔ بس سب مردوں کی طرح دو ماہ ہی میں اس کے عشق کو چین آ گیا! وقت کی قلت ہو گئی۔ وہی میرے پچھلے عشق جیسی

مصروفیت شروع۔ ہر بار وہ مجھے کہتا، ''میں دوسروں کی طرح نہیں، تمھیں کیسے یقین دلاؤں؟ تم مجھ سے چھے ماہ بھی دور رہو اور رابطے میں نہ رہو تو بھی میرے جذبات تمھارے لیے ویسے کے ویسے ہوں گے۔'' میں نے اس بات پر بھی ایمان کی حد تک یقین کر لیا۔

پھر گھر میں کچھ ایسے مسائل ہوئے کہ میں شدید جذباتی ہو گئی۔ میں اپنے شوہر سے خلع لینا چاہتی تھی مگر میرے گھر والے میرا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ تنگ آ کر میں نے خودکشی کی کوشش کی جو ناکام رہی۔ اس خودکشی کا میرے ساتویں عشق سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر شاید وہ میری جذباتیت سے مزید خوفزدہ ہو گیا تھا۔ کئی روز تو اس نے میرا حال تک دریافت نہیں کیا، پھر ایک روز میسنجر پر کال کر کے یہ کہا، ''میری بیوی اور بھائی کو مجھ پر شک ہو گیا ہے، وہ میرے ہر فون کی نگرانی کر رہے ہیں اس لیے میں میسنجر یا واٹس ایپ کے ذریعے فون کر رہا ہوں، جب حالات ٹھیک ہوں گے تو میں تم سے رابطہ کروں گا۔'' مجھے یہ باتیں خوامخواہ کے بہانے لگ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آہستہ آہستہ مجھے قطع تعلق کے لیے ذہنی طور پر تیار کر رہا ہے۔

ادھر گھر اور دفتر کے خراب حالات، ادھر اس کے چھوڑ جانے کا خوف۔۔ میرے اعصاب کو مزید توڑنے کا سبب بنے۔ اس دوران اس نے مجھ سے رابطہ کر کے خیر خبر تک نہیں پوچھی۔ میں اور مضمحل ہو گئی۔ کیا ہونے جا رہا تھا؟ کیا ہو گا؟ میں تو اس پر خود سے بھی زیادہ یقین کرنے لگی تھی۔ وہ تو کہتا تھا میں سب کی طرح نہیں ہوں۔۔۔ وہ کیا کرنے جا رہا ہے میرے ساتھ؟؟؟ خوف اور خدشات، اس کے چھوڑ دینے کا احساس مجھے پاگل کر رہا تھا۔ مجھے کسی پل چین نہیں پڑتا تھا۔ میں معمولی معمولی باتوں کا بہانہ بنا کر رو پڑتی تھی۔ مگر دل کا خوف اور غبار تھا کہ چھٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

میں اس سے رابطے میں نہیں تھی۔ کہاں ہر وقت اس سے رابطہ رہتا تھا۔ میں اس کے ایک دوست شاعر کے پاس چلی گئی۔ میں بے حد ڈسٹرب تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کروں؟۔ میں نے اس کے دوست کو ساری بات بتائی تو اس نے کہا، ''یہ آپ دونوں کا پرسنل معاملہ ہے میں بیچ میں آیا تو عجیب لگے گا۔ دوسرے وہ شاعری کی حد تک میرا دوست ہے، اس نے اپنے ذاتی معاملات کبھی

مجھ سے ڈسکس نہیں کیے۔البتہ آپ بتائیں میں آپ کے لیے کیا کرسکتا ہوں۔'' میں نے کہا، آپ اس سے فون کر کے پوچھیں وہ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہا اور یہ کیا عجیب بہانہ ہے بیوی اور بھائی فون کی نگرانی کر رہے ہیں، اسے میرا ذہن تسلیم نہیں کر رہا۔'' اس دوست نے میرے ساتویں عشق کو فون کیا اور فون کا سپیکر آن کر دیا تا کہ ان کی گفتگو میں بھی سن سکوں۔ اس نے میرے ساتویں عشق کو بتایا کہ میں اس کے پاس آ کر رو رہی ہوں کہ وہ مجھ سے فون پر بات کیوں نہیں کر رہا۔ میرے ساتویں عشق کا لہجہ جواباً حیرت زدہ سا تھا اس نے کہا،'' میں نے ان کو بتایا تو تھا کہ میرے گھریلو مسائل حل ہو جائیں تو میں رابطہ کروں گا۔'' یہ کہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ اس کے لہجے میں حیرت اور ناگواری صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ اسے شاید یہ توقع نہیں تھی کہ میں جذباتیت میں اس کے دوست کے گھر اپنا رونا رونے پہنچ جاؤں گی۔

میں گھر واپس آ گئی۔ میری عجیب سی کیفیت تھی۔ اسی روز مجھے میرے ساتویں عشق کا میسج موصول ہوا کہ اگر میں تمھاری سہیلیوں کو بتاتا پھروں تو تمھیں کیسا لگے؟ وہ سخت طیش میں تھا مگر وہ میری بے قراری اور حالت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ مجھے اس کی بات سمجھ آ رہی تھی نہ اسے میری۔ اس کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود میرا دل تھا کہ ٹھہر ہی نہیں رہا تھا۔ میں ہر صورت اس سے رابطے کی بحالی چاہتی تھی۔ میں نے بغیر سوچے سمجھے، اس کی اس دوست شاعرہ کو فون کیا جس سے، اس نے میری بات کرائی تھی۔ اُس نے میرے اور اپنے عشق کا راز بھی اس شاعرہ سے شیئر کیا تھا۔ میں نے اسے اپنے ساتویں عشق کی بے رخی کا قصہ بتایا۔ جواباً اس شاعرہ نے کہا،'' بھائی یہ لوگ تو اپنی بیویوں کو جوتی کی نوک سمجھتے ہیں تم کیا چیز ہو! ہے تو جاگیردار فیملی کا مرد۔ تمھارے ساتھ شاید ایسا پہلی بار ہوا ہے، اس لیے اتنی ڈسٹرب ہو۔''

اس کے شاعر دوست نے بھی تو مجھے یہی کہا تھا،'' تمھیں سمجھ نہیں آ رہی؟ یا تو یہ اس کا اناڑی پن ہے کہ وہ تم سے ڈیل نہیں کر پا رہا یا وہ یہ باب بند کرنا چاہتا ہے تو تم بھی اس باب کو بند کر دو۔'' میں سب کی باتیں سن اور سمجھ رہی تھی مگر میرا دل نہیں مان رہا تھا! نہیں وہ ایسا نہیں ہے، یہ سب جھوٹ کہ رہے ہیں!

پانچواں ورق:

میں خود کو سمجھاتی تھی اور رو پڑتی تھی۔ان باکس میسج کرتی تھی وہ جواب نہیں دیتا تھا۔فون کرتی تھی وہ اٹھاتا نہیں تھا۔کہاں تو یہ کیفیت تھی کہ وہ ہر روز میرے فون کا منتظر رہتا تھا۔ایک بار صرف دو دن نیٹ کے سگنل نہیں آرہے تھے اور اس سے بات نہیں ہو پائی تو جب تیسرے دن میں نے اسے فون کیا تو اس کا پہلا جملہ یہی تھا،''او کتھے گئی سی میری ڈاکٹر! تیری آواز سنن توں ترس گیا ساں''میں رو رو کر سوچتی اب میں نے ایسا کیا کر دیا ہے کہ وہ میری آواز تک نہیں سننا چاہتا۔

اگر پریشانی میں، میں نے اس کے شاعر دوست سے رابطہ کر بھی لیا ہے تو ابتدا تو اس کی طرف سے ہوئی تھی کہ اس نے اپنی شاعرہ دوست کو حال دل سنایا اور مجھ سے بات بھی کرائی۔میں نے اس کے ایک اور قریبی دوست کو فون کر کے بتایا تو اس نے ہمارے ریلیشن شپ کے حوالے سے بے خبری کا اظہار کیا اور کہا کہ میرے ساتویں عشق نے اس حوالے سے اس سے کچھ شیئر نہیں کیا۔اس نے میرا پیغام اس تک پہنچا دیا کہ میں چاہتی ہوں کہ کم از کم وہ میری بات تو سن لے۔

میرے ساتویں عشق کا میسج آیا:

"It is a big disaster in my life,you are not wise"

اور میں اس بات پر پاگل سی ہوگئی۔کیا وہ پہلے اپنے مطابق میری تراش خراش کرے گا پھر مجھ سے محبت کرے گا؟ حالات کے تحت اگر میں بے وقوفیاں کر بھی گئی ہوں تو کیا وہ مجھے معاف نہیں کر سکتا؟

میں نے اس کے ایک اور قریبی دوست سے رابطہ کرنا چاہا تو اس کے دوست نے میرے ہیلو کہنے پر ہی مجھے واٹس ایپ اور فون سے بلاک کر دیا۔اس کا مطلب تھا کہ وہ اپنے اس قریبی دوست سے میرے حوالے سے پہلے ہی ناگواری کا اظہار کر چکا تھا!اس نے کیا کہا ہوگا؟ یہ کہ میں اس کا تماشا بنا رہی ہوں؟ کہاں کس کے آگے؟ میں تو خود تماشا بنی ہوئی ہوں اپنے سامنے۔اس

کے دوسرے دوست نے بھی مجھے فیس بک سے ان فرینڈ کر دیا۔اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے دونوں دوستوں کو میرے حوالے سے کسی خاص رائے پر ہم خیال بنالیا ہے۔

میں پاگلوں کی طرح اسے فون پر فون کرتی جاتی۔میرے ساتویں عشق نے مجھے فون، واٹس ایپ اور میسنجر سب سے بلاک کر دیا۔اب ہم ایک دوسرے کی فیس بک پوسٹس بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔میں نے بھی اسے غصے میں بلاک کر دیا مگر اگلے ہی دن ان بلاک کر دیا۔اب وہ میری فرینڈلسٹ میں نہیں تھا۔میں اس کی نظمیں پڑھنا چاہتی تھی، اس کے تاثرات جاننا چاہتی تھی مگر اس کی وال صرف دوستوں کے لیے کھلی تھی اور میں اس کی فرینڈلسٹ میں نہیں تھی۔

میں نے اب اس کے آفس کے پی ٹی سی ایل نمبر پر تواتر سے فون کرنا شروع کر دیا۔بیل پہ بیل۔وہ میری آواز سن کر فون کاٹ دیتا تھا۔ایک روز اس نے فون اٹینڈ کیا اور کہا،''یار! عجیب ذلیل کیا ہوا ہے آپ نے سکون برباد کیا ہوا ہے ،آپ کو سمجھ نہیں آتی؟ آپ اپنی حیثیت دیکھیں۔۔۔کس اچھی جگہ کام کرتی ہیں اور اپنی حرکتیں دیکھیں!''

میں نے اسے کہا،''تم مجھے فیس بک پر ایڈ کرلو میں کال نہیں کروں گی۔'' اس نے جھنجلا کر غصے سے کہا،''ڈن ہو گیا!'' اور فون بند کر دیا۔میں سُن ہو کر سوچتی رہی، کیا اسے پہلے نہیں پتا تھا کہ میں کون ہوں؟ میری کیا حیثیت ہے؟ میں کہاں کام کرتی ہوں؟ آج وہ مجھے میری حیثیت کے مطابق Behave کرنے کا سبق سکھا رہا ہے! مانا میں نے غلط کیا مگر اتنی کڑی سزا صرف جذباتی ہونے کی؟ اسے کیا خوف تھا؟ اگر تھا تو میرے راستے میں کیوں آیا تھا۔اگر لائف سیریس ہوتی ہے اور محبت کرنا اور نبھانا مشکل ہے تو کہنے سے پہلے اسے یہ خیال نہیں آیا؟ کیا یہی تھا وہ دعویٰ کہ میں سب سے مختلف ہوں؟؟؟؟ میں سسکتی رہی اور اوٹ پٹانگ سوچتی رہی۔

اس نے مجھے فیس بک پر ایڈ کرلیا۔اب اصولاً مجھے اسے فون نہیں کرنا تھا۔لیکن میرا پاگل پن انتہا کو پہنچ چکا تھا۔میں ان باکس کرتی تھی وہ جواب نہیں دیتا تھا۔مجھے اپنی ہتک محسوس تو ہوتی تھی لیکن میری انا گم ہو چکی تھی۔میرے اعصاب ٹوٹ چکے تھے۔

چھٹا ورق:

میں اپنا کتھارسس کرنے کی کوشش میں لکھتی چلی جاتی تھی لیکن سکون تھا کہ آتا ہی نہیں تھا۔
میں اپنے ساتویں عشق سے ان باکس میسجز میں منتوں ترلوں پر اتر آئی تھی۔اسے پتا نہیں مجھ پہ کیا
غصہ تھا، وہ میری بات ہی سننا گوارا نہیں کرتا تھا۔پھر میں نے آپ سے رابطہ کیا اور آپ کو اپنا مسئلہ
بتایا۔آپ نے مجھے مشورہ دیا کہ ایک تو ڈائری لکھوں اور دوسرے اپنے ساتویں عشق کو الوداعی خط
لکھوں۔کل شب میری اپنے ساتویں عشق سے شاید آخری گفتگو ہوئی۔

میں نے اس سے کہا کہ کیا اسے میری حالت پر ترس نہیں آتا؟ وہ بے مروتی سے
بولا: "Please come out of your fallacies." میں نے کہا: "Why did you
drag me in fallacies?" اس نے کہا: "I did nothing to you.I respect
you.Your family must be important to you." میں نے کہا: "My
family was important to me and would always be but you are
important to me too." اس نے کہا: "Be rational,it was Perfection
Tourism!" میں حیرت میں تھی: "Perfection tourism?What do you mean
by it?Please explain???" اس نے کہا: "I cant explain,I am goof!"

میں نے اسے بتایا کہ میں شدید ذہنی تکلیف میں مبتلا ہوں، ماہرِ نفسیات کے زیرِ علاج
ہوں۔اس ذہنی حالت سے باہر آنے کے لیے مجھے اس کی مدد کی ضرورت ہے! میں نے اسے وہ
تصویر بھیجی جو میں نے اس کے کاندھے پر سر رکھ کر کھینچی تھی اور اب کی بیمار تصویر۔۔۔۔اس نے
دیکھی ہی نہیں۔میسج ابھی تک Unseen ہے۔دنوں پر دن گزرتے جائیں گے، میسج پڑھ بھی لیا گیا
تو خاموشی ہی ہوگی اور ایسا ہی کوئی جواب! ان باکس وہی ہے پیغامات بدل چکے ہیں!

ساتواں ورق:

ڈاکٹر احسن! آپ نے کہا تھا میں اسے آخری خط لکھوں مگر اسے نہ دکھاؤں بلکہ آپ کو بھیج دوں۔اس کوشش میں ہوسکتا ہے مجھے کئی آخری خط لکھنے پڑیں تب ہی میری عزت نفس بحال ہوگی اور میں پھر زندگی کی طرف لوٹ پاؤں گی۔کیا محبت میں انا اور عزت نفس ہوتی ہے؟ ہوتی ہوگی مگر مجھ میں نہیں رہی پھر مجھے پتا ہے اب جب یہ سب ڈائری چھپنے جا رہی ہے اور وہ یہ سب کچھ پڑھ رہا ہوگا۔ویسے بھی سچ بتاؤں تو مجھے اسے آخری خط نہیں لکھنا! لکھ بھی کیسے سکتی ہوں کہ اُس کے میسجز بھی تو اُس کی طرف سے میرے نام آخری خط ہیں اور ایسے آخری خط وہ مجھے کئی بار لکھ چکا ہے! اس نے میرے لیے آخری خط کی گنجائش ہی کہاں چھوڑی ہے!

تیسرا باب

تمثال سے سوال

محترمہ تمثال صاحبہ!

میں نے آپ کی ڈائری کے اوراق کا بغور مطالعہ کیا۔ آخری اوراق پڑھتے ہوئے تو میں یہ جان کر دکھی ہوگیا کہ آپ کے مسائل کی وجہ سے آپ خودکشی پر مائل ہوگئیں۔ میں ایک ماہرِ نفسیات ہونے کے ناتے آپ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی شخصیت کے تضادات کو سمجھ سکوں۔ آپ کی ڈائری پڑھ کر میں آپ کی صاف گوئی سے بہت متاثر ہوا۔ آپ نے اپنے دل کا حال کھل کر رقم کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے اس سے پہلے آپ نے کبھی کسی ماہر نفسیات سے رجوع نہیں کیا اور کسی سنجیدہ نفسیاتی تجزیے کے عمل سے نہیں گزریں۔ سائیکوتھراپی ایک ایسا نفسیاتی تجزیہ ہوتا ہے جو ماہرِ نفسیات اور مریض مل کر کرتے ہیں۔ اس سفر کے دو ادوار ہوتے ہیں۔ پہلے دور میں ماہرِ نفسیات مریض سے سوال پوچھتا ہے اور دوسرے دور میں مریض اور ماہرِ نفسیات مل کر مکالمہ کرتے ہیں تاکہ دونوں مل کر نفسیاتی مسئلے کو بہتر سمجھ سکیں۔ تاہم کسی بھی ماہرِ نفسیات کے پاس ایسا کوئی فارمولہ نہیں ہوتا جو مریض پر فٹ بیٹھے۔ ہر مریض کا مسئلہ بھی جداگانہ ہوتا ہے اور اس کا حل بھی۔ میں نے آپ کو کچھ سوالات بھیجے ہیں ان کے جوابات لکھ بھیجیے، منتظر رہوں گا۔

آپ کا ماہرِ نفسیات دوست،

ڈاکٹر احسن

محترم ڈاکٹر احسن صاحب!

آپ نے اپنی ای میل کے ساتھ جو سوال نامہ مجھے بھیجا تھا، میں اس کے جوابات بھجوا رہی ہوں۔ توقع ہے کہ ان جوابات کی روشنی میں آپ میری کیفیت کا تجزیہ اور میرے مسائل کا حل ڈھونڈنے میں میری مدد کر سکیں گے۔ ڈائری لکھنے کے بعد میں اپنے آپ کو خاصا ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے دل سے کوئی بوجھ اتر گیا ہو۔۔۔ مگر میں ابھی تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں، میں کیا ہوں؟ میں کیا چاہتی ہوں۔ میرے ذہن کی گرہیں ہیں کہ کھلنے کا نام نہیں لیتیں!

مخلص،

تمثال

سوالنامے کے جوابات

۱۔ سوال: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کا اپنے والدین کی شادی کے حوالے سے کیا مشاہدہ تھا؟ کیا وہ آپس میں ہنستے بولتے اور محبت کا اظہار کرتے تھے؟

جواب: میں نے ان کو آپس میں کوئی زیادہ گفتگو کرتے نہیں دیکھا۔ ان کی شادی ایک روایتی ارینجڈ میرج تھی۔ ابو تھے بھی بہت رعب داب والے۔ امی ان کے سامنے دبی دبی رہتی تھیں۔ یہ نہیں ہے کہ ابو ان کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ بس انھیں آپس میں پیار محبت کا اظہار کرتے نہیں دیکھا۔

۲۔ سوال: آپ کے والدین نے آپ کو بچپن، نوجوانی، بلوغت اور جنس نیز شادی کے حوالے سے کیا بتایا تھا؟ کیا آپ اپنے والدین کے فلسفے سے متفق تھیں؟

جواب: گھر میں جنس اور شادی کے حوالے سے کچھ ڈسکس نہیں ہوتا تھا، امی سے بھی نہیں۔ البتہ گھر میں موجود کتابوں سے یہ تصور ذہن میں پختہ ہو گیا تھا کہ شادی سے پہلے لڑکوں کو دوست نہیں بنانا، جنسی تعلقات گناہ ہیں وغیرہ۔ میں بھی اپنے والدین کے فلسفے سے متفق تھی۔

۳۔ سوال: کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ محبت، جنس اور شادی کے حوالے سے آپ کو اپنے ماحول کی کن روایات سے اختلاف تھا اور آپ کن روایات کے حق میں تھیں؟

جواب: مجھے اپنے ماحول کی کسی روایت سے اختلاف نہیں تھا۔ میٹرک تک میں اتنی مذہبی تھی کہ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ اشراق، چاشت اور اوابین کی نفلی نمازوں کا اہتمام بھی کرتی تھی۔ حالانکہ گھر میں درمیانہ سا مذہبی ماحول تھا۔ ہم پر پردے کے حوالے سے کوئی سختی نہیں تھی۔ لباس بھی متوسط طبقے کے عام گھرانوں کے جیسا تھا، سلجھا ہوا۔

ایک آدھ بار میرے یونیورسٹی کے کلاس فیلو کا فون آیا تو ابو نے میری بات تو کرا دی مگر یہ بھی سمجھایا کہ یہ درست نہیں۔ انھوں نے کہا کہ کل کو تمھارے سسرال میں تمھارے کسی کلاس فیلو کا فون آ گیا تو وہ کیا سوچیں گے۔ میں ان کی بات سن کر شرمندہ سی ہو گئی۔ میرے اندر اس حوالے سے ان کے خلاف کوئی باغیانہ خیالات نہیں اٹھے تھے۔ میں محبت اور جنسِ مخالف کی طرف کشش محسوس ضرور کرتی تھی مگر اس یقین کے ساتھ کہ میں کبھی غلط قدم نہیں اٹھاؤں گی۔ نوجوانی تک اسی اصول پر قائم رہی۔ مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اگر میری یونیورسٹی سے کسی کلاس فیلو کا رشتہ آیا اور والدین جانتے بھی ہوئے کہ اس میں میری دلچسپی ہے تو بھی اس رشتے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو گی۔ روایات کے حق میں ہونے کے باوجود میں دوسرے عشق کے دام میں اس لیے آئی کہ اس کا طریقۂ واردات مختلف تھا۔ پھر میں کچھ تھی

بھی ایسی، بے وقوفی کی حد تک یقین کر لینے والی، اب بھی ایسی ہی ہوں۔

مجھے شادی کے بعد بھی، اپنے ماحول، روایات، مذہب سے کسی حوالے سے اختلاف نہیں تھا۔ میں اپنے گزشتہ گناہوں پر شرمندہ تھی لیکن شاید اندر کہیں شوہر کے رویے کے خلاف غبار، اتنا بھرا ہوا تھا جس نے مذہب اور روایات سے بغاوت پر اکسایا۔ طبیعت نے کچھ ایسا عجیب رخ اختیار کیا، عشق پر عشق کرتی چلی گئی۔ ہر عشق مجھے عبادت لگتا تھا۔ میں اپنا نفع نقصان سب فراموش کر بیٹھتی تھی۔ محبوب کی ہر بات ماننا عشق ہے۔۔۔ پتا نہیں میرے اندر یہ تصور کہاں سے جا گزیں ہوا تھا؟

۴۔ سوال: آپ کا اپنے شوہر سے عشق کب تک قائم رہا؟

جواب: اپنے شوہر پر میرا اعتبار کسی حد تک شادی سے پہلے ہی ختم ہو چکا تھا جب منگنی ٹوٹنے کی بات ہوئی۔ مجھے اپنے ابو کے اونچی آواز میں ڈانٹنے سے ہمیشہ چڑ رہی تھی۔ شادی سے پہلے جب میرا شوہر جو اس وقت منگیتر تھا مجھ سے فون پر بات کرتا تھا تو اس کا لہجہ بہت میٹھا ہوتا تھا۔ شادی کے فورا" بعد میں نے نوٹ کیا کہ وہ ہر ایک سے بڑے کڑوے لہجے میں بات کرتا ہے اور یہ اس کی عادت ہے۔ ہنی مون پر ہی مجھے اس کی اس عادت کا ادراک ہو گیا تھا۔ کوئی چیز پکڑانے کا بھی کہتا تو یوں جیسے ڈانٹ رہا ہو۔ اس کی اسی عادت کی وجہ سے میرے بچے بھی اس سے شاکی ہیں اور میں بھی خوب لڑتی ہوں یا ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہوں۔

میرا اپنے شوہر سے عشق شادی کے پہلے تین ماہ میں دم توڑ گیا۔ خاص کر تب جب پہلا حمل ٹھہرنے کے بعد میں ڈاکٹر سے چیک اپ کرانا چاہتی تھی اور میری ساس جانے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔ ان کے نزدیک یہ فضول کے چونچلے تھے۔ میں نے اپنے شوہر کو اس بات کے لیے منایا کہ وہ اپنی ماں سے چھپ کر میرے ساتھ ریسٹورنٹ جانے کے بہانے سے مجھے لیڈی ڈاکٹر سے چیک اپ کرانے لے جائے۔ وہ میری بات مان گیا

مگر واپسی پر معمول سے زیادہ دیر ہو گئی تو میری ساس کو شک پڑ گیا۔ انھوں نے میرے شوہر کو دودھ نہ بخشنے کی قسمیں دے کر سچ اگلوا لیا اور مجھ سے خوب لڑیں۔

اس کے بعد جب تک وہ حیات رہیں میرے شوہر اور میری، شادی کے پہلے پندرہ سال تک ہر ماہ ایک قیامت خیز لڑائی ہوتی تھی جس کا محرک میری ساس ہی ہوتی تھیں۔ وہ فوت ہو گئیں تو اس کے بعد میرے شوہر اور میرے درمیان ایک آدھ جھگڑا ہی ہوا ہوگا، وہ بھی نہ ہونے کے برابر۔ پندرہ سال کے طویل عرصے کی رنجشوں کے سبب میرا شوہر میرے دل سے اتر چکا ہے۔ اب میں تعلق کو خوشگوار بنانا بھی چاہوں تو نہیں بنا سکتی۔ اندر جیسے ایک قفل سا پڑ گیا ہے جس کی چابی لمحوں کے سمندر میں گم ہو گئی ہے۔

میرا شوہر اب بھی اور شروع سے ہی جنسی عمل کو مکینیکل انداز میں کرنے کا عادی ہے جس میں بوسہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ پھر ہر بار اس کا صفائی کا خبط مجھے چڑا دیتا ہے۔ جنسی عمل کے بعد اس کا طویل ہدایت نامہ سن کر مجھے غصہ آنے لگتا کہ میں اس کے قریب ہی کیوں آئی۔ وہ کہتا ہے ہاتھ اس عمل سے گندے ہو گئے ہیں۔۔۔ بستر پر ہاتھ نہ لگے۔۔۔ باتھ روم کے دروازے پر نہ لگے۔۔۔ پہلے ہاتھ دھو وغیرہ۔ یہ ہدایات مجھے متنفر کر دیتی ہیں۔ ہاتھ دھلوانے اور دھونے کا یہ خبطی پن ہر بات میں ہے مجھ چڑا کر رکھ دیتا ہے۔

اس پہ طرۃ، اس کے پسینے کی بد بو ہے۔ میرے بچوں کے پسینے کی بد بو بھی وراثتی طور پر بری ہے مگر میں نے انھیں ڈیوڈرنٹ اور پرفیوم کی اتنی عادت ڈال دی ہے کہ ان سے کبھی بو نہیں آتی۔ میں نے بارہا اپنے شوہر کو نرمی اور محبت سے یہ مسئلہ بتایا مگر میرے کہنے کے باوجود وہ اپنی یہ عادت نہیں بدلتا۔

گھر میں اس سے صرف کھانا لے لو، یہ کر لو، وہ کر لو وغیرہ کی حد تک بات ہوتی ہے۔ کوئی بات شیئر کرنے لگوں تو اس کا ردعمل ہوتا ہے تم بہت بولتی ہو! چپ رہ کر پڑھنے لگوں تو سوال ہوتا ہے، تم نے ہر وقت پڑھتے رہنا ہے؟ خاندان کے بہن بھائیوں کے مسائل اور راز مجھ سے باقاعدہ چھپائے جاتے ہیں۔ جب کبھی بھی سسرال بالخصوص ساس

سے میری لڑائی ہوئی میرا شوہر ماں کے ساتھ ہوتا تھا خواہ ان کی بات غلط ہی کیوں نہ ہوتی۔ اس باعث کئی بار میں ناراض ہو کر میکے گئی۔ سسرالی جھگڑوں میں صرف میرے سسر میرے مسائل کو سمجھتے تھے اور میری سائیڈ لیتے تھے جس کی وجہ سے عائلی زندگی کی گاڑی گھسٹتی رہی۔

۵۔ سوال: جب آپ اپنے کسی عشق سے ملنے کے بعد گھر لوٹتی تھیں تو آپ کا اپنے شوہر سے کیا رویہ ہوتا تھا؟ کیا آپ کے شوہر کو بھی کبھی کسی سے عشق ہوا؟

جواب: میرا رویہ نارمل ہوتا تھا۔ میں اس کا شعوری طور پر اہتمام نہیں کرتی تھی، دراصل مجھے احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ میں کچھ غلط کر کے آئی ہوں۔

جہاں تک میرے شوہر کے کسی کے عشق میں مبتلا ہونے کا سوال ہے مجھے تو اس کا شائبہ تک نہیں۔ اگر وہ کسی کے عشق میں مبتلا ہو بھی گیا تو مجھے اب فرق نہیں پڑتا۔ میں اس حوالے سے بے حس ہو چکی ہوں۔ میں سچ بتاؤں اگر کبھی مجھے ایسے شواہد مل بھی جائیں تو مجھے خلع لینے کا ایک مضبوط جواز مل جائے گا جسے میں ہاتھ سے نہیں جانے دوں گی! میرا اور اس کا تعلق ایسی ہی نوعیت اختیار کر گیا ہے۔ بظاہر سب کچھ ٹھیک ہے مگر اندر ہی اندر ایک لاوا پکتا رہتا ہے۔ اس لاوے کا رخ موڑنے کے لیے، اس لاوے کو اندر دبائے رکھنے کے لیے شاید میں بیرونی سہاروں کی طرف لپکتی رہی۔

۶۔ سوال: کیا آپ کی اپنے کسی عشق کی بیوی سے ملاقات ہوئی؟ آپ کے دل میں ان کے حوالے سے کیا جذبات ابھرتے تھے؟

جواب: ساتویں عشق کی بیوی کو اس وقت دیکھا تھا جب میرا ساتواں عشق میرے لیے ایک عام شخص تھا۔ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی، میں اس کے حسن سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ وہ مجھے بہت معصوم اور بہت اچھی لگی تھی حالانکہ اس وقت تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کا شوہر کبھی میرا عشق بن جائے گا۔ اس عورت میں عجیب سی کشش

ہے۔ چوتھے، پانچویں اور چھٹے عشق کی بیویوں کی تصاویر دیکھ رکھی ہیں۔ وہ اپنے شوہروں کے مقابل بہت ہی عام سے نین نقش کی حامل ہیں۔ دوسرے عشق کی شادی، میری شادی کے دس سال بعد ہوئی۔ اس کی بیوی بھی معمولی شکل وصورت کی ہے۔

جہاں تک ان کے حوالے سے میرے جذبات کا تعلق ہے، مجھے ان سے کبھی جیلسی نہیں ہوئی۔ میں انھیں اپنے عشق کی ذات ہی کا ایک حصہ سمجھتی تھی۔

۷۔ سوال: ان سب مردوں میں کیا قدرِ مشترک تھی، جن سے آپ کو عشق ہوا؟

جواب: سب شخصیت کے لحاظ سے بالکل مختلف تھے۔ اگر ان میں کوئی قدرِ مشترک تھی تو شیریں باتیں، میٹھی زبان، توجہ سے میرے دکھ سکھ سننا، خواہ شروع ہی میں سہی۔ میں جانتی ہوں یہ ہر مرد کا حربہ ہوتا ہے، عورت کو دام میں لانے کا۔ میری اچھی شکل وصورت کی وجہ سے زندگی میں ایسی میٹھی باتوں کے ان گنت جال مجھ پر پھینکے گئے۔ میں مردوں کو پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی۔ مجھے کسی مرد کی طرف سے جال پھینکنے کا شائبہ بھی گزرے تو بغیر لگی لپٹی کے اس کے منہ پر ہی اس کی ایسی درگت بناتی ہوں کہ اسے مڑ کر دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی۔ میری اسی عادت کی وجہ سے مرد مجھ سے فاصلہ رکھ کر بات کرتے ہیں۔

مجھے جس مرد سے بھی عشق ہوا، میرے اندر سے ایک عجیب کشش کی لہر اٹھتی تھی جس کی کوئی وجہ میں تلاش نہیں کر پاتی۔ یہ کوئی الوہی سا جذبہ ہوتا تھا جو بے ارادہ ہوتا تھا۔ میں عشق بازی نہیں کرتی تھی۔ ہر بار یہی سوچا یہ عمر بھر کا تعلق ہوگا۔ مجھے عشق میں روح اور جسم کا آہنگ پہلے گناہ لگتا تھا مگر پانچویں عشق میں جانے کیا بات تھی اس نے میرا اندر منقلب کر دیا۔ اب لگتا ہے عشق تو ہوتا ہی یہی ہے، جسم اور روح کا امتزاج!

۸۔ سوال: وہ مرد جن سے آپ جذباتی طور پر قریب تھیں، کیا وجہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ نے جسمانی تعلق قائم نہیں کیا؟

جواب: پہلا عشق تو تھا ہی تصوراتی، دوسرے عشق نے جس طرح جنس کی طرف مائل کیا وہ
پری پلینڈ لگتا تھا، میں بے وقوفی میں دام میں آ گئی۔ پانچویں عشق تک آتے آتے یہ فلسفہ
حاوی ہو چکا تھا کہ محبت میں جسم اور روح میں تفاوت نہیں۔ پھر یوں میرے اندر سے
احساسِ گناہ جاتا رہا بلکہ یہی زندگی کی اصل حقیقت لگنے لگی۔ حالانکہ میرے پانچویں عشق
نے کبھی مجھ سے جنسی موضوع پر بات نہیں کی تھی نہ میں نے۔ ہاں جب ہم اکیلے میں ملے تو
محبت اور جبلت ہمیں قریب لے آئی۔ اس کے لمس میں کچھ ایسا والہانہ پن تھا جیسے میرے
سوا کوئی اس کے لیے معنویت نہیں رکھتا۔

چھٹے عشق میں یہ والہانہ پن نہیں تھا۔ مگر میں اس سے بے پناہ محبت کرنے لگی
تھی۔ میرے نزدیک عشق مکمل سرینڈر کا نام ہے۔ سو اس نے جسمانی تعلّق کی خواہش کی تو
میں نے انکار نہیں کیا مگر اس تعلّق میں مجھے روح کہیں گم ہوتی محسوس ہوتی تھی، ویسا ہی
میکانکی انداز جیسا جنسی بھوک میں ہوتا ہے۔ ہر عشق میں جسمانی تعلّق کی خواہش کبھی میری
طرف سے نہیں ہوتی تھی۔

آپ نے سوال کیا ہے تو میں سوچنے لگی ہوں اس کے پیچھے ایک اور نفسیاتی وجہ بھی
کارفرما ہو سکتی ہے کہ مجھے ہمیشہ اپنے شوہر کے پاس خود جانا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ میں
حیران ہوتی ہوں اسے مجھ میں اس حوالے سے کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی؟ ایسا نہیں ہے
کہ شادی کے کئی سال بعد اس کا یہ رویہ ہوا ہے۔ میرے ساتھ اس کا، اول روز سے یہی
رویہ ہے۔ آغاز میں تو میں اس کے حوالے سے شک وشبے کا شکار بھی ہو گئی۔ اندر ہی اندر یہ
میرا شدید نفسیاتی مسئلہ بن چکا ہے کہ میرا شوہر بھی تو کبھی مجھے اپنے پاس بلائے۔ روایت
اور مذہبی سوچ سے مجبور ہو کر میں اپنے ہر عشق کو جسمانی لحاظ سے دور رہنے کا کہتی تھی۔ مگر
جب دوسری طرف سے خواہش کا اظہار شدت اختیار کر جاتا تو وہ خلا جو میرے اندر میرے
شوہر نے بھر دیا تھا شاید وہ پر ہو جاتا تھا اور میں ہتھیار ڈال دیتی تھی۔ اس نفسیاتی توجیہ کی
طرف مجھے آپ کے سوال نے پہنچایا ورنہ اس سے قبل میں نے کبھی اس کی طرف دھیان ہی

نہیں دیا۔ کیا آپ یہ یقین کریں گے اتنے طویل عرصے کی رفاقت میں، میرے شوہر نے کبھی میرے لبوں کا بوسہ نہیں لیا۔

۹۔ سوال: آپ کا ساتواں عشق، باقی رومانوی رشتوں سے کس طرح مختلف ہے؟ آپ اس کی گرفت میں کیوں ہیں جب کہ یہ بہت کم عرصے تک چلا؟ اتنا عرصہ تو کسی کو جاننے کے لیے ناکافی ہے! پھر ایسا کیا ہے اس میں؟

جواب: مجھے اپنے ساتویں عشق کے حوالے سے ایسا محسوس ہوا کہ اسے جسم کی حرص نہیں ہے۔ جب اسے یہ لگا کہ میں خواہش کے اظہار پر اسے دوسروں کی طرح سمجھوں گی تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جنس کو عشق کا لازمہ تو سمجھتا تھا، مقصد نہیں۔ جب وہ مجھے ملنے آیا تو مجھے اس کے لمس میں جنسی بھوک کا سا انداز نہیں لگا۔ وہ میرے قریب ضرور آیا مگر اس نے تمام حدیں پھلانگنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے اور میرے درمیان جو کچھ تھا وہ فطری تھا۔

سچ بتاؤں تو میں جب محبت میں ڈوب جاتی ہوں تو یہ سوچتی ہی نہیں کہ محبوب میں کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ ہوسکتا ہے وہ بھی دوسروں کی طرح ہو مگر اس کی محبت اور پلٹ آنے کی آس نے میری آنکھوں کو چندھیا رکھا ہو۔ وہ بھی جو تھا وہی تھا، بناوٹ سے پاک۔ وہ مجھے کہتا تھا، ''پچھلے تجربوں کو بھول جاؤ، وہ دھوکے تھے۔ دھوکے سبق سیکھنے کے لیے ہوتے ہیں، روتے رہنے کے لیے نہیں۔'' مجھے عمر بھر کی محبت اور ساتھ درکار تھا، وہ بھی اسی کا قائل تھا۔ مجھے عشق میں جنسی تعلق کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ نہ میل ملاقات سے۔ وہ بھی یہی کہتا تھا، ''ہر پا سے بس توں! میں تو تمھیں ہر وقت اپنے ساتھ پاتا ہوں!'' لگتی تو یہ افسانوی باتیں ہیں مگر ہم تخلیق کاروں کا تخیل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب اپنے اندر یا کسی کے عشق میں ڈوب جاتے ہیں تو سب سچ ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کے تاثرات سے لگتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

اب اگر وہ پیچھے بھی ہٹا ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایسا وہ میری فیملی لائف کے لیے کر رہا

ہے۔اس نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ مجھے یہ عجیب لگتا ہے کہ تمہیں ڈسٹرب کروں، تمھاری فیملی لائف ہے، تم کسی کی بیوی ہو اور بچوں کی ماں ہو۔اسے شاید یہ احساس نہیں کہ اس کا ہونا، میری بکھری ہوئی زندگی میں ٹھہراؤ کے لیے ضروری ہے

۱۰۔ سوال: اگر ہوٹل میں کوئی آپ کو غیر مرد کے ساتھ پہچان لیتا تو آپ کیا کرتیں؟

جواب: کوئی پہچان کیا لیتا۔میرے دوسرے عشق نے خود یہ بات دوسروں کو بتائی شوخی مارنے کے لیے۔اس وقت مجھے نہیں پتا تھا۔شادی کے گیارہ سال بعد مجھے پتا چلا ورنہ میں سمجھتی تھی کسی کو نہیں معلوم۔اسی لیے تو مجھے وہ اتنا برا لگتا ہے! جب میں نے اس سے شکایت کی تو وہ اس بات سے مکر گیا کہ وہ اس حوالے سے تشہیر کرتا رہا ہے۔میں نے اس سے گلہ تو کیا مگر اس بات کو اپنے اعصاب پر سوار نہیں کیا کہ چلو جلد یا بدیر اس کی اصلیت تو پہچانی گئی! میں نے بعدازاں اس سے اس بات کا بدلہ بھی تو عجیب طریقے سے لیا!

دوسرے جتنے بھی عشق تھے سب ادبی شخصیات تھیں۔ان کے ساتھ، مجھے کوئی پہچان بھی لیتا تو میں یہ کہہ دیتی کہ یہ ادبی شخصیت ہیں اس لیے ان سے ملنے آئی ہوں وغیرہ۔وہ سب تھے بھی میرے شہر سے باہر کے، اس لیے ان کا ہوٹل میں آکر ٹھہرنا بنتا بھی تھا! ظاہر ہے ہوٹل ریسیپشن پر بکنگ کراتے ہوئے، عام طور پر رش نہیں ہوتا۔پھر ایسے ہوٹل طرفین کی طرف سے دیکھ بھال کر ہی منتخب کیے جاتے ہیں۔

۱۱۔ سوال: آپ کی شادی شدہ سہیلیوں میں سے کوئی اور بھی شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے محبت کرتی ہے؟ پ نے اپنے عشق کے واقعات کتنی سہیلیوں سے شیئر کیے؟ ان کا کیا ردِعمل تھا؟

جواب: میری سہیلیوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جو شوہر کے علاوہ کسی سے عشق کرتی ہو۔کم از کم میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں! جہاں تک میرا تعلّق ہے، میرے حوالے سے عارفہ تو سب جانتی ہے۔اس کے علاوہ ایک سہیلی جو غیر شادی شدہ ہے، اسے چھے عشق تو بتائے ساتواں نہیں۔وہ اور میں اکٹھے یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ساتویں عشق کا گھما پھرا کر

ایک مولویانی سہیلی سے ذکر کیا تا کہ کوئی وظیفہ بتائے کہ وہ لوٹ آئے۔اس سہیلی نے الٹا ڈانٹنا شروع کر دیا۔ایک دوست انگلینڈ میں ہے وہ سائیکاٹرسٹ ہے،اسے اس لیے مختصراً اپنا مسئلہ بتایا،اس شخص کے نام اور حوالے کے بغیر کہ مجھے کوئی سکون کی میڈیسن بتائے۔ چنانچہ اس نے مجھے سکون آور میڈیسن بتائی جس سے مجھے تھوڑا بہت فرق پڑا۔

۱۲۔ سوال:ایک عورت ہونے کے ناتے آپ کی عزتِ نفس میں شادی کے بعد کے چار عشق سے کیا فرق پڑا ہے؟

جواب: شادی کے بعد چار عشق کرنے کے حوالے سے بھی میں مطمئن ہوں۔ میرے ضمیر نے تاویل تراش رکھی ہے کہ میرے شوہر نے خلا چھوڑا ہوا ہے تو اس میں کوئی سما جاتا ہے۔

۱۳۔ سوال: تمثال صاحبہ! جب آپ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتی ہیں تو کیا سوچتی ہیں؟ آپ کی زندگی کی خوشیوں میں کسی مرد اور محبت کی کیا اہمیت ہے؟ آپ کے ذہن میں ایک خوشحال' کامیاب اور پرسکون زندگی کا کیا تصور ہے؟

جواب: جب میں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتی ہوں تو یہی کہ میں اب کسی کی باتوں میں نہیں آؤں گی۔ البتہ ساتویں عشق کے پلٹنے کا اب بھی انتظار ہے۔اس کے سامنے مجھے عزتِ نفس یاد نہیں رہتی۔ میرا خیال ہے میں نے زندگی میں بہت سے سبق سیکھ لیے ہیں۔ اب بس۔ شاید آدھی سے زیادہ گزر گئی ہے باقی بھی جیسے تیسے گزر جائے گی۔ مجھے یہ بھی ادراک ہے کہ میں اب کسی پر اعتبار کروں گی تو یہ میری عزتِ نفس کے خلاف ہوگا۔

آپ کو سارا مسئلہ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ شاید کوئی ایسا حل بتا سکیں کہ میں بھول جاؤں۔ ابھی تک جو کچھ آپ نے پوچھا میرے لیے غیر متوقع نہیں تھا۔ ہاں اس سے میرا جی ہلکا ضرور ہوا کہ میں روزمرہ کے کاموں میں جی لگانے لگی ہوں مگر ساتویں عشق کا انتظار اور شدت ویسی ہی ہے!

چوتھا باب

تمثال کے رومانوی مسائل کا نفسیاتی تجزیہ

ڈاکٹر احسن کی ای میل

محترمہ تمثال صاحبہ!

میرے سوالنامے کے جواب میں آپ نے جو کچھ لکھا اور آپ کی ڈائری کے اوراق کے مطالعے کے بعد میں جن نتائج پر پہنچا ہوں، میں انھیں ذیل میں چند نکات کی صورت پیش کر رہا ہوں۔امید ہے یہ کسی حد تک ہی سہی، آپ کی الجھنوں کو سلجھانے میں معاونت کریں گے۔

والدین اور روایتی ماحول کا اثر:

آپ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے ندازہ ہوا کہ آپ کی پرورش ایک روایتی خاندان میں ہوئی ہے۔آپ کے والدین مشرق کے نجانے کتنے جوڑوں کی طرح دریا کے ان دو کناروں کی طرح رہتے تھے جو برس ہا برس متوازی چلتے رہتے ہیں۔ان کناروں کو ان کے بچوں کا پل آپس میں ملاتا ہے۔آپ کے والدین بچوں کو تو بہت چاہتے تھے لیکن ایک دوسرے سے محبت کا اظہار نہیں کرتے تھے۔یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا تعلق ان کی شخصیت سے تھا یا ان کی روایتی اور مذہبی اقدار سے۔بہرحال آپ کے والدین محبت اور پیار کے کچھ زیادہ کامیاب رول ماڈل نہیں تھے۔انھوں نے شادی اور محبت کے بارے میں کبھی آپ سے تفصیلی گفتگو نہیں کی اور نہ ہی کوئی جنسی تعلیم دی لیکن دلچسپی کی بات یہ ہے کہ انھوں نے اتنا ضرور بتایا کہ لڑکوں سے دوستی نہیں کرنا کیونکہ شادی سے پہلے لڑکوں سے جنسی تعلقات رکھنا گناہ ہے۔چنانچہ آپ بھی اپنے والدین کے مذہبی اعتقادات اور اپنے معاشرے کے روایتی نظریات پر اندھا ایمان لے آئیں اور جنس کو گناہ سمجھنے لگیں۔

فن سے محبت:

دراصل آپ نظریاتی طور پر تو مذہبی روایات کے سائے میں پل بڑھ رہی تھیں۔مگر آپ کے

اندر ایک فنکارہ بھی پرورش پا رہی تھی جسے ادب، شاعری اور فنونِ لطیفہ سے گہری دلچسپی تھی۔ آپ یہ نہیں جانتیں کہ فنکار چاہے وہ شاعر ہوں، ادیب ہوں یا دانشور، روایات کو چیلنج کرتے ہیں اور اپنے اصولوں اور آدرشوں کے لیے قربانیاں دیتے ہیں۔ روایتی لوگ ان کا دائرۂ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو وہ فنکار اپنے روایتی ماحول سے اس زور سے ٹکراتے ہیں کہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض تو اقدامِ خودکشی تک کر لیتے ہیں۔

رومانوی اور جنسی فلموں کے اثرات:

مجھے یہ سن کر ہنسی بھی آئی کہ آپ جب سنِ بلوغت تک پہنچیں تو عام رومانوی فلموں میں بھی بوس و کنار کے منظر، آپ کو حقیقت کی بجائے گناہ لگتے تھے۔ مگر دوسری طرف زندگی کے حقائق کی کارفرمائی دیکھیے کہ ایک شاعر کی فیس بک وال پر آرٹسٹک نیوڈ تصاویر دیکھ کر آپ اس سے ان باکس جنسی گفتگو اور آرٹسٹک نیوڈ تصاویر کا تبادلہ کرنے لگیں۔ اسی تجربے نے آپ کو جنسی فلمیں دیکھنے پر مائل کیا۔ جنسی فلمیں بنانے اور دیکھنے والے جانتے ہیں کہ ایسی فلموں میں حقیقت کم اور فینٹسی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ فلمیں جنسی تعلیم دینے کے لیے نہیں، پیسے کمانے کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ تاہم ان فلموں نے آپ میں جنسی فینٹیسیز ابھار دیں جن کی تکمیل کے لیے آپ نے اپنی شادی کے پندرہ سال بعد اپنے دوسرے عشق سے ہوٹل میں ملنا شروع کر دیا۔ ان ملاقاتوں کے پسِ پردہ جنسی خواہش کے ساتھ ساتھ دوسرے عشق کے آپ سے شادی نہ کرنے کا انتقام بھی کارفرما تھا۔ اس لیے آپ نے اس سے قیمتی تحائف بٹور کر سہیلیوں یا نوکرانیوں میں بانٹ دیے۔ اب بھی آپ اپنے دوسرے عشق کو جنسی عمل کی آس دلا کر بلاتی ہیں اور انکار کر کے اسے اذیت دیتی ہیں اور گویا اس طرح اپنی گذشتہ اذیت کا بدلہ لیتی ہیں۔

افلاطونی عشق:

آپ نوجوانی ہی سے ایک افلاطونی عشق کی تلاش میں تھیں۔ آپ کے دل کے نہاں خانوں میں یہ خواہش پروان چڑھنے لگی کہ آپ کو ایک ایسا خوابوں کا شہزادہ ملے جو ٹوٹ کر پیار کرے،

دل کی گہرائیوں سے محبت کرے اور اپنا شریکِ حیات بنالے۔ آپ کا محبت اور شادی کا یہ خواب
نہ جانے کتنی مشرقی لڑکیوں اور عورتوں کا خواب ہے جو مشرقی ممالک میں یا سراب بن جاتا ہے یا
عذاب۔ اکثر اوقات مشرقی عورتوں کا محبوب ان کا شوہر نہیں بنتا اور شوہر محبوب نہیں ہوتا۔ آپ بھی
مذہبی ماحول میں پلنے والی مشرقی لڑکیوں کی طرح شادی سے پہلے کسی مرد یا محبوب سے رومانوی یا
جنسی تعلقات کو گناہ سمجھتی تھیں اور اس سے احتراز کرتی تھیں۔ پہلے عشق سے آپ کے تعلقات حقیقی
دنیا سے زیادہ تصوراتی دنیا میں رہے۔

خودلذتی کا تجربہ:

دلچسپی کی بات یہ ہے کہ جنسی تعلیم کے بغیر بھی آپ عنفوانِ شباب میں خودلذتی سے واقف ہوگئی
تھیں اور تکیے سے اپنے جنسی اعضا رگڑنے سے حظ اٹھاتی تھیں۔ یہ سب فطری تھا لیکن اپنی مذہبی
تربیت کی وجہ سے آپ اسے غیر فطری سمجھتی تھیں۔ آپ کو کسی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ خودلذتی ایک نارمل
عمل ہے۔ مغرب میں اس حوالے سے پچھلی چند دہائیوں میں ایک مثبت تبدیلی آئی ہے۔ مغرب میں
بھی ایک وہ دور تھا جب کیتھولک چرچ اسے Self Abuse کہتی تھی لیکن دھیرے دھیرے حالات
اتنے بدل گئے ہیں کہ وہی عمل Self Pleasuring کہلاتا ہے اور اسے نارمل سمجھا جاتا ہے۔

ہم جنسی کا تجربہ:

نوجوانی میں آپ کو کسی لڑکے یا مرد کی جنسی قربت تو میسر نہ آئی لیکن ایک دن آپ سے عمر
میں بڑی ایک کزن آپ کے کمرے میں سوئیں تو آپ کو ہم جنسی کا تجربہ ہوا۔ خواب گاہ کی دنیا
میں تو آپ ایک لڑکی کے ساتھ جنسی کھیل کھیل رہی تھیں لیکن اپنے تصور میں ایک نوجوان مرد کو
فینٹسائز کر رہی تھیں۔

کینیڈا میں ہمارے پروفیسر ڈاکٹر ہونگ Dr. Hoeng نے، جو ایک ماہرِ جنسیات تھے،
ہمیں کلاس میں ایک واقعہ سنایا کہ ایک سکول میں ایک ٹیچر نے ایک نوجوان لڑکے کو دوسرے لڑکے
کے ساتھ واش روم میں جنسی مباشرت کے دوران پکڑ لیا۔ پرنسپل نے ماہرِ نفسیات ڈاکٹر ہونگ سے

مشورہ کیا کہ اس ہم جنس پرست کا کیا علاج کیا جائے۔ڈاکٹر ہونگ نے اس لڑکے کے انٹرویو کے بعد
پرنسپل سے کہا کہ یہ لڑکا ہم جنس پرست نہیں ہے۔ پرنسپل نے کہا یہ کیسے ممکن ہے ہم نے اسے رنگے
ہاتھوں پکڑا ہے۔ڈاکٹر ہونگ نے پرنسپل اور اساتذہ کو بتایا کہ وہ لڑکا جنسی عمل کے دوران آنکھیں بند کر
کے کلاس کی اس لڑکی کو فینٹسائز کر رہا تھا جو اسے بالکل لفٹ نہ کراتی تھی۔ڈاکٹر ہونگ کہا کرتے تھے
کہ کسی انسان کی جنسی شخصیت کا اندازہ اس کے اعمال سے زیادہ اس کی فینٹسی سے ہوتا ہے۔

عشق اور جنس:

آپ دوسرے عشق سے کئی بار گوشۂ تنہائی میں بھی ملیں اور جسمانی قربت بھی رہی مگر بوجوہ شادی نہ ہو سکی اور پھر آپ نے اسے خدا حافظ کہ دیا۔اس عشق کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کی مشرقی جھجک میں قدرے کمی اور رومانوی خوداعتمادی میں قدرے اضافہ ہوا۔دوسرے عشق میں آپ نے نفسیاتی اور جذباتی طور پر تو خاصا فاصلہ طے کیا لیکن نظریاتی اور اخلاقی طور پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ان چار سالوں کے تمام تجربات کو آپ گناہ سمجھتی رہیں اور اپنے خدا سے معافیاں مانگتی رہیں۔دوسرے عشق نے آپ کی نفسیاتی الجھنوں میں اضافہ کیا۔

دراصل آپ ایک عجب تضاد کا شکار رہیں۔ایک طرف جذباتی اور رومانوی طور پر نئے نئے تجربات کرنا چاہتی تھیں لیکن دوسری طرف نظریاتی طور ایک پاک دامن باکرہ مسلمان بھی رہنا چاہتی تھیں۔صرف اس مرد سے عشق، محبت اور جنسی تعلقات کے حق میں تھیں جو آپ کا شوہر ہو۔البتہ یہ خیریت گزری کہ آپ کا دوسرا عشق بغیر کسی سنجیدہ رومانوی' جذباتی یا سماجی مسئلے کے ختم ہو گیا۔

ازدواجی زندگی کا تجربہ:

جب آپ کی منگنی ہوئی تو آپ نے پچھلی زندگی کو اپنے ذہن سے کھرچ دیا۔اب آپ کا منگیتر ہی آپ کا محبوب تھا۔جب شادی ہوئی تو اسے آپ نے اپنا تیسرا اور آخری عشق سمجھا۔اس طرح آپ کا داخلی تضاد عارضی طور پر ختم ہو گیا۔۔آپ کی زندگی میں یہ محبت جائز اور شرعی طور پر آئی اس لیے آپ مطمئن تھیں۔مگر یہ محبت ایک دروازے سے آئی اور کچھ عرصہ بعد دوسرے

دروازے سے باہر نکل گئی۔

آپ کی شادی کی ناکامی میں شوہر کے ساتھ ساتھ ساس کی کنٹرولنگ شخصیت بھی شامل تھی۔ آپ کی ساس اپنے خاندان کی ریاست کی چھوٹی سی ڈکٹیٹر تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کی شادی میں مسلسل زہر گھولتی رہتی تھیں جس سے اس شادی میں خاصی کڑواہٹ پھیل گئی۔ اس صورت حال سے آپ آہستہ آہستہ اپنے شوہر سے جذباتی طور پر دور ہوتی گئیں۔ آپ کے درمیان اظہار محبت، پیار اور رومانس سے زیادہ لڑائی جھگڑے کا ہوتا تھا۔ پھر بچے بھی ہو گئے۔ آپ نے کئی دفعہ طلاق کا سوچا لیکن بچے پاؤں کی زنجیر بن گئے اور آپ کے خاندان والوں نے بھی اس معاملے میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔

مشرق کے ہزاروں لاکھوں جوڑوں کی طرح آپ اور آپ کے شوہر ایک گھر میں رہ کر بھی دو دنیاؤں میں رہنے لگے۔ اگر آپ کی شخصیت اور شادی کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی شادی آپ کے والدین کی شادی سے زیادہ مختلف نہیں تھی۔ بعض دفعہ یہ روایت کے سلسلے نسل در نسل چلتے رہتے ہیں۔

شادی کے بعد عشق:

آپ روایتی شادی کی صلیب اٹھائے کئی برس تک پھرتی رہیں اور آپ کا خیال تھا کہ اسے مرتے دم تک اٹھائے پھرتی رہیں گی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ صلیب بھاری ہوتی گئی اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس صلیب کو اٹھانے کے لیے ایک اور شخص کی مدد کی ضرورت تھی۔ ایک دانشور کا کہنا ہے:

"Chains of the marriage are so heavy, It takes two to carry them some times three."

شادی کے دس سال بعد آپ کو چوتھا عشق ہو گیا۔ امریکی ماہرِ نفسیات مرے بوون (Murray Bowen) کا موقف ہے کہ انسانی رشتوں کی اکائی دو نہیں تین انسان ہیں۔ جب دو انسانوں کے رشتے میں ایک انسان دکھی ہو جائے تو وہ اپنے دل کا حال سنانے کے لیے ایک تیسرے

انسان کو تلاش کرتا ہے اور وہ تیسرا انسان اس لڑکھڑاتے رشتے کو سہارا دیتا ہے۔ مرے بووِن ان تین انسانوں کے رشتے کو Triangulate ہونا کہتے ہیں۔

آپ اپنے شوہر سے خوش نہیں تھیں۔ ایک محبت بھری شادی کے سب خواب چکنا چور ہو چکے تھے۔ آپ نے تو برسوں کے جانکسل انتظار کے بعد اپنی بے رنگ زندگی محبت کے کچھ رنگوں سے بھرنے کی کوشش کی تھی جو نیچرل تھا۔ اس محبت سے آپ کچھ عرصے کے لیے چہکنے لگیں۔

چوتھا عشق اور لمس کا تصور:

آپ نے محبت تو کر لی لیکن اپنے مذہبی نظریات اور اخلاقی روایات کی اسیر رہیں۔ آپ نے اپنے محبوب کو بتایا کہ آپ اس سے پیار تو کرتی ہیں، اس کا اظہار بھی کرتی ہیں لیکن چھونا نہیں چاہتیں کیونکہ یہ گناہ ہے۔ آپ کے محبوب آپ کی مجبوری بخوشی قبول کر لی لیکن پھر اس مشرقی عشق میں لمس در آیا اور رفتہ رفتہ آپ دونوں ایک دوسرے کے قریب آتے چلے گئے۔ فاصلے قربتوں میں ڈھلنے لگے۔ مصافحہ، معانقے میں بدلنے لگا اور رخسار کا بوسہ، ہونٹوں کا بوسہ بن گیا۔ آپ نے اپنے دل سے اپنے شوہر کو نکال کر، نئے محبوب کو بسا لیا۔ پھر آپ کا چوتھا عشق آپ کی جذباتیت اور شدت پسندی سے تنگ پڑ کے آہستہ آہستہ آپ سے دور ہٹنے لگا۔ یوں وہ محبت جو شروع میں سکھ دے رہی تھی اب دکھ دینے لگی۔

پانچویں عشق کا المیہ اختتام:

آپ ایک شادی شدہ عورت ہونے کے باوجود ایک اور محبت تو کرنا چاہتی تھیں لیکن سادہ لوح اور ناتجربہ کار ثابت ہوئیں۔ دراصل آپ Extra Marital Affairs کے آداب سے بالکل ناواقف تھیں۔ ایک طرف تو نیا عشق بھی کرنا چاہتی تھیں لیکن نہ جانے کیوں ایک شادی شدہ مرد سے عشق کر کے اس سے وفاداری کی توقع بھی رکھتی تھیں۔ نفسیاتی طور پر آپ نے اپنی بے رنگ شادی شدہ زندگی کے دکھ کو کم کرنے کے لیے چوتھا عشق کیا اور پھر چوتھے عشق کی شکایت کرنے کے لیے پانچواں عشق کیا۔ اس طرح اپنی سادہ لوحی میں اور اپنے نفسیاتی مسئلے کا حل تلاش کرنے کی

کوشش میں لاشعوری طور پر اپنے مسئلے کو کم کرنے کی بجائے بڑھاتی گئیں۔ آپ کا پانچواں عشق بھی عجیب المیہ تھا جو محبُوب کی اچانک موت پر منتج ہوا۔ اس المیے نے آپ کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ عشق ایک خفیہ عشق تھا، اس لیے آپ اپنے محبُوب کا آخری دیدار کرنے بھی نہ جا سکیں۔

چھٹے عشق سے جنسی تعلقات:

چوتھے اور پانچویں عشق کے بعد آپ کو عشق کرنے کی عادت بھی ہوگئی اور تجربہ بھی! لیکن آپ نے یہ نہ سیکھا کہ ایک عشق کو دوسرے عشق کے بارے میں بتانا دانائی نہیں۔ آپ نے اپنے چھٹے عشق سے جنسی تعلقات بھی قائم کیے لیکن آپ کے اندر کی جنت بی بی زندہ رہی جو احساسِ گناہ کے کچوکے لگاتی رہتی۔ آپ کی یہ محبت بھی آپ کی سوچوں کی وجہ سے ایسے مسائل کا شکار ہوئی کہ رفتہ رفتہ اذیت بن گئی۔ آپ نے اپنے رومانوی تجربات سے بہت کچھ سیکھا۔ مثبت بھی منفی بھی۔ مثبت یہ کہ ایک محبُوب محبت کا رشتہ ختم ہونے کے بعد ایک اچھا دوست بھی بن سکتا ہے اور منفی یہ کہ محبت زندگی کی اذیت بھی بن سکتی ہے۔ ان تمام تر رومانوی اور جنسی تجربات نے آپ کے نفسیاتی تضادات کو کم نہ کیا۔ آپ کو دھیرے دھیرے یہ احساس ہونے لگا کہ آپ اندر سے ایک اداس، غمزدہ اور دکھی عورت ہیں لیکن جب کسی کے عشق میں گرفتار ہوتی ہیں تو کھل اٹھتی ہیں، مسکرانے لگتی ہیں اور نئی نظمیں لکھنے لگتی ہیں۔ یہ آگہی تکلیف دہ تھی کہ آپ کی خوشی کا دارومدار کسی اور پر ہے۔

ساتواں عشق اور جذباتیت:

اور پھر آپ کو ساتواں عشق ہوا جس کے تجربے نے آپ کو توڑ کر رکھ دیا۔ ساتواں عشق ہونے پر آپ سمجھتی تھیں کہ اب آپ عشق کرنے میں ماہر ہوگئی ہیں لیکن اس نئے تجربے نے ثابت کیا کہ آپ ابھی بھی کوچہ محبت میں ناتجربہ کار ہیں۔ ماضی میں آپ خود عاشق ہوا کرتی تھیں لیکن اس دفعہ معشوق تھیں۔ اس حوالے سے یہ آپ کے لیے یہ ساتواں عشق نہیں، پہلا عشق تھا۔ مگر یہ عشق زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ یہ عشق پہلے ایک پہیلی پھر ایک خواب اور آخر میں ایک عذاب بن گیا۔ اس محبت نے بھی اذیت کا روپ دھار لیا۔

جب آپ کو اپنے ساتویں عشق کی بے رخی کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ٹوٹ کر بکھر گئیں اور حد سے زیادہ جذباتی ہو گئیں۔ ساتویں عشق نے عقل سے کام لینے، تحمل اور بردباری کا مشورہ دیا لیکن اپنی جذباتیت کی وجہ سے آپ اس مشورے پر عمل نہ کر سکیں۔ آپ اپنے دل کی وارفتگی کے ہاتھوں مجبور تھیں۔ وہ اپنی احتیاط پسند طبیعت کے ہاتھوں مجبور تھا۔ ساتویں عشق نے کہا بھی کہ میری بیوی کو شک ہو گیا ہے اور وہ میرے فون کے مسیجز چیک کرتی ہے۔ تھوڑی دیر صبر سے کام لو لیکن اس مشورے سے آپ کی بے صبری اور بڑھ گئی۔ آپ کا ساتویں عشق سے اعتماد اٹھ گیا۔ آپ نہیں جانتی تھیں کہ ساتواں عشق سچ بول رہا ہے یا بہانے بنا رہا ہے۔ آپ نے بغیر سوچے سمجھے ساتویں عشق کے دوستوں سے مشورے شروع کر دیے اور ان کے آگے رونا رونے لگیں کہ آپ کا ساتواں عشق پہلے کی طرح آپ سے بات کیوں نہیں کر رہا۔ جس سے ساتواں عشق کچھ اور برہم ہو گیا اور حالات بہتر ہونے کی بجائے بدتر ہو گئے۔ آپ نے اسے فون پر فون شروع کر دیے جس سے وہ زچ ہو گیا۔ اس نے آپ سے فون، واٹس ایپ، میسنجر، فیس بک ہر طرح کا رابطہ منقطع کر دیا۔ آپ کے ساتویں عشق کا رویہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے لیے یہ سب ایک معمول کی بات ہے۔ بلکہ شواہد سے یوں لگتا ہے جیسے وہ ایک womenizer ہے! مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ اپنی زندگی اور محبت میں توازن قائم کرنے کی کوشش میں اآپ اپنا ذہنی سکون کھو بیٹھیں اور گھر کے حالات سے تنگ آ کر آپ نے خودکشی کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہوئی۔ آپ بچ تو گئیں مگر آپ کے اعصاب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے تھے۔ آپ کا ہر وقت بے سکون رہنا، بہانے بہانے سے بلا وجہ رونا، یہ سب نفسیاتی الجھنوں پر قابو نہ پا سکنے کی وجہ سے ہے۔

نفسیاتی علاج کا آغاز:

اس نفسیاتی بحران کے دوران اآپ نے مجھ سے ایک ماہرِ نفسیات ہونے کے ناتے رابطہ کیا اور مشورہ مانگا۔ میں نے دو مشورے دیے۔ پہلا یہ کہ ایک ڈائری لکھیں اور اس میں اپنے جذبات احساسات اور ماضی کے تجربات رقم کریں۔ اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے آپ نے

اپنی ڈائری کے اوراق لکھے اور مجھے بھیجے۔ یوں دل کا بوجھ ہلکا کیا۔ میں نے ایک دن پوچھا کہ ڈائری کے اوراق لکھنے کے بعد کیسا محسوس کر رہی ہیں تو آپ کا جواب آیا۔۔۔Relaxed۔
میرا دوسرا مشورہ یہ تھا کہ آپ اپنے ساتویں عشق کو آخری خط لکھیں لیکن نفسیاتی طور پر آپ یہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ اب بھی یہ امید رکھتی ہیں کہ روٹھا ہوا محبوب لوٹ آئے گا۔ میرا اندازہ ہے کہ ساتویں عشق کے لوٹ آنے کے امکانات کم ہیں، البتہ اس بات کے امکانات زیادہ ہیں کہ آپ کی زندگی میں کوئی آٹھواں عشق آئے گا اور ساتویں محبوب کی جگہ لے لے گا۔ یوں آپ کو نئی نظمیں لکھنے کے لیے نیا محبوب مل جائے گا۔ حیرت ہے آپ اپنے سات عشقیہ تجربات کے باوجود اتنی حقیقت پسند نہیں ہو پائیں کہ سوچ پائیں، زندگی اور محبت کی اور وہ بھی شادی شدہ مرد کی محبت کی حقیقتیں، بہت تلخ ہیں۔

رومانوی مسائل کے تین پہلو:

آپ کے نفسیاتی مسائل کے تین پہلو اور تین حوالے ہیں۔ پہلا پہلو انفرادی ہے۔ آپ ایک مثالیت پسند خاتون ہیں جو اپنے دل میں ایک مثالیت پسند محبت کا خواب بسائے ہوئے ہیں۔ آپ ایک سچا عشق کرنا چاہتی ہیں جس عشق کے شادی شدہ مرد اور عورت متحمل نہیں ہو سکتے۔ شادی شدہ مرد یا عورت سے عمر بھر کے عشق کا خواب، اکثر اوقات سراب اور بعض دفعہ عذاب ثابت ہوتا ہے۔

آپ کے مسائل کا دوسرا پہلو ازدواجی ہے۔ آپ کئی برسوں سے Sexless and Loveless شادی میں گرفتار ہیں، شوہر کی بجائے بچوں کی خاطر اس گھر میں رہ رہی ہیں۔ روایتی عورتوں کی طرح سوچتی ہیں کہ بچوں کے لیے والدین بہت ضروری ہیں لیکن یہ نہیں جانتیں کہ جب بچے محبت کے بغیر شادی کو روز دیکھتے ہیں تو وہ محبت اور شادی سے بددل ہو جاتے ہیں۔ ہم مغرب میں کئی ایسے جوڑے دیکھتے ہیں جو محبت کی موت کے بعد بڑی خوش اسلوبی سے جدا ہو جاتے ہیں اور ان کے بچے اپنے والدین سے محبت بھرے رشتے رکھتے ہیں اور خوشحال زندگی گزارتے ہیں۔

آپ کے مسائل کا تیسرا حوالہ سماجی ہے۔ آپ ایک ایسے معاشرے میں زندگی گزار رہی ہیں جہاں شادی محبت سے زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے، چاہے ازدواجی زندگی جہنّم ہی کیوں نہ ہو۔ مشرق میں نجانے کتنے لوگ منافقت کی زندگی گزارنے پر مجبُور ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر وہ اپنا سچ بیان کریں تو عین ممکن ہے انھیں سرِ عام سنگسار کر دیا جائے کیونکہ اس معاشرے میں شادی کے بغیر محبت گناہ سمجھی جاتی ہے۔ اس معاشرے میں عورت دوسرے درجے کی شہری ہے اور اس کی رومانوی اور جنسی زندگی کے فیصلے اس کی زندگی کے مرد کرتے ہیں۔ آپ خود کو ایک اندھی گلی میں پاتی ہیں جہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

فن اور پاگل پن (Creativity and Insanity):

کیا آپ یہ جانتی ہیں کہ فن اور پاگل پن (Creativity and Insanity) لازم وملزوم ہیں۔ جب ہم دنیا بھر کے ادیبوں اور شاعروں، فنکاروں اور دانشوروں کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں ایک غیر روایتی زندگی گزارنے کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ بعض شہر بدر کر دیے جاتے ہیں، بعض جیل بھیج دیے جاتے ہیں، بعض تختۂ دار تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مغرب میں ونسنٹ وین گو (Vincent Van Gogh)، ارنسٹ ہیمنگوے (Ernest Hemingway) اور ورجینیا وولف (Virginia Woolf) اپنے نفسیاتی مسائل کی شدت کی تاب نہ لا سکے اور خودکشی کر لی۔ یہ سب مختلف انداز کے نفسیاتی مسائل کا شکار تھے۔

تحقیق ہمیں بتاتی ہے کہ شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں کے خاندانوں میں عام انسانوں کے خاندانوں کی نسبت نفسیاتی مسائل کا شکار لوگ تین گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ ماہرینِ نفسیات نے اپنی تحقیق سے ہمیں بتایا ہے کہ فن اور پاگل پن دونوں موروثی ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ دونوں کی جینز (Genes) بھی ایک ہی ہیں۔ اگر فنکار اپنے سچ کا کھل کر اظہار کرنا چاہیں لیکن وہ ایسے ماحول میں زندہ ہوں جہاں ہر عمل کو نیکی و بدی اور گناہ و ثواب کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یا تو وہ فنکار

منافقت کی زندگی گزارتے ہیں یا نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اینائیس نن (Anais Nin) کی کہانی:

آپ کی کہانی پڑھتے ہوئے مجھے فرانس کی مشہور ادیبہ اینائس نن یاد آ رہی تھیں جن کی ڈائری کے سات مجموعے نسائی ادب کا گرانقدر سرمایہ ہیں۔ اینائس نن نے ۱۹۳۰ء کی دہائی میں روایت سے بغاوت کی اور اپنے رومانوی و جنسی تجربات کو اپنی ڈائری کے اوراق میں رقم کیا۔ اینائس نن ایک زمانے میں امریکہ بھی آئیں اور انھوں نے ایک ماہرِ نفسیات کے ساتھ کام بھی کیا۔ جب اینائس نن اپنی ڈائری لکھ رہی تھیں تو ان کی ملاقات امریکہ کے مشہور ناول نگار ہنری ملر (Henry Miller) سے ہوئی۔ اینائس نن اور ہنری ملر ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ اینائس نن بیک وقت اپنے شوہر کے ساتھ بھی سوتی تھیں اور ہنری ملر کے ساتھ بھی۔ پھر ہنری ملر کی ایکٹرس بیگم جون (June) اپنے شوہر سے ملنے لاس اینجلیس سے پیرس آئیں۔ وہاں ان کی ملاقات اینائیس نن سے بھی ہوئی اور وہ بھی اینائس نن کے عشق میں گرفتار ہو گئیں۔

ایک زمانے میں اینائیس نن نے بہ یک وقت اپنے شوہر ہنری ملر اور جون کے ساتھ رومانوی تعلقات قائم کیے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے رومانوی تعلقات سے جو نفسیاتی نتائج نکالے اور رقم کیے۔ اینائیس نن کو اپنی غیر روایتی زندگی کی وجہ سے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک زمانے میں اس کے دو شوہر ہوا کرتے تھے۔ وہ سال کے چھے مہینے ایک شوہر کے ساتھ اور سال کے چھے مہینے دوسرے شوہر کے ساتھ گزارتی تھیں۔

اینائیس نن کے دوستوں نے جب ان سے اپنی ڈائری شائع کرانے کی خواہش کا اظہار کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ ڈائری میرے شوہر، ہنری ملر اور جون کے مرنے کے بعد شائع ہو گی۔ چنانچہ اینائیس نن کی ڈائری ۱۹۷۰ء کی دہائی میں شائع ہوئی اور پھر اس پر ایک فلم Henry and June کے نام سے بنی۔

اینائس نن نے ایک کامیاب غیر روایتی زندگی گزاری۔ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے

پرستاروں کا حلقہ بڑھتا چلا گیا جس میں غیر روایتی مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی کا نفسیاتی حوالے سے اور ادب کا تخلیقی حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں اور انھیں مذہبی اور اخلاقی کسوٹی پر نہیں پرکھتے۔ دنیا کے بہت سے ادیب اور شاعر جانتے ہیں کہ زندگی اور ادب کے پیمانے، مذہبی پیمانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

محبت کرنے والے تین گروہ:

ایک ماہر نفسیات ہونے کے ناتے جب میں اپنے چالیس سالہ تجربات پر نگاہ ڈالتا ہوں اور محبت کرنے والے جوڑوں کا تجزیہ کرتا ہوں تو انھیں تین گروہوں میں بانٹ سکتا ہوں۔

پہلا گروہ روایت کی شاہراہ پر چلتا ہے۔ وہ اپنی مذہبی اور کلچرل روایات کو مانتا ہے اور ایک کامیاب شادی شدہ زندگی گزارتا ہے۔ اس گروہ کی زندگی میں محبت، جنس اور شادی ایک ہی پیکج کا حصّہ بن جاتے ہیں۔

دوسرا گروہ روایت کی شاہراہ پر چلنے کی بجائے اپنے من کی پگڈنڈی پر چلتا ہے۔ ان کی سوچ بھی غیر روایتی ہوتی ہے اور طرزِ زندگی بھی۔ اسی لیے وہ احساسِ گناہ کا شکار نہیں ہوتے اور ایک کامیاب غیر روایتی زندگی گزارتے ہیں۔

تیسرا گروہ دو کشتیوں کا سوار ہوتا ہے۔ اس گروہ کے افراد نہ تو پوری طرح روایتی ہوتے ہیں اور نہ پوری طرح غیر روایتی۔ ایسا گروہ بہت سے نفسیاتی مسائل اور سماجی تضادات کا شکار ہو جاتا ہے اور انھیں تھیراپی کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ وہ اپنے مسائل کا تسلی بخش حل تلاش کر سکیں اور ایک خوشحال اور صحتمند زندگی گزار سکیں۔

ہاجرہ کی کہانی:

آپ کی ڈائری کے اوراق پڑھتے ہوئے میں سوچتا رہا کہ اگر آپ مشرق کی بجائے مغرب میں زندگی گزار رہی ہوتیں تو شاید آپ کا مستقبل مختلف ہوتا۔ مجھے اپنی مریضہ ہاجرہ یاد آ گئیں جو ایک ماں بھی تھیں اور ایک بے مروت شادی کا حصّہ بھی۔ ہاجرہ تھیراپی کروانے تین سال ہمارے

کلینک میں آتی رہیں۔

پہلے سال کی تھیراپی کے بعد ان میں اتنی ہمت اور جرات پیدا ہوئی کہ انھوں نے اپنے بے مروت شوہر کو خدا حافظ کہہ دیا۔ دوسرا سال وہ اکیلی رہیں اور ایک ٹیچر کی طرح کام کرتی رہیں۔ اکیلے رہنے اور کام کرنے سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ ان کے بچے دونوں والدین کے پاس آتے جاتے رہتے۔ تیسرے سال انھیں ایک محبت کرنے والا محبوب مل گیا جس سے ایک سال کی ڈیٹنگ کے بعد ان دونوں نے شادی کر لی۔ وہ چند ماہ پہلے اپنے شوہر کے ساتھ میرے کلینک تشریف لائی تھیں۔ دونوں اتنے خوش تھے کہ مجھے Love Birds دکھائی دے رہے تھے۔ اگر آپ بھی کسی مغربی ملک میں رہ رہی ہوتیں تو شاید اپنے شوہر کو کب کی چھوڑ چکی ہوتیں اور پھر کسی شادی شدہ شاعر کی بجائے کسی محبت کرنے والے مرد کی دوست، محبوبہ اور بیوی بن چکی ہوتیں۔ ایک خوشحال اور پرسکون زندگی گزار رہی ہوتیں۔

عبوری دور:

آپ آہستہ آہستہ اپنی شخصیت اور محبت کے رازوں سے واقف ہو رہی ہیں۔ آپ پر یہ عقدہ وا ہو رہا ہے کہ اکیسویں صدی میں ہم ایک عبوری دور سے گزر رہے ہیں۔ مرد عورت کے رشتے شکست و ریخت کا شکار ہیں۔ محبت کرنے والے اگر ایک منافق معاشرے میں زندہ ہوں تو ان کے لیے اپنے سچ کا اظہار خطرناک ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ:

کسی کے سچ، کسی کو جھوٹ لگتے ہیں

اور کئی روایتی شہروں اور مذہبی ملکوں میں محبت کرنے والے سنگسار کر دیے جاتے ہیں۔ آپ دھیرے دھیرے جان رہی ہیں کہ مرد اور عورت کا بنیادی صحتمند رشتہ دوستی کا ہے۔

Friendship is the cake, romance is the icing.

آپ ابھی بھی بہت سی مشرقی شادی شدہ عورتوں کی طرح نفسیاتی مسائل کا شکار ہیں کیونکہ آپ کے نظریات اور تجربات میں آپ کے Behavior and Belief میں ایک تضاد ہے۔ آپ نہ

روایتی شادی کو خیر باد کہہ سکتی ہیں اور نہ ہی محبت کو گناہ سمجھے بغیر پوری طرح قبول کر سکتی ہیں۔ایک فنکارہ ہونے کے ناتے آپ غیر روایتی زندگی گزارنا اور ادبِ عالیہ تخلیق کرنا چاہتی ہیں لیکن ایسے ماحول میں بھی زندہ ہیں جہاں انسانی رشتوں اور محبتوں کو مذہب کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔آپ ایک منافق معاشرے میں سچ بولنا چاہتی ہیں۔آپ نے اپنے لیے زندگی کا مشکل راستہ چنا ہے۔

ادب اور جنسی خواہش کا تعلّق:

میرے ایک ادیب دوست نے مجھ سے پوچھا کہ کیا جنسی خواہش اور ادب میں کوئی تعلّق ہے؟ اگر ہم جنسیات کی نفسیات پر غور کریں تو سگمنڈ فرائیڈ کا کہنا تھا کہ جنس انسانی جبلت ایک حصّہ ہے۔ماضی بعید میں قبائلی طرز طرزِ زندگی میں مردوں اور عورتوں کو اپنے جنسی جذبات کے اظہار کی زیادہ آزادی تھی۔جب انسان نے مہذب بننے کی کوشش میں مذاہب تخلیق کیے تو اس نے جنسی جذبات پر پابندیاں عائد کر دیں اور اس کا رشتہ گناہ وثواب سے جوڑ دیا۔جب انسان جنسی جذبات کے اظہار کو گناہ سمجھتا ہے تو وہ اپنے شعور سے اسے لاشعور میں دھکیل دیتا ہے۔فرائیڈ اس عمل کو جبر (Repression) کا نام دیتا ہے۔

لاشعور میں جا کر جنسی جذبات نفسیاتی مسائل کو جنم دیتے ہیں۔عورتوں میں ہسٹیریا کا مسئلہ لاشعور میں دبائے گئے جنسی جذبات کا شاخسانہ ہوتا ہے جو نفسیاتی علاج اور تحلیل نفسی سے ٹھیک ہو سکتا ہے۔فرائیڈ کا یہ بھی مئوقف تھا کہ وہ لوگ جو فنکار ہوتے ہیں، وہ اپنے جنسی جذبات کا ایسا فنکارانہ اظہار کرتے ہیں جو ان کے معاشرے کے لیے نا صرف قابلِ قبول ہوتا ہے بلکہ اس کے جمالیاتی ذوق کو بھی تحریک دیتا ہے۔فرائیڈ اس عمل کو ارتفاع (Sublimation) کا نام دیتا ہے۔ایک شاعر جب اپنے محبوب کے لیے شاعری کرتا ہے، ایک افسانہ نگار افسانہ تخلیق کرتا ہے، ایک موسیقار نغمہ ترتیب دیتا ہے، ایک گیت نگار گیت لکھتا ہے یا ایک فلمساز فلم بناتا ہے تو وہ اسی ارتقائی عمل سے گزر رہا ہوتا ہے۔وہ جنسی جذبات کا بلواسطہ یا ان ڈائریکٹ تخلیقی اظہار کر رہا ہوتا ہے جس سے اس کے قارئین یا سامعین مسحور بھی ہوتے ہیں اور محظوظ بھی۔

فنکاروں کی رومانوی زندگی:

فنکار اپنے جنسی جذبات کا نا صرف اپنے فن میں بلکہ اپنی ذاتی زندگی میں بھی فنکارانہ طور پر اظہار کرتے ہیں۔ایسے فنکار غیر روایتی زندگی گزارتے ہیں۔ان کی رومانوی زندگی تہ دار اور گنجلک ہوتی ہے۔ہم شاعروں،ادیبوں،فنکاروں اور دانشوروں کی رومانوی زندگی کو روایتی انسانوں کی اخلاقیات کی کسوٹی پر نہیں پرکھ سکتے۔

جب ہم ادیبوں،شاعروں اور دانشوروں کی سوانح عمریاں پڑھتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی رومانوی زندگی کا ان کی تخلیقی زندگی سے گہرا تعلّق ہوتا ہے۔وہ شادی اور خاندان کی روایات کو چیلنج کرتے ہیں اور غیر روایتی زندگی گزارتے ہیں۔اس لحاظ سے آپ کے مسائل کوئی انوکھے مسائل نہیں ہیں۔آپ بھی فنکارہ ہیں سو روایت کی ڈگر سے ہٹ کر سوچتی ہیں۔

ادیبوں،شاعروں،فنکاروں اور دانشوروں کی رومانوی زندگی کی تحلیل نفسی پر جس ماہرِ نفسیات کی تحقیق کا میں سب سے زیادہ معترف ہوں وہ ابراہام ماسلو (Abraham Maslow) ہے۔ ماسلو نے کامیاب فنکاروں کے انٹرویو لیے اور ان کا تجزیہ کیا۔وہ ایسی تخلیقی شخصیتوں کو،اپنی حقیقت پہچاننے والے لوگ (Self Actulizating People) کا نام دیتے ہیں۔یہ لوگ اپنی اندرونی خواہش کے مطابق جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ماسلو اپنی تحقیق سے اس نتیجے پر پہنچے کہ ایسے لوگوں کی جنسی زندگی عام لوگوں سے دو طرح مختلف ہوتی ہے۔

پہلا فرق یہ ہے کہ عام انسانوں کی جنسی خواہش ان کے کھانے کی بھوک کی طرح ہوتی ہے۔اگر ان کی جنسی خواہش پوری نہ ہو تو وہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔تاہم تخلیقی لوگ اپنی جنسی خواہشات کا غیر روایتی اظہار کرتے ہیں۔چاہیں تو کئی لوگوں سے بیک وقت تعلّق قائم کر لیتے ہیں اور نہ چاہیں تو مدتوں کسی سے بھی تعلّق قائم نہیں کرتے۔یہ لوگ جب رومانوی تعلّق قائم کرتے ہیں تو لازمی نہیں اس کہ اس کا مقصد بچے پیدا کرنا اور شادی کرنا ہو۔

ماسلو کے نزدیک ایسے لوگوں اور عام لوگوں میں دوسرا فرق یہ ہے کہ وہ ایک طرف تو جنس سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنی تنہائی میں اور تخلیقی کاموں میں منہمک رہتے ہیں۔لیکن جب

ان کا کسی خاص محبوب یا محبوبہ سے رومانوی تعلق قائم ہوتا ہے تو اس میں جنس ہی نہیں، پیار، محبت، خلوص اور اپنائیت ہوتی ہے۔ان کا یہ رشتہ جادوئی، پراسرار اور متصوفانہ (Mysterious, Magical and Mystical) ہوتا ہے۔ان کی یہ محبت بھی عبادت کی طرح ہوتی ہے جس میں احساسِ گناہ شامل نہیں ہوتا۔روایتی لوگ تخلیقی لوگوں کی جنسی اور رومانوی زندگی کو گناہ وثواب کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور فتوے لگاتے ہیں۔مگر یہ تخلیق کار اور دانشور ایسی روایتی اخلاقیات سے بالاتر ہوتے ہیں۔

ایسے لوگ محبت کی کسی اور ہی موسیقی پر رقص کرتے ہیں، ایسی موسیقی جس سے روایتی لوگ ناآشنا ہوتے ہیں۔یوں دیکھیں تو تخلیقی صلاحیت اور جنسی خواہش میں گہرا رشتہ ہے مگر یہ رشتہ نہایت تہ دار اور پراسرار ہے۔اس میں بہت سے نفسیاتی، سماجی، اخلاقی اور تخلیقی عوامل شامل ہیں۔

شخصیت کی ثنویت:

محترمہ تمثال صاحبہ! آپ کا بنیادی مسئلہ آپ کی شخصیت کی ثنویت ہے۔کبھی تو آپ اپنے آپ کو خود ہی گناہ وثواب کی کسوٹی پر پرکھنے لگتی ہیں (اور اس میں یقیناً آپ کی روایتی تربیت کا آپ پر گہرا اثر ہے) اور کبھی آپ ماسلو کے تجزیے کے مطابق سیلف ایکچولائزڈ لوگوں کی طرح ہوتی ہیں۔پانچویں اور ساتویں عشق میں آپ کا ردعمل ایسا ہی تھا جیسا اپنی حقیقت پہچاننے والے لوگوں کا ہوتا ہے یعنی آپ نے گناہ وثواب کے تصور سے بالاتر ہو کر عبادت کی طرح محبت کی۔ پانچویں عشق کی اچانک موت کے ہاتھوں جدائی اور ساتویں عشق کی نامعلوم وجوہات کی بنا پر بے رخی اور قطع تعلقی کو سہہ نہ سکیں اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئیں۔تاہم پہلے، دوسرے، چوتھے اور چھٹے عشق میں آپ روایت کی جکڑبندیوں کا شکار نظر آتی ہیں۔شاید مؤخر الذکر عشق آپ کا خواب تھے ہی نہیں دوسرے لفظوں میں انھیں آپ Infatuation کہہ سکتی ہیں۔

ہم ذوق ادبی دوست کی تلاش:

ہر انسان اپنے ہم ذوق لوگوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ان کے ساتھ بیٹھنا اور گفتگو کرنا پسند کرتا ہے۔یہ اس کی نفسیاتی ضرورت ہوتی ہے۔میں نے ایک کامیاب شاعرہ سے پوچھا، "محترمہ

معظّمہ! آپ کے شوہر نہ جابر ہیں نہ ظالم وہ تو ایک شریف النفس بھلے مانس انسان ہیں اور آپ کا خیال بھی رکھتے ہیں تو پھر آپ کی اتنے مردوں سے کیوں دوستی ہے؟'' کہنے لگیں' ڈاکٹر احسن! کوئی بھی ایک انسان دوسرے انسان کی ساری ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ میرا شوہر میری جذباتی ضروریات کا تو خیال رکھتا ہے لیکن وہ میری تخلیقی ضروریات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ وہ ایک انجینیر ہے، شاعر نہیں۔ مجھے ادیبوں شاعروں دانشوروں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ ان کی موجودگی میں مجھے خوشی حاصل ہوتی ہے اور میرے دل کی کلی کھل اٹھتی ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کا دل بھی ایسا ہی ہو۔

حتمی مشورہ:

اگر آپ کینیڈا میں میری مریضہ ہوتیں تو میں آپ کو اپنی مریضہ ہاجرہ کی طرح اپنے کلینک میں دو تین سال کے لیے انفرادی اور گروپ تھیریپی (Individual and Group Therapy) میں شرکت کرنے کی دعوت دیتا تا کہ ایک عورت ہونے کے ناتے ان کی خوداعتمادی میں اضافہ ہو سکے۔ آپ اپنی تخلیقی شخصیت (Creative Personality) اور غیر روایتی طرزِ زندگی (Non Traditional Life Style) کو دل کی گہرائیوں سے قبول کر سکیں۔ اپنے داخلی اور خارجی تضادات کا تسلی بخش حل تلاش کر سکیں۔ اپنی زندگی اور محبت کے بارے میں دانشمندانہ فیصلے کر سکیں اور ایک صحت مند خوشحال اور پرسکون زندگی گزار سکیں۔ میں آپ کو امید دلاتا کہ یہ کام مشکل تو ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ آپ پاکستان میں، کسی ماہرِ نفسیات سے بالمشافہ ملیں اور انفرادی یا گروپ تھریپی کرائیں۔ اگر میری ان تمام تر گزارشات سے آپ کی الجھنیں کسی حد تک بھی سلجھ سکی ہوں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

آپ کا مخلص دوست،

ڈاکٹر احسن

پانچواں باب

میں تمثال ہوں

ڈاکٹر احسن کے نام ای میل

محترم ڈاکٹر احسن صاحب!

آپ کا میری شخصیت کے حوالے سے تفصیلی تجزیہ، میں نے بغور پڑھا۔اس سے مجھے اپنی شخصیت کی تفہیم میں بہت مدد ملی مگر آپ کی کئی باتوں سے مجھے اختلاف بھی ہے۔روایتی مشرقی گھرانوں میں ایسے ہی امی ابا ہوتے ہیں جیسے میرے تھے۔مجھے ان کے رویوں میں ایسی کوئی اچنبھے کی بات نہیں لگتی جو میری شخصیت کی پرداخت پر اثر انداز ہو یا مجھے شادی سے متنفر کرے۔آج بھی ہمارے معاشرے میں میاں بیوی، بچوں کے سامنے سنبھل کر ہی رہتے ہیں۔

کینیڈا میں کئی سال رہنے کی وجہ سے آپ شاید ان رویوں پر معترض ہیں جب کہ ہمارے لیے اس معاشرے میں رہتے ہوئے یہ معمول کی بات ہے۔اب بھی یہاں بچوں کو جنسی تعلیم نہیں دی جاتی نہ والدین اس حوالے سے بچوں سے بات کرتے ہیں۔ہمارا معاشرہ مذہب کی بنیاد پر قائم ہے اس لیے بھی، بغیر نکاح کے جنسی عمل کو گناہ سمجھتے ہیں۔سو یہ سوچ، اگر مجھ میں ہے تو وہ عجیب نہیں! ہاں میرے اندر اس سوچ سے اگر بغاوت، ہے تو وہ عجیب ضرور ہے! لیکن آپ نے تخلیقی شخصیات اور جنس کے حوالے سے ماسلو کے جن تجزیات، سے آگاہی بخشی ان سے میرے اندر کی کئی گرہیں، مجھے سلجھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

میری ٹین ایج کے حوالے سے آپ نے خود لذتی کے مثبت اثرات کی بات کی۔میں نے اس تجربے کا ذکر منفی معنوں میں نہیں کیا تھا۔میں Self Pleasure کے فلسفے کو نا صرف مانتی ہوں بلکہ اس پر مجھے کبھی بھی اس حوالے سے احساسِ گناہ نہیں رہا۔میرا مقصد اس نوعیت کی گفتگو کرنا تو نہیں تھا۔نہ یہ میرا مسئلہ ہے۔ہاں یہ بات ضرور جانتی ہوں کہ مرد ہو یا عورت کبھی نہ کبھی اس تجربے

سے گزرتے ضرور ہیں۔
رہی مرد اور عورت کے تعلق کی بات تو میں اس حوالے سے یہ ضرور سوچتی ہوں کہ جب مرد جنسی حوالے سے عورت کے جذبات کا خیال رکھنا جانتا ہی نہیں تو اس کے لیے ایک مشین کا رول کیوں پلے کیا جائے؟ چھٹے عشق کا تجربہ مجھے سکھا چکا تھا کہ مرد اپنی جنسی فینٹسی کو پورا کرنے کے لیے دوسری عورت کی طرف بڑھتا ہے۔ عورت کی جنسی فینٹسیز بھی ہوتی ہیں۔ اس کا نہ تو شوہر خیال رکھ سکتا ہے نہ کوئی عشق۔ ہاں میل اسکارٹ دستیاب ہیں! مشرقی معاشرہ کبھی اس حقیقت کو سننا بھی قبول نہیں کرتا کہ بیش تر عورتیں فیک آرگیزم کا مظاہرہ کرتی ہیں! مرد کو یہ احساس ہی نہیں کہ بہت سی عورتیں قدرتی طور پر کلیٹورس Clitoris سے آرگیزم پاتی ہیں۔

مشرقی مردوں نے محض یہ پڑھ رکھا ہے کہ عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں! یہ جیتے جاگتے جسم روح اور مرضی بھی رکھتے ہیں، اس بات کا اظہار میاں بیوی کے درمیان بھی ممنوع ہے۔ مگر میرا میرے تیسرے عشق یعنی شوہر کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ اس کا میری شکل وصورت پر اعتراض اور خامیاں نکالنا ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے دس برس اسی دکھ اور احساس کمتری کی نذر کر دیے۔ شادی سے پہلے جس لڑکی کو اپنے حسن کے قصیدے سننے کو ملیں اسے اپنے شوہر کے منھ سے تعریف کا ایک لفظ بھی سننے کو نہ ملے، اس کا ردعمل کیا ہوگا؟

آپ سے مشورہ لینے اور طویل گفت وشنید کے بعد میں جذباتیت سے نکل تو نہیں پائی، ہاں اس قابل ضرور ہوگئی ہوں کہ روزمرہ کے کام توجہ سے انجام دے سکوں۔ میرے ساتویں عشق کا کہنا ہے کہ ساری خرابی میرے Pre-asume کرنے سے پیدا ہوئی! تو اسے سب پتا تو تھا کہ میں پہلے ہی ڈری ہوئی ہوں۔۔۔ بجائے یہ کہ وہ میرے خوف اور بے اعتمادی میں مجھے سہارا دیتا اس نے اپنی زندگی اور سکون کے تحفظ کو ترجیح دی! لیکن میں آپ کے تجزیے سے متفق ہوں یہ محبت کوئی اور ہی شے تھی۔ جیسے کوئی عبادت ہو، گناہ وثواب سے بالاتر! مگر ساتویں عشق نے تو اسے میری وقتی لذت کی خواہش کا شاخسانہ قرار دے دیا تھا! حالانکہ وہ خود اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ اس نے کبھی میرے منھ سے کبھی کوئی کھلی بات نہیں سنی!

آپ نے ٹھیک کہا شادی شدہ مرد سے وفاداری کی توقع کیسی؟ تو ساتویں عشق یا باقی سب بھلے مانسوں سے میں نے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار یا ایسی کوئی وفاداری مانگی کب تھی؟ عشق کے مرحلے میں داخل ہونے کے بعد میں نے ایسا سوچا ضرور تھا۔ مگر یہ بھی جانتی تھی کہ میں بس سوچ ہی سکتی ہوں، معاشرتی جکڑ بندیوں کی وجہ سے کہ نہیں سکتی، ایسا کر نہیں سکتی! اور ویسے بھی شادی کے بعد تو میں نے جس سے بھی عشق کیا، میری طرف سے تو آغاز محض تخلیقی حوالے سے دوستی کی خواہش سے ہوا۔۔۔!

آپ نے کہا تخلیق کار، تخلیق کاروں کے درمیان بیٹھ کر، ان سے گفتگو کر کے ہی ذہنی آسودگی پاتے ہیں۔ میرا مسئلہ بھی یہی رہا ہے، میں ایک تخلیق کار ہمزاد کی تلاش میں تھی۔ جن مردوں سے مجھے عشق ہوا مجھے ان کی صورت میں اپنی شاعری کے لیے موضوع درکار نہیں تھا! شاعری تو میں پہلے بھی کرتی تھی اب بھی کرتی ہوں!

آپ نے کہا کہ تخلیق کاروں میں سے اکثر لوگ خودکشی کی طرف مائل ہو جاتے۔ ایسے لوگوں میں سے بیشتر کی سوانح کا مطالعہ بتاتا ہے کہ وہ وجودیت پرست ہوتے ہیں۔ کائنات کے مقابل انسان کے وجود کی کم مائیگی یا پھر کبھی کبھی محبت میں ناکامی انھیں زندگی کے خاتمے کی نہج پر پہنچا دیتی ہے۔ علاوہ ازیں ان میں سے کئی ایک کا مسئلہ خود اذیتی بھی رہا ہے۔

آپ نے مشورہ دیا ہے کہ میں شوہر سے خلع لے لوں اور کسی من پسند شخص سے شادی کر لوں۔ ہمارے معاشرتی سیٹ اپ میں بیوہ ہونا آسان اور طلاق یافتہ کا جینا بہت مشکل ہے! یقیناً آپ میری بات کی تہ تک پہنچ گئے ہوں گے! طلاق لینا، خاندان کو مطمئن کرنا، دوسری شادی کرنا اور پھر بچوں کو ایڈجسٹ کرنا، ایک چوکھی ہے، جس کے لیے میں خود میں حوصلہ نہیں پاتی! میں سوچتی ہوں خلع لے کر کیا فائدہ ہوگا؟ بچے مجھے خود غرض سمجھیں گے۔ ہمارے معاشرے میں وہ ماحول نہیں ہے جہاں طلاق کے بعد بھی بچوں کی خاطر ہی سہی۔۔۔ مرد، عورت حسن سلوک کا معاملہ رکھیں۔ یہاں تو خاندان کا خاندان ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں ہوتا، کجا یہ کہ بچے، ماں اور باپ دونوں سے اسی طرح وقت اور پیار پائیں۔ پھر دوسری شادی۔۔۔؟؟؟ کینڈا

تو ہے نہیں کہ ڈیٹنگ کے بعد شادی کرلوں۔ ویسے بھی کینیڈا ہوتا بھی تو کیا گارنٹی تھی اگلی شادی
کامیاب ہوتی؟ ڈیٹنگ میں کون سا معیار ہے کسی شخص کو پرکھنے کا؟ ہر انسان ایک بند ڈبے کی طرح
ہوتا ہے۔۔۔ڈبا کھولو تو اندر سے کیا نکل آئے، کیا کہہ سکتے ہیں؟ میری میرے شوہر سے شادی
سے پہلے فون پر نہایت محبت بھری گفتگو ہوتی رہی۔ عملی زندگی میں کیا ہوا؟ اس کے بالکل متضاد۔
اچھا ایک اور عجیب بات ہے کہ آپ نے اسے میری عقلمندی قرار دیا کہ میرا چوتھا عشق اب
بھی میرا دوست ہے۔ ایسا قصداً نہیں اتفاقاً ہے۔ شاید کچھ دوستوں سے آپ چاہتے ہوئے بھی
قطع تعلق نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ان کی خودغرضی آپ پر واضح ہوتی ہے۔ ایک عجیب بات
بتاؤں۔۔۔میرا چوتھا عشق اس بات پر نازاں ہے کہ اس کے بعد اگرچہ میں نے تین عشق کیے مگر
آج بھی لوگ میرا نام اسی کے ساتھ جوڑتے ہیں! پھر بھی اسے دعویٰ ہے کہ مجھے اس جیسا دوست
کبھی نہیں ملے گا! اس بات پر میں نے اس سے ہر طرح کا قطع تعلّق کر لیا ہے۔ مجھے لگتا ہے اس کا
میرا تعلّق، عشق تو ایک طرف دوستی کا بھی نہیں تھا۔ اسے اپنے لیے ایک پبلسٹی کا آئنہ کار درکار تھا! اس
پر غصہ آیا تو میں نے دوسرے اور چھٹے عشق سے بھی ہر رابطہ منقطع کر لیا۔

رہی بات شادی شدہ مردوں سے عشق کی تو میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا شادی کے بعد
میرے ہر عشق میں مجھ پر واضح تھا کہ مجھے دو کشتیوں کا سوار بن کر رہنا ہے۔ چوتھے اور چھٹے عشق کو
ترک کرنے کا فیصلہ میرا اپنا تھا اور وجہ صاف تھی:.They took me for granted

کبھی میں اپنے پانچویں عشق کا تجزیہ کرتی ہوں تو لگتا ہے وہی صحیح معنوں میں Mature
Love تھی۔ ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کر دیتے تھے۔ سال بھر بھی نہیں ملتے تھے تو بھی
رابطے میں رہتے تھے۔ باتیں بھی کیا کرتے تھے بس ایک خوشگوار سا جگت بازی کا مقابلہ ہوتا
تھا۔ اسے میرے بدل جانے کا ڈر لگا رہتا تھا اور میں کہتی تھی، ''یہ تم پر منحصر ہے۔ جب تک نہیں بدلو
گے میں ایسی ہی رہوں گی!'' اور واقعی چار سال ہمارے تعلّق، رابطے اور محبت میں کوئی فرق نہیں
آیا۔ وہاں میں عاشق بھی تھی اور معشوق بھی۔

آپ نے ایک حد تک ٹھیک کہا۔۔۔ساتویں عشق نے مجھے اس لیے پاگل پن کی حد تک

پہچانا کہ میں وہاں پہلی بار عاشق نہیں معشوق تھی! مگر ایسا تو پانچویں عشق میں بھی تھا جہاں میں معشوق بھی تھی۔ دراصل ساتویں میں دعوے بہت بلند و بانگ تھے اور غلطیوں پر معاف کرنے کا ظرف نہیں تھا۔ میں جہاں تھی جیسی تھی مجھے ویسا ہی رہنا تھا۔ میں بدل نہیں سکتی تھی۔

میری طرف سے تو آغاز بھی ادبی دوستی کا تھا۔ اسی نے اپنی باتوں میں مجھے ایسا لپیٹا کہ میں مسحور ہو گئی۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ مجھے کچھ محسوس ہی نہ ہوا ہو۔ یہ کشش دو طرفہ تھی۔ دنوں میں ہم قریب آ گئے۔ آپ یقین کریں گے؟ محض پندرہ دن میں!

آپ نے بار بار اپنے تجزیے میں عشق کے حوالے سے میری ناتجربہ کاری پر زور دیا ہے۔ کیا محبت کے لیے تجربہ کاری کا سرٹیفکیٹ لازمی ہے؟ وہ تو پھر کھیل ہوا۔۔۔۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے مجھے عشق محبت نہیں، ایک تخلیق کار ہمزاد کی تلاش ہے جو میرے ساتویں عشق کی طرح ہو۔

آپ سے مشاورت کا یہ فائدہ ہوا ہے کہ میری Self Esteem واپس آ گئی ہے۔ میں اپنے ساتویں عشق سے منت ترلے کیوں کروں؟ کسی کو زبردستی باندھا نہیں جا سکتا۔ محبت میں مبتلا نہیں کیا جا سکتا بالخصوص ایسے شخص کو جو معاشرے کے خوف کا اسیر ہو! خوف کی اسیر تو میں بھی ہوں مگر اتنی بھی نہیں کہ کسی ادبی دوست یا مرد کے ساتھ بیٹھ کر بات بھی نہ کر سکوں! جس کے ساتھ بات کرنا اچھا لگتا ہو کیا لوگوں سے ڈر کر ترک کر دیں؟ ہر گفتگو کا مقصد اور مطلب جنسی کشش یا تعلق تو نہیں!

رہا عشق۔۔۔ تو میرے ساتویں عشق کا قول ہے کہ محبت میں مبتلا ہونا اور شے ہے اور اسے نبھا سکنا اور چیز! میرا اپنی زندگی میں آنے والے ہر مرد سے یہی اختلاف رہا ہے۔۔۔ نبھا نہیں سکتے تو دعویٰ کرنے کا مقصد؟ کیا محض ایک جسم کا حصول؟ یا یہ شو آف کرنا کہ آپ نے ایک عورت پر اپنا جادو چلا لیا ہے!

آپ کہتے ہیں وہ نہیں پلٹے گا۔۔۔ نہ پلٹے! ساتویں آسمان کے بعد آٹھواں آسمان تو ہے نہیں! جو میں آٹھواں عشق کروں۔۔۔ اور اگر یہ عشق کرنا۔۔۔ پستی ہے تو زمین کی سات پرتیں تو دیکھ چکی، اس کے بعد کیا بچتا ہے؟ پاتال! سوچتی ہوں یہ چاہت محبت کی آخری حقیقت ہے ہی کیا! بس اذیت! کوئی اسے crush قرار دے یا infatuation میرے نزدیک یہ سب عشق ہی

تھے!

بہر حال میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس جذباتی بحران سے خاصی حد تک نکالا اور کم از کم اب میں اپنی ذات کی گرہوں کو سمجھ سکتی ہوں مگر آپ کو شاید یہ سن کر ہنسی آئے کہ مجھے ان چھے ماہ کے گزرنے کا اب بھی انتظار ہے جن کے حوالے سے میرے ساتویں عشق کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب جیسا نہیں ہوں جو تمھاری زندگی میں آئے۔۔۔یاد رکھو اگر چھے ماہ بھی تم سے بات کیے بغیر گزر گئے تو بھی میں تمھارا رہوں گا۔

ابھی تو چار ماہ ہی گزرے ہیں۔۔۔چھے بھی گزر ہی جائیں گے! اس کے بعد بھی وقت کا کیا ہے گزرتا جائے گا۔شدت کم ہو جائے گی۔البتہ بھولتا کچھ نہیں ہے احساسات بدل بھی جائیں اندر کہیں سب کچھ جمع ہوتا جاتا ہے۔کس لیے؟ یہ پتا نہیں!

مخلص

تمثال

۲۳ دسمبر ۲۰۱۹ء

چھٹا باب

کہانی سے آگے

جب میری کہانی پر مبنی ناول، عارفہ تحریر کر رہی تھی تو میں عجیب الجھن میں تھی کہ کیا یہ ناول چھپنا چاہیے؟ کتنے ہی ماہ، ناول پڑا رہا۔ کبھی کوئی واقعہ شامل کرتی، کبھی نکال دیتی۔ قطع و برید کے اس عمل کے پیچھے اپنے پہچان لیے جانے کا خوف اور قریبی لوگوں کا احترام مانع تھا۔ کیا لکھوں؟ کیا شامل کروں اور کیا حذف کروں، اس خیال سے اکثر اوقات میں رات رات بھر جاگتی رہتی۔ لوگوں کا تاثر کیا ہوگا؟ کبھی یہ خیال بہت غیر اہم لگتا اور کبھی اس قدر سر پہ سوار ہوتا کہ ناول نہ چھپوانے کا سوچتی۔ عجیب مخمصہ تھا۔ حیلے بہانے سے اپنے حلقۂ احباب میں شامل لوگوں کو یہ ناول مشورے کے لیے دکھا رہی تھی تا کہ ان کا ردِ عمل دیکھ کر یہ فیصلہ کروں۔ میں نے سب سے پہلے اپنی بچپن کی دوست کو یہ ناول دکھایا جو سائیکاٹرسٹ تھی۔ اگر چہ سائیکالوجسٹ اور سائیکاٹرسٹ کا کام مختلف ہوتا ہے مگر دونوں کا بنیادی میدان، نفسیات ہے۔ اس لیے میں چاہتی تھی کہ وہ اس ناول کے مرکزی کردار کے مسائل کا کوئی حل تجویز کرے۔ میں نے اسے ناول کا مسودہ یہی کہہ کر دیا کہ میری دوست عارفہ یہ جاننا چاہتی ہے، مشرقی معاشرے کا رکن ہونے کی حیثیت سے تمھارے نزدیک تمثال کے مسائل کا کیا حل ہے۔

میرا خیال تھا کہ وہ میرے یعنی اس ناول کے مرکزی کردار کی نفسیات کو سمجھے گی، مگر اس نے تو جیسے سنی ان سنی کر دی۔ کچھ دن کی خاموشی کے بعد مجھے اس کی ای میل موصول ہوئی، لکھا تھا:

پیاری دوست،

تم نے مجھے ایک عجیب کام سونپ دیا ہے۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا اس کا جواب تو میں ضرور دوں گی لیکن میرا سچ تمھیں ناگوار ہی گزرے گا۔

ڈاکٹر احسن نے جو نفسیاتی تجزیہ کیا ہے، وہ سراسر مغربی نقطۂ نظر کا حامل ہے۔ علاج تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ اگر شوہر پسند نہیں تو طلاق لے لو۔ مگر

چند باتوں کی طرف میں بھی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

ڈاکٹر احسن یہ سمجھتے ہیں کہ تمثال ایک کم Self esteem رکھنے والی مشرقی عورت ہے۔ وہ اس شے کو نظر انداز کر بیٹھے ہیں کہ تمثال نے اپنے معشوقان کا انتخاب خود کیا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ہوا کہ اتنے بہت سے مردوں کو تو اس نے کبھی لفٹ نہیں کرائی لیکن کچھ کو مکمل اجازت دے دی کہ جو مرضی کریں۔ وہ ایک سمجھدار عورت ہے جسے ایک ایسے رشتے کی طلب ہے جو باقی رہے۔ اسی لیے تو اپنا جسم بھی پیش کر دیتی ہے۔

اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے الگ گھر کی تلاش، یہ مغرب کی ہر مڈل کلاس عورت کا مسئلہ تو ہو سکتا ہے مشرق کی عورت کا نہیں! مغربی لڑکی کی ماں اس کی تربیت ہی یہ کرتی ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں تم نے گھر چھوڑ دینا ہے، جاؤ لڑکوں سے ملو اور اپنا بوائے فرینڈ تلاش کرو۔ ان میں سے ہر لڑکی کی حقیقت میں یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا رشتہ محبت کا ہو اور ہمیشہ رہے۔ لیکن معاشرے کے دباؤ اور کم علمی کی وجہ سے وہ گھر پر حق ختم ہونے کے خوف سے وہ محبت کا شارٹ کٹ، سیکس کی صورت اختیار کرتی ہے۔ آزادہ روی اور اس تربیت کے سبب ان لڑکیوں میں سے کئی تو بلوغت تک پہنچتے ہی ماں بن جاتی ہیں۔ اس بات کو وہاں برا بھی نہیں سمجھا جاتا مگر جنس کے حوالے سے اس تصور کے کیا نقصانات ہیں، اندر سے وہ سب جانتے ہیں۔ دراصل ان لڑکیوں کی Insecurity انھیں یہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

مجھے ڈاکٹر احسن کے مغرب کو اس قدر Glamourise کرنے سے اختلاف ہے۔ وہاں مرد عورت، شادی کے بغیر رہنا پسند کرتے ہیں تا کہ انھیں شادی شدہ عورت کے حقوق ادا نہ کرنا پڑیں۔ بہر حال تمثال نہ

تو کم تعلیم یافتہ ہے اور نہ ہی نا سمجھ۔اس کے لیے آپشن کھلے ہیں، اگر اس کی شادی ایک ناپسندیدہ شخص سے ہو بھی گئی ہے تو گناہ کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اسے شوہر سے طلاق لے لینا چاہیے! ایک طرف وہ نماز روزے کی پابندی کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے اور دوسری طرف، گناہ پر مبنی زندگی گزار رہی ہے۔ ایسی نمازیں کس کام کی؟

ڈاکٹر احسن نے مسئلے کا حل بالکل درست پیش کیا کہ تمثال کو طلاق لے لینا چاہیے۔ مگر تمثال کا یہ کہنا کہ اس نے طلاق اس لیے نہیں لی کہ بچوں پر برا اثر پڑے گا۔۔۔واضح جھوٹ ہے! اس نے طلاق نہیں لی کیونکہ اس کا گھر اس کے لیے ایک ایسا محفوظ ٹھکانہ ہے جہاں سے وہ اپنی رومانوی، تخلیقی اور جنسی ضروریات پوری کرنے کے لیے آزادی سے نکلتی ہے، چاہے چھپ کر ہی سہی! اپنے شوہر کے گھر کی آڑ میں وہ لوگوں کی باتوں سے محفوظ ہے۔ طلاق کی صورت میں چاہے وہ ماں باپ کے گھر رہے یا الگ گھر لے کر رہے، اس کے اردگرد کے لوگ اور خود اس کے بچے اس کے احتساب پر اتر آئیں گے۔ اس کی سرگرمیاں کب تک لوگوں کی نظروں سے چھپی رہیں گی؟ ابھی تو اسے شادی شدہ ہونے کے باعث، پاکباز خاتون ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل ہے! اسے اس کے علاوہ اور کیا چاہیے! وہ ادبی دوستوں سے ملتی ہے، جو اسے اچھا لگتا ہے، اسے مواقع دیتی ہے۔ جو اچھا نہیں لگتا اسے ایک چٹکی میں بھگا کر، شرافت کی سند پا لیتی ہے۔

تمثال کے لیے ڈائری لکھنا کتھارسس کا سبب تو بنا مگر وہ اس سے خود احتسابی کا فائدہ حاصل نہیں کر پائی۔ حالانکہ اپنے لکھے پر غور و فکر کرنا، ڈائری لکھنے کا سب سے بڑا فائدہ ہوتا ہے اگر کوئی اسے سمجھنا چاہے تو! کچھ چیزیں تو ہر قاری پر واضح ہوں گی کہ تمثال ایک زخم خوردہ عورت

ہے جس نے اپنے خاندان کے غلط فیصلے کے خلاف بغاوت کی ٹھان لی ہے بلکہ اس مقام پر وہ معاشرے کو چکمہ دے رہی ہے اور مردوں کو کھلونا بنا کر ان سے کھیل رہی ہے۔ کسی سے انتقام کے نام پر سیکس کر رہی تو کبھی عشق کے نام پر! دراصل وہ اپنی تعدد پسندی کے لیے جواز تراش رہی ہے۔ عشق کی آڑ میں اپنی Polygamous نیچر کی تسکین کر رہی ہے۔

اللہ نے زنا کی سزا تو بہت واضح رکھی ہے۔ طلاق اور دوسری شادی کے راستے کھلے ہیں۔ اللہ نے نکاح میں رہنے اسی لیے حکم دیا ہے کہ Monogamy ہی رہے اور معاشرہ اس Abuse کا شکار نہ ہو جو مغرب میں کم و بیش ہر جوان عورت کا مقدر ہے۔ مانا کہ ہمارے معاشرے نے طلاق تو کیا نکاح تک کو بھی مشکل کر دیا ہے مگر مجبُوری کے نام پر منہ ماری اور گناہ! چہ معنی دارد؟ یہ جو تمثال بار بار عشق میں گرفتار ہونے کا رونا روتی ہے، وہ یا تو خود سے جھوٹ بول رہی ہے یا پھر دوسروں سے!

مجھے تو یہ انتہائی واضح نظر آ رہا ہے کہ وہ بہت سوچے سمجھے طریقے سے مردوں کو اپنی زندگی میں آنے دیتی ہے۔ وہ اسے جتنی بار مرضی والہانہ عشق قرار دیتی رہے، یہ ازل سے ایک ہی حقیقت ہے جو ہر انسان میں بار دہرائی جاتی ہے۔ اسے Infatuation یا Crush کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا مزہ ہی الگ ہے۔ دل دھڑکنا، Sexual Arousal اور اس کی Excitement۔ چاہے جو عمر بھی ہو، اس کے لیے تو مرد ساری دنیا میں منہ ماری کرتے ہیں!

یہ بھی واضح ہے کہ تمثال ایک ٹیکسٹ بک کی طرح Crush کے Behaviour کو Display کرتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھو تمثال کا بار بار مسوق کو ٹیکسٹ میسج کرنا، فون پر فون کرنا، مرد

کو Harrass کرنے کے مترادف ہے۔

اس کے سب معشوق جو اپنی اپنی بیبیوں کے علاوہ منہ ماری کے چکر میں ایک خوبصورت عورت سے پیچا لڑا بیٹھے اور سمجھے کہ یہ کوئی عام خوبصورت عورت ہے، انھیں ایک دو ماہ میں ہی نظر آ گیا کہ بھئی ہم تو پھنس گئے! یہ تو خطرناک ہے، ننگا کر دے گی، ہو سکتا ہے بیوی بچوں تک یہ بات جا پہنچے! تو وہ سب یہ سوچ کر دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ تمثال کے سب معشوق اس سے پیچھا چھڑاتے نظر آتے ہیں۔ تمثال بار بار شکست کھا کر بھی مطمئن نہیں ہوتی۔

آخری عشق تو سب سے ہی واضح ہے۔ تمثال کے ساتویں عشق کو یہ نظر آ گیا کہ یہ تو بہت بیباک عورت ہے۔ اس کے ذہن جو منہ ماری کا مزہ تھا، سب ہوا ہو گیا، الٹا اس خوف نے آ جکڑا کہ میں پکڑا جاؤں گا۔

اور ایک آخری بات:

جب تمھاری بغاوت سے بھرپور یہ کہانی چھپ جائے گی تو دو باتیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ جو بھی اس کو پڑھے گا وہ کم سے کم ایک گھنٹے اس شدید جنسی گفتگو کی Sexuality میں محصور رہے گا۔ دوسرا یہ کہ تمھارے قریبی حلقے میں تو یہ بات سمجھنے میں کسی کو دس سے پندرہ منٹ ہی لگیں گے کہ یہ تمھاری اپنی کہانی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ عارفہ کی قریبی دوست شاعرہ کون ہے! معلوم ہوتا ہے اس بار تم نے اپنے شوہر بلکہ اپنے سارے خاندان کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں جانتی ہوں تم اس سے بہت اوپر ہو لیکن محسوس ہوتا ہے تم نے کچھ چیزوں کی قربانی دینے کا مکمل تہیہ کر لیا ہے۔ میں اس عزم میں تمھیں Best Wishes بھی نہیں کہہ سکتی۔ صرف دعا ہی کر سکتی ہوں تمھارے لیے۔

تمھاری دوست،

فارحہ

ای میل میرے سامنے تھی۔اس کی ایک ایک سطر میرے اندر گڑ گئی تھی۔میں کیا ہوں؟وہ جو ڈاکٹر احسن کہتے ہیں یا وہ جو فارحہ کہتی ہے؟ میرا جی چاہ رہا تھا میں یہ ناول نہ چھپواؤں۔میں نے فارحہ کی ای میل،ڈاکٹر احسن کو بھیجی۔انھیں بتایا کہ اس تجزیے نے مجھے ذہنی طور پر بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ان کی جوابی ای میل آئی:

''تمثال صاحبہ!اگر اس ناول کا چھپنا آپ کو پریشان کر رہا ہے تو نہ چھپوائیں کیا خیال ہے؟ لیکن ایک بار اس بات پر ضرور غور کر لیں کہ میں نے اور آپ نے کس لیے اس ساری کہانی کی اشاعت کا فیصلہ کیا تھا!

In english they say,Too many cooks spoil the broth.

آپ تجزیے پر تجزیے مت کروائیں۔خود اپنے آپ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔آپ وہ نہیں ہیں جو دوسرے کہتے ہیں۔آپ وہ ہیں جو آپ کا اندر کہتا ہے!''

ڈاکٹر احسن کی بات نے مجھے حوصلہ دیا۔بہت سوچ بچار کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ناول چھپے گا۔اب میں اس ناول کو ادبی حوالے سے پرکھنا چاہتی تھی۔

میں ہمیشہ اپنی ادبی تحریروں کے متعلق اپنے سے سینئر ایک ادبی دوست سے مشاورت کیا کرتی تھی۔میں نے اس ناول کا مسودہ ان کے سامنے رکھا کہ اسے ایک بار دیکھ لیں۔پتا نہیں کس ذہنی رو میں،میں نے انھیں بلا جھجک بتا دیا کہ یہ میری آپ بیتی ہے۔کچھ دن بعد انھوں نے اس ناول کا مسودہ چیک کر لیا تو مجھے بلا بھیجا کہ آ کر مسودہ لے جاؤں۔ان کے لیے میری زندگی کے یہ تمام پہلو حیرت انگیز تھے اور سب سے اچنبھے کی یہ بات تھی کہ عورت بھی Polygamous فطرت رکھتی ہے۔میں ان کی حیرت کے جواب میں کیا کہتی!وہ کہنے لگے اس

ناول میں ایک جھول ہے ان لوگوں کا ذکر نہیں جو تم سے پیار کرتے ہوں گے! میں ان کی بات کا مطلب سمجھ رہی تھی مگر سمجھنا نہیں چاہتی تھی! وہ میرے لیے استاد کی طرح تھے اور میں آج کے زمانے میں بھی، اس رشتے کی الوہیت کی قائل تھی۔

میں نے اپنے ایک ایسے ادبی دوست کو جو ناول کا وسیع مطالعہ رکھتا تھا، یہ ناول دکھایا۔ وہ عمر میں مجھ سے چھوٹا تھا۔ تاہم میں اس سے بلا جھجک زندگی کے کئی پہلوؤں پر بات کر لیتی تھی۔ بالخصوص انسانی نفسیات کی پیچیدگیوں سے متعلق گفتگو رہتی تھی۔ ناول پڑھ کر اس کا خیال تھا کہ یہ کوئی تخیلاتی کہانی نہیں، یہ یقیناً "میری آپ بیتی ہے! پہلے تو میں اس بات سے منکر رہی۔ پھر جب اس نے میری شاعری اور اس ناول میں مماثلت کی نشاندہی کی تو مکرنا ممکن نہیں رہا۔ اس نے مجھ سے کہا، ''اب بتایئے، یہ آپ ہی کی کہانی ہے نا؟'' میں ہنس پڑی، "ہاں! میری ہی آپ بیتی ہے'' وہ بولا، ''بہر حال اس ناول کی کہانی میں مجھے چھٹا عشق سب سے بہادر لگا جو جانتا ہے کہ مرد، عورت کی محبت کا رشتہ ہوتا ہی جسمانی ہے۔ وہ دوسرے کرداروں کی طرح بزدل نہیں ہے''۔ میں نے کہا، ''محبت صرف یہی ہے کیا؟'' وہ بولا، ''اس کہانی کا مرکزی کردار ایک دیوی کی طرح ہے، جس نے مرضی کی حدیں قائم کر رکھی ہیں اور وہ ان حدوں سے آگے کسی کو بڑھنے نہیں دیتی! دوسرے عشق کے ساتھ ہی اس کا رویہ دیکھیے۔۔۔'' میں بولی، ''میں تمھیں سمجھا نہیں سکتی یہ کہانی ہے کیا، مگر یہ اس مرکزی کردار کا فیصلہ نہیں تھا۔ دوسرے عشق میں شاید خاندانی پن کی کچھ رمق تھی جو اسے آخری حد پار کرنے سے روک لیتی تھی اور اسے یہ یقین بھی تھا کہ شادی تو ہونی نہیں۔ ورنہ وہ مرد تھا، طاقتور تھا، تنہائی کا پورا فائدہ اٹھا سکتا تھا'' وہ بولا، ''نہ! میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا، یہ عورت پر منحصر ہوتا ہے'' میں دل ہی دل میں ہنس دی، کیا یکساں سوچ ہوتی ہے اس حوالے سے سب مردوں کی!۔۔۔ سب عورت پر منحصر ہوتا ہے، کسی مرد کو آگے بڑھنے دے یا نہ بڑھنے دے، بستر تک آنے دے یا نہ آنے دے! گویا مرد پر تو کوئی ذمہ داری عائد نہیں کہ وہ اپنے جذبات پر بند باندھے!

میری سوچوں سے بے خبر وہ کہنے لگا، '' آپ نے یہ دیکھا کہ مرکزی کردار عورت ہر بار اپنے

سے بڑی عمر کے لوگوں میں دلچسپی لیتی ہے۔ یہ مرد اپنی عمر کے باعث اس قابل ہی نہیں کہ اس کی محبت کا ساتھ اسی جوش وخروش سے دے سکیں، جیسا وہ چاہتی ہے۔ اسے اپنے سے چھوٹی عمر کے شخص سے محبت کرنی چاہیے تا کہ وہ اس کی پوجا کرے۔'' اس تبصرے نے میرے دل میں کھٹک سی پیدا کر دی۔ کیا میں درست سمجھ رہی تھی؟، میں نے خود سے سوال کیا۔ اگر میرا اندازہ غلط بھی تھا تو میں اس پر واضح کر دینا چاہتی تھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے ہنسی مذاق میں یہ بات واضح کر دی تو اس نے کہا، ''ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ کچھ بھی ممکن ہے۔'' میں نے کہا، ''بس اس کردار کی اپنی نفسیات ہے جو بدلی نہیں جا سکتی۔ یہ کوئی میکانکی عمل تو ہے نہیں کہ نفسیات کو جو چاہے رخ دے دیں۔ ویسے بھی میری ہی مثال لے لو جب کوئی شخص مجھے واضح طور پر محبت کی پیشکش کرتا محسوس ہوتا ہے تو اس کی ''ارادی محبت'' سے مجھے قے ہونے لگی ہے،، جی متلانے لگتا ہے! محبت تو خود بخود ہوتی ہے، حالات کے زیر اثر! اس کی کیا کوئی پلاننگ کی جا سکتی ہے؟'' وہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑے توقف کے بعد گویا ہوا، ''جس طرح آپ نے اپنی بات مجھ تک پہنچائی ہے، کمال است!''

میں ایک بہت معروف پبلشر سے ناول چھپوانا چاہتی تھی۔ میں اسے کئی سالوں سے جانتی تھی۔ وہ میری ادبی صلاحیتوں اور اچھی شہرت کے سبب میرا بہت احترام کرتا تھا۔ اس کے ادارے کی اچھی ساکھ کی وجہ سے میں چاہتی تھی کہ یہ ناول وہ چھاپے۔ وہ مختلف اور انوکھی کہانیوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے اس ناول کی طباعت کی بات کی تو بولا ''اس ناول کی کہانی میں ایسا کیا ہے کہ میں اسے چھاپوں'' میں نے کہا، ''یہ ناول میری آپ بیتی ہے!'' وہ کہنے لگا، ''تو آپ بیتی کہہ کر ہی شائع کرائیں نا تا کہ کتاب خوب بکے! لیکن خیر آپ کی مرضی۔ لائیں مسودہ دیں، پڑھ کر اشاعت کا فیصلہ کرتا ہوں۔'' میں نے مسودہ اس کے حوالے کیا۔ کچھ دنوں بعد اس ناول کی اشاعت سے متعلق دریافت کرنے کے لیے اسے فون کیا۔ اس کی گول مول باتوں سے واضح تھا کہ وہ کچھ ''مخصوص شرطوں'' پر یہ ناول چھاپنے کو تیار ہے۔ مجھے ایسے لگا جیسے وہ اسے ناول یا آپ بیتی نہیں، اسامی خالی ہے کا اشتہار سمجھ بیٹھا تھا۔

پتا نہیں اس کہانی سے آگے ابھی اور کیا کچھ ہونا تھا۔ میں نے عارفہ سے کہا، وہ جہاں سے

ناول چھپوانا چاہے، اس پر منحصر ہے۔ مجھے تو عجیب عجیب تجربے ہو رہے ہیں۔ میں لوگوں کے رویے سے حیران تھی۔ کیسے چشم کشا حقائق تھے۔ میں کیسی بے وقوف تھی۔ سمجھتی تھی، سب اس کہانی کے مرکزی کردار کے دکھ کو سمجھیں گے۔ مگر یہاں تو ہر ایک اپنے ہی آئینے میں میرا عکس دیکھ رہا تھا۔

میری ایک دیرینہ سہیلی رعنا سے اس موضوع پر بات ہوتی رہتی تھی کہ اس پدرسری معاشرے میں اگر کوئی عورت ٹیبوز توڑتی نظر آئے تو سب پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، کیا مرد کیا عورتیں! میں نے اسے بتایا کہ عارفہ نے میری آپ بیتی پر مبنی ناول لکھا ہے۔ اس نے تجسس سے اس ناول کا مسودہ پڑھنے کو مانگا۔ میں نے اسے سوفٹ کاپی بھیجی اور اپنی دوست فارحہ کی ای میل بھی۔

اگلے دن ہی اس کا فون آیا۔ ''میں نے تو ایک ہی نشست میں ناول پڑھ لیا، بہت دلچسپ ہے۔ مجھے تو تم کہیں سے بدکردار یا مرد پھنسانے والی چالاک عورت نہیں لگی۔ ہاں بے وقوفی کی حد تک معصوم اور چول ضرور لگی ہو۔ چٹا سفید ہاتھی، عقل سے پیدل۔ دھوکا کھانے کا ماہر'' اس نے اپنائیت سے دانت پیستے ہوئے کہا، ''مجال ہے کسی دھوکے سے تم نے کچھ سیکھا ہو'' میرے ناول پر میری دوست فارحہ کا تبصرہ پڑھ کے وہ بولی، "اف یہ معاشرہ، پیچیدہ شخصیت کی حامل عورتوں کو جیتے دیکھ بھی نہیں سکتا! وہی مخصوص مشرقی اعتراضات! یہ تمھاری نفسیاتی گرہیں ہیں، ایک دم تو نہیں سکتیں نا! سب یہ دیکھ رہے ہیں تم کیا ہو۔ کوئی یہ نہیں سوچ رہا کہ وہ مرد کیا ہیں جو تمھاری زندگی میں آئے۔ انھیں تو سات خون معاف ہیں۔ مجھے تو تمھاری زندگی میں آنے والے بیشتر مرد، نرگسیت کا شکار لگے۔'' ''کیا مطلب؟'' میں نے کہا۔ وہ بولی، ''میں تمھیں ''ہم سب'' ویب سائٹ پر شائع شدہ، نبراس سہیل کا ایک آرٹیکل ان باکس کرتی ہوں۔ اس میں، نرگسیت زدہ مردوں کی نفسیات کا خوب کچا چٹھا کھولا ہے کالم نگار نے، بھئی مزہ آ گیا۔ تم بھی پڑھو اور آنکھیں کھولو، بی بی! بہت بے وقوفیاں مار لیں۔''

کچھ ہی دیر بعد اس نے یہ آرٹیکل مجھے ان باکس کیا:

اپنی نرگسیت کو محبت کا نام دینے والوں سے دور رہیں

21/08/2020

(نبراس سہیل)

''ایک بار نہیں، یہ مکالمہ کئی بار ہوا۔ کب اور کہاں، اس کا ذکر ضروری نہیں۔ کن دو کرداروں کے درمیان اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جنس کا تعیّن بھی غیر ضروری ہے۔ البتہ قاری اگر ایسے مسئلے سے دوچار ہے تو اپنی اسے الجھن کا حل ضرور مل سکتا ہے۔

اب ہمارا رابطہ نہیں ہوتا۔ میں نے بہت عرصہ خود اس سے تعلّق نبھانے کی کوشش کی، مگر اب۔ مجھے بار بار اس کی طرف بڑھنا اچھا نہیں لگتا؟ مجھے اپنی ہتک محسوس ہوتی ہے۔

ھمم۔ تمہیں خود کو روکنا چاہیے۔ کیونکہ، اس کا کچھ فائدہ بھی نہیں۔ یہ سعی؟ لاحاصل ہے۔

کیا مطلب؟ کیا اب اسے مجھ سے محبت نہیں رہی؟

محبت اسے پہلے بھی نہیں تھی۔ یہ تمہارا گمان تھا۔

تو پھر وہ سب کیا تھا۔ وہ اس کا شوق۔ وہ میرے لئے لگن۔ وہ کشش؟ وہ سب؟

یوں سمجھ لو۔ ایک جستجو تھی تمہیں جاننے کی۔ جب تک تجسس قائم تھا، لگن قائم تھی۔ جب تمہیں مکمل جان لیا تو وہ شوق ہوا ہو گیا۔

پر وہ سب باتیں ۔۔۔؟

دیکھو، تمہارا محبُوب ایک نارسس اسٹ ہے، نرگسیت کا اسیر۔۔۔ایسے لوگوں سے محبت میں کرنے میں دوسرے شخص کے حصّے صرف اذیت ہی آتی ہے۔اس اذیت کو جس کا تم اس وقت شکار ہو، اسے 'نارسس اسٹک ابیوز' کہتے ہیں۔خود پسندی میں مبتلا یہ لوگ کسی سے محبت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ یہ صرف خود سے محبت کر سکتے ہیں۔صرف اپنی ذات سے۔یوں سمجھ لو کہ ان میں دوسروں سے محبت کرنے کی معذوری ہوتی ہے۔ان کے لئے سامنے والا شخص محض ایک آئینہ ہوتا ہے جس میں یہ اپنا عکس دیکھا کرتے ہیں۔ جب سامنے والا خود بحیثیت ایک انسان کے، اپنی پسند، ناپسند، اپنے تقاضوں کے ساتھ سامنے آ کھڑا ہوتا ہے تو یہ آئینے سے ہٹ جاتے ہیں۔یہ اپنا آئینہ بدل لیتے ہیں۔

تو کیا اب وہ کسی اور سے محبت۔۔۔؟

کہا نا۔۔۔نارسس اسٹ افراد کسی سے بھی محبت نہیں کر سکتے۔ یہ صرف اپنی ذات سے محبت کرنا جانتے ہیں۔کسی اور سے محبت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔سخت الفاظ میں کہوں تو۔۔۔یہ محض 'شکار' ڈھونڈتے ہیں۔ جو ان کی ہر اچھی بری بات برداشت کر سکتا ہو۔جو انھیں اپنا مرکز و محور مان کے چلتا رہے۔جب تک آپ ایسا کرتے رہیں گے، آپ ان کے منظور نظر رہیں گے۔ جوں ہی آپ نے یہ پرستش بند کی، یہ خدا کی طرح بے نیاز ہو جاتے ہیں۔۔۔یہ آپ کو 'سائیلنٹ ٹریٹمنٹ' دیتے ہیں۔یعنی آپ کو اپنی خاموشی سے مار ڈالنے کا فن انہیں خوب آتا ہے۔

مگر۔اس نے تو کبھی مجھ سے تعلّق ختم کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔اس کی بے رخی اور کبھی کبھی انتہائی لاتعلقی مجھے ایسا سوچنے پہ مجبُور کر دیتی ہے۔ میں قدم بڑھاو؟ں تو ہماری بات بھی ہو جاتی ہے۔ایک طرح سے ہمارا رابطہ پھر سے جڑنے لگتا ہے۔اس کے انداز سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اسے میرا ہی انتظار ہو۔ہاں مگر دوبارہ سلسلہ جوڑنے کے کچھ ہی دن بعد اس کی سردمہری پھر سے کاٹنے لگتی ہے۔ایک بے رخی ہے جو دل کو جلائے ڈالتی ہے۔اس چپ سے احساس ہونے لگتا ہے کہ میرے لئے اب اس کے پاس کوئی الفاظ نہیں۔۔۔ہم ساتھ ہوتے ہوئے لاتعلّق رہتے ہیں۔

مجھے یقین ہے پہلے تمہارے جھگڑے بھی ہوتے ہوں گے؟ اور ساری غلطی بھی تمہاری ہی نکلتی ہو گی؟

ہاں۔بالکل ایسا ہی تھا۔میں ہمیشہ غلط۔اور وہ ہمیشہ درست۔

'گیس لائٹنگ' نرگسیت میں مبتلا لوگوں کا خاص انداز ہوتا ہے۔۔۔یعنی سامنے والے کو غلطی کے احساس میں مبتلا کرنا۔اس بات کو سمجھنا ضروری ہے۔جسے تم نے محبت سمجھ لیا، دراصل وہ محبت نہیں تھی۔اور جو تمہارے نزدیک اب بے وفائی ہے، وہ دراصل بے وفائی بھی نہیں۔

تو پھر کیا ہے؟

کچھ بھی کہہ لو پر یہ محبت نہیں۔۔۔خود پسندی میں مبتلا ایسے لوگ محبت، وفا اور اس قسم کے دیگر جذبات سے بالکل محروم ہوتے ہیں۔۔۔یہ انتہائی ذہین اور بے حد پرکشش شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ان کے رویّے

ہیں ایک انوکھی جاذبیت ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے کوئی بھی ان کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔اوران کا آپ کی طرف مائل ہونا، اگر آپ غور کریں، تو آپ کی کوئی خوبی یا ممکن ہے آپ کی کوئی محرومی ہوتی ہے جس کو پہچان کے یہ آپ کے قریب چلے آتے ہیں۔مگر آپ میں ان کو تب تک دلچسپی رہتی ہے جب تک آپ کی ذات کے کچھ پہلو ان کے لئے راز رہتے ہیں۔جوں ہی آپ ان پہ مکمل عیاں ہوئے یہ آپ کو رد کر دیتے ہیں۔اور ایک نئے شکار کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔۔۔

شکار؟ مطلب؟

شکار سے مراد ہے ایسا شخص جس کے ذریعے وہ اپنی ذات کی تسکین کر سکیں۔ شدید احساس کمتری میں مبتلا یہ نارسیسٹ کسی ایسے شخص کی تلاش میں رہتے ہیں جو ان کو برتر ہونے کا احساس دلاتا رہے۔انہیں سراہتا رہے۔ پرانے تعلّق میں جوں ہی اس عمل میں کمی آتی ہے، انہیں ایک نئی 'سپلائی' درکار ہوتی ہے۔ایسا ساتھی جو ان کو ان کے ہونے کا احساس دلاتا رہے۔

مگر ایسا کیوں؟ میرا مطلب ہے انہیں کسی کے دل سے کھیلنے کا کیا حق ہے؟

دیکھو دل سے کھیلنا یہ تمہارے نزدیک ہے، ان کے نزدیک یہ ضرورت ہے۔یہ محض طاقت اور اختیار کے طلبگار ہوتے ہیں۔ جب تک کسی پہ یہ اختیار چلتا ہے، تعلّق نبھتا ہے ورنہ ٹوٹ جاتا ہے۔۔۔ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ فرصت کے لمحات میں وہ اپنے پچھلے شکار کی خبر گیری ضرور کرتے ہیں۔

وہ کیسے؟

سوشل میڈیا کے ذریعے۔ دوستوں کے ذریعے۔۔۔ جو بھی ممکنہ طریقہ ہو۔

اگر محبت نہیں تو اس سب خبر گیری کا کیا مطلب؟

وہ آپ کو خوش نہیں دیکھنا چاہتے۔ اس کی وجہ خود ان کی اپنی ذات میں موجود ہوتی ہے۔ چونکہ وہ خود خوش نہیں ہوتے اس لئے وہ کسی کو خوشی دے بھی نہیں سکتے اور نہ کسی کو خوش دیکھ ہی سکتے ہیں۔۔۔ انتہائی بزدل اور غیر محفوظ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ آپ کی واپسی کو اسی لئے ہر بار قبول کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی نئی سپلائی موجود نہ ہو تو کسی حد تک گرمجوشی بھی دکھائیں گے مگر پھر وہی سب۔ اپنی غلطی کے ادراک اور اپنے احتساب کا کوئی سسٹم ان کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ لہٰذا پھر سے وہی ہوگا۔۔۔ ان کی مظلومیت۔ آپ کی غلطی۔ آپ تسلیم کریں گے تو تعلق چلتا رہے گا مگر ایسے کہ جس میں آپ کہیں نہیں۔ آپ کی خوشی ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی۔

تو پھر کیا کیا جائے؟

لاتعلقی۔ قطعی طور پہ لاتعلقی۔ جیسے دنیا سے چلے جانے والوں سے انسان کٹ جاتا ہے، ویسی لاتعلقی۔ اگر تو آپ اس مضمون کو سمجھ لیتے ہیں۔۔۔ یعنی نرگسیت کے اسیر لوگوں کے رویوں کو۔۔۔ تو آپ خود کو مزید گھائل ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ خود کو پہلے تو ان کی محبت کی غلط فہمی سے باہر لے آیئے۔۔۔ اور پھر رابطہ منقطع کیجئے۔ اس اذیت سے نکلنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔

مجھے ایسا لگا جیسے مجھے اس آرٹیکل ہی کی ضرورت تھی۔ یہ میرے لیے روشنی کا مینار بن گیا تھا۔ اپنے دوسرے، چوتھے اور چھٹے عشق سے تو میں پہلے ہی قطع تعلقی اختیار کر چکی تھی۔ مگر ساتواں عشق۔۔۔ کیا وہ ایسا تھا؟؟؟ میرا دل نہیں مانتا تھا۔

رعنا کا کہنا تھا وہ بھی ایسا تھا۔ تم اس کے لیے ایک ادھ کھلا دروازہ تھی اس لیے وہ متجسس ہوا۔ بند یا کھلے دروازے کو دیکھ کر کوئی نہیں رکتا۔ رعنا اور میری دوستی کو ایک سال ہو چلا تھا۔ ہم ایک دوسرے کے تمام مسائل کو جانتے تھے۔ پھر اس کے توسط سے اس کی ایک دوست راحمہ سے بھی، میری دوستی ہو گئی۔ ہم تینوں میں ایسی گاڑھی چھننے لگی کہ سارا دن رابطے میں رہتے۔ ہم نے میسنجر پر ایک مشترکہ گروپ بنا رکھا تھا جس میں روز ہماری ویڈیو کال پر بات ہوتی۔ ہلا گلا، ہنسی مذاق، الٹی پلٹی شرارتیں سب چلتا۔ میں نکھرتی چلی جا رہی تھی جیسے ہر عشق میں نکھر جاتی تھی۔ راحمہ مجھے ویڈیو کال پر مذاق میں کہتی "دیکھو تو کیسے چمک رہا ہے اس کا چہرہ جیسے عشق ہو گیا ہو"

شاید مجھے شیئرنگ ہی درکار تھی! میں چاہتی تھی کوئی ہم مزاج ہو جس سے میں سارا دن اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہوں۔ ان دونوں کی صورت مجھے ایسی شیئرنگ میسر آ گئی تھی۔ میرے چہرے سے دکھ ڈھل گیا تھا۔ یہ دونوں میری طاقت بن گئی تھیں۔ ہم عجیب سے رشتے میں بندھ گئے تھے۔ دیرینہ دوستوں سے بھی زیادہ محبت محسوس ہوتی تھی۔ ہماری دوستی فیس بک کے ذریعے ہوئی تھی۔ عجیب بات ہے ناکہ ہم کبھی ایک دوسرے سے ملے بھی نہیں تھے لیکن رازدار دوست بن گئے تھے۔

راحمہ بھی میری کہانی جانتی تھی۔ وہ دونوں ہر ممکن طریقے سے میری دلجوئی کرتیں اور کہتیں دفع کرو ان مردوں کو، سب کمینے ہوتے ہیں۔ ان کی باتوں سے میں بہل تو جاتی مگر ساتواں عشق میرے اندر سے نہیں جاتا تھا۔ میں نے ان دونوں سے چوری چوری اپنے ساتویں عشق کو کبھی میسج کرتی تو کبھی فون۔ اکثر جواب نہیں آتا تھا۔ پھر بھی میں نہ جانے کس امید پر باز ہی نہیں آتی تھی۔

ایک دن صبح چھ بجے میرے ساتویں عشق کا میسج آیا "کیسی ہو؟" اتنے سے میسج پر میری خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا۔ میں جواب میں لکھتی چلی گئی، "بالکل ٹھیک ہوں۔ دیکھو میں دس گیارہ بجے اٹھتی تھی۔ آج مجھے غیر شعوری طور پر پتا تھا تمھارا میسج آئے گا۔ ادھر تمھارا میسج آیا، ادھر میری آنکھ کھل

''You made my day''میرے والہانہ پن کے جواب میں وہ اختصار سے بولا، گئی۔

''خوش رہو''۔

پھر کبھی کبھار میسجز کا یہ سلسلہ بحال ہو گیا۔حوصلہ پا کر میں نے اس سے پوچھا،''میں نے تمھاری سالگرہ کے لیے تحفہ لے رکھا تھا۔سالگرہ تو گزر گئی۔ڈرتے مارے تحفہ بھیجا نہیں،کہیں انسلٹ ہی نہ کر دو۔واپس نہ کر دو!،اب بھیج دوں؟اس نے مختصر جواب دیا،''بھیج دو''۔میں نے تحفے میں اسے ایک ٹی۔شرٹ بھیجی۔اس نے شکریہ کے لیے فون کیا۔اس کے بعد وہی لیا دیا سا انداز۔۔۔مجھے اس کے رویے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔دھیرے دھیرے اس کی باتوں سے مجھ پر واضح ہوا کہ وہ میرے متعلق محسوس ضرور کرتا ہے مگر چاہتا ہے کہ ہم اپنے گھروں کو پوری توجہ دیں۔ٹین ایجرز کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے مت بھاگیں۔زندگی کے تقاضوں کو سمجھیں اور حقائق کو سامنے رکھیں۔اب میں اس کی باتوں کو سمجھنے لگی تھی۔مگر میں نے رعنا اور راحمہ کو نہیں بتایا تھا کہ میرا اپنے ساتویں عشق سے رابطہ ہوتا ہے۔

رعنا،راحمہ اور میری دوستی کی تکون قائم تھی۔ہم تینوں کے گھر والے ہماری دوستی پر ہنستے تھے۔خاص کر میرے بچے کہتے،''ماما!نہ کبھی ملیں،نہ دیکھا،نہ کبھی ایک دوسرے کے گھر گئے اور نہ ایک دوسرے کے گھر والوں کو جانتے ہیں۔۔۔فیس بک پر بھی کوئی دوستی کرتا ہے؟''واقعی ہم ایک دوسرے کے گھروں کے متعلق کیا جانتے تھے!البتہ میں راحمہ کے میاں کو کافی سالوں سے جانتی تھی کیونکہ وہ بہت معروف شاعر تھا۔مگر بارہ سال میں اس سے بمشکل دو بار فون پر بات ہوئی ہو گی۔وہ بھی تب،جب میں نے اسے اپنی کتابیں بھیجیں۔راحمہ جب اپنے میاں کی بات کرتی تو میں اس کے میاں کو''پائین''یعنی بھائی جان کہہ کر تذکرہ کرتی تھی۔مگر کبھی کبھی راحمہ سے مذاق بھی کرتی تھی کہ''پائین''مجھے پہلے ملتے تو تمھارے بجائے میں شادی کر لیتی،اتنی اچھی پرسنالٹی ہے۔یہ میں اس کو چھیڑنے کے لیے کہتی تھی۔بات مذاق میں آئی گئی ہو جاتی۔

ایک دن عجیب واقعہ ہوا۔میں نے راحمہ کے شوہر کے اشعار پر فیس بک پر کمنٹ کیا تو اس نے واٹس ایپ پر میرے کمنٹس پر اعتراض کیا۔میں نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے

رضامندی کی۔ادب پر بات کرتے کرتے ،وہ اچانک میرے حسن کی تعریف کرنے لگا۔میں نے اس سے کہا، میں راحمہ اور رعنا ہر بات شیئر کرتے ہیں۔راحمہ کے ناتے آپ کو مجھ سے ایسی بات کرنا نہیں چاہیے تھی۔اس نے کہا، کیا کوئی سن رہا ہے؟ میں نے کہا، راحمہ میرے اندر ہے! میری بات میں پنہاں دھمکی کو وہ سمجھ گیا تھا۔اس نے بات کا رخ بڑی مہارت سے پھر ادب کی طرف موڑ دیا۔میسج کرتے ہوئے رات کے اڑھائی بج گئے۔مجھے بات عجیب لگی تو میں نے رعنا کو ساری کتھا کہ سنائی۔رعنا نے کہا میسجز سنبھال رکھنا۔کل کو یہ تم پر الزام نہ تھوپ دے۔اگلے دن یہی ہوا۔

رعنا نے بتایا کہ راحمہ مجھ سے سخت ناراض تھی اور مجھ سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی۔وہ اس بات پر نالاں تھی کہ رات کو اڑھائی بجے تک گفتگو کا کیا مقصد تھا۔میں نے راحمہ کے شوہر کو کال کی کہ میری راحمہ سے بات کرائے مگر اس نے فون نہیں اٹھایا۔الٹا راحمہ سے یہ کہا کہ دیکھو تمھاری دوست تمثال کا فون بھی آیا ہے۔یہ مجھے اپنے دام میں پھانسنا چاہتی ہے۔میں اس سچویشن پر ہکا بکا تھی اور بہت پریشان بھی۔میں نے رعنا سے کہا کہ راحمہ کو سمجھائے، رات گئے میسج کو میں نے کبھی عجیب گردانا ہی نہیں۔نہ پہلے کبھی ایسی سچویشن سے دوچار ہوئی۔ثبوت کے طور پر رعنا کو میں نے کئی ادیبوں سے اپنی رات کے وقت ادب پر روٹین کی باتوں اور میسجز کے سکرین شاٹس بھیجے۔اُن ادیبوں کا انداز بھی سلجھا ہوا تھا کسی نے بھی حد سے بڑھنے کی کوشش نہیں کی! مگر راحمہ کے شوہر نے عجیب ہی کیا۔رعنا دونوں طرف فون کر کے ہلکان ہو رہی تھی، ہم دونوں کو سمجھا رہی تھی۔مگر معاملہ سلجھ ہی نہیں رہا تھا۔

کچھ دنوں میں مجھے لگا کہ رعنا بھی راحمہ سے متفق ہو گئی ہے کہ قصور میرا ہی ہے۔ظاہر ہے قصور میرا ہی تھا جو میں اپنی گزشتہ زندگی ان سے شیئر کر بیٹھی تھی! سو وہ اسی آئینے میں میرا عکس دیکھ رہی تھیں۔میں نے رعنا سے رابطے کی کوشش کی تو اس نے مجھے بے نقط سنائیں اور کہا،

"ذلیل عورت! تمھیں راحمہ کی زندگی میں زہر گھول کر بھی چین نہیں آیا؟ خبردار جو تم نے مجھ سے رابطے کی کوشش کی۔تم ہر وقت مردوں کو پھانسنے کے طریقے سوچتی رہتی ہو۔تمھیں سہیلی کا شوہر ہی ملا تھا! تم جیسی کمینی عورت ہر مرد سے ہم بستری کو تیار رہتی ہے۔بخش دو ہمیں، ہماری زندگیوں سے نکل جاؤ!" اور

اس نے مجھے فون، واٹس ایپ، فیس بک ہر جگہ سے بلاک کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے میرے دوسرے فون پر میسج کیا: "Ask your mother to stop chasing other women's hubbies" وہ سمجھی تھی کہ یہ میری بیٹی کا فون نمبر ہے۔ کوئی نفرت میں اس حد تک بھی جا سکتا ہے! میں حیران تھی۔ اب مجھے اس سے دوبارہ رابطے کی کوئی چاہ نہیں رہی تھی۔ یہ وہ عورت تھی جو میری کہانی پڑھ کر سماج کے رویوں سے شاکی تھی۔ جب تک کہانی ہماری اپنی نہ ہو، شاید ہم سب کے سماجی رویے ایسے ہی ہوتے ہیں!

میں رعنا کے رویے پر بہت دل گرفتہ تھی۔ میں نے اپنے ساتویں عشق کو فون کیا۔ میں بری طرح رو رہی تھی۔ وہ بولا: ''کیوں رو رہی ہیں آپ اس قدر؟ دنیا میں ایسا کیا ہے جو کسی کے ساتھ نہیں ہوا اور آپ کے ساتھ ہو گیا ہے؟'' میں نے سسکتے ہوئے اسے ساری بات بتائی۔ اس نے مجھے تسلی دی تو تھوڑی ہی دیر میں، میں سنبھل گئی۔ ایسے لگا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ میں نے اسے کہا، ''بس اتنا ہی تو میں چاہتی ہوں کہ کوئی بات سننے والا دوست ہو، اور کچھ بھی نہیں چاہتی!'' کچھ دنوں بعد اس کا فون آیا، تو میرا لہجہ بہت Stable تھا۔ کہنے لگا، ''کیا بات ہے آج بڑا جاندار لہجہ ہے'' میں نے کہا، ''میں اب تمھیں سمجھنے لگی ہوں اس لیے پرسکون ہو گئی ہوں۔ شاید پہلے جو کچھ تھا وہ میری دیوانگی تھی۔'' اس سے کیا کہتی کہ اس سے دوبارہ رابطے کے بعد ہی تو مجھ میں ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ زندگی حبس کے موسم کی طرح ہو تو دریچہ کھولنا ضروری ہے ورنہ سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے! میں نے اپنے ساتویں عشق کے ساتھ، واپس ''تم'' سے ''آپ'' کے سفر پر تھی! مگر کیا یہ وہی تخلیقی ہم زاد ہوگا جس کی مجھے تلاش تھی؟ جو بھی ہو میں تو بس یہ جانتی ہوں کہ درد کو تخلیق میں ڈھال دیا جائے تو اس کا سامنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں نے اپنی زندگی کی کہانی کو لکھ دیا ہے۔

پتا نہیں یہ کہانی آگے کیا رخ اختیار کرے مگر میں کہانی کی گرفت سے نکل آئی ہوں۔ کہانی سے آگے نکل جانے والا کردار، بسیط فضاؤں میں اڑنا جو سیکھ لیتا ہے!

ڈاکٹر خالد سہیل

ماہرِ نفسیات، ادیب، شاعر، دانشور
خیبر میڈیکل کالج سے طب کی تعلیم
میموریل یونیورسٹی، کینیڈا سے نفسیات کی تعلیم

تصانیف:

تلاش (شعری مجموعہ)
آزاد فضائیں (شعری مجموعہ)
زندگی میں خلا (افسانوی مجموعہ)
دھرتی ماں اداس ہے (افسانوی مجموعہ)

نفسیاتی مضامین کے مجموعے
روحانیت کی نفسیات
لفظوں کی مسیحائی

انٹرنیٹ میگزین ''ہم سب'' پر تواتر سے نفسیاتی کالم لکھتے ہیں
انگریزی ویب سائٹ

www.drsohail.com

اُردو ویب سائٹ

www.drsohail.org
www.drsohail.com
drsohail.com

تمثال! تم نے اچھا کیا اندر کے زہر کو باہر انڈیل
دیا۔ اس زہر کو لفظوں کا روپ دیتے ہوئے میری
انگلیاں نیلی پڑ گئی ہیں۔ لوگوں کے خوف میں
الجھے ہم لوگ چھوٹے چھوٹے روزن اور دریچے
تلاش کرتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ در
بند رہے گا! ہمیں انہی لوگوں کے بیچ رہنا ہے
اپنے اپنے نقاب اوڑھے ہوئے!
میری دوست! تمھیں میں نے سنا ہے۔۔۔
محسوس کیا ہے۔۔۔ اپنے اندر اتارا ہے۔۔۔
اور تمھیں اوڑھ کر ہی لکھ پائی ہوں یہ سب۔۔۔
اب تو لگتا ہے۔۔۔ میں تمثال ہوں!!!
عکس
AKSPUBLICATIONS
9 789697 310708